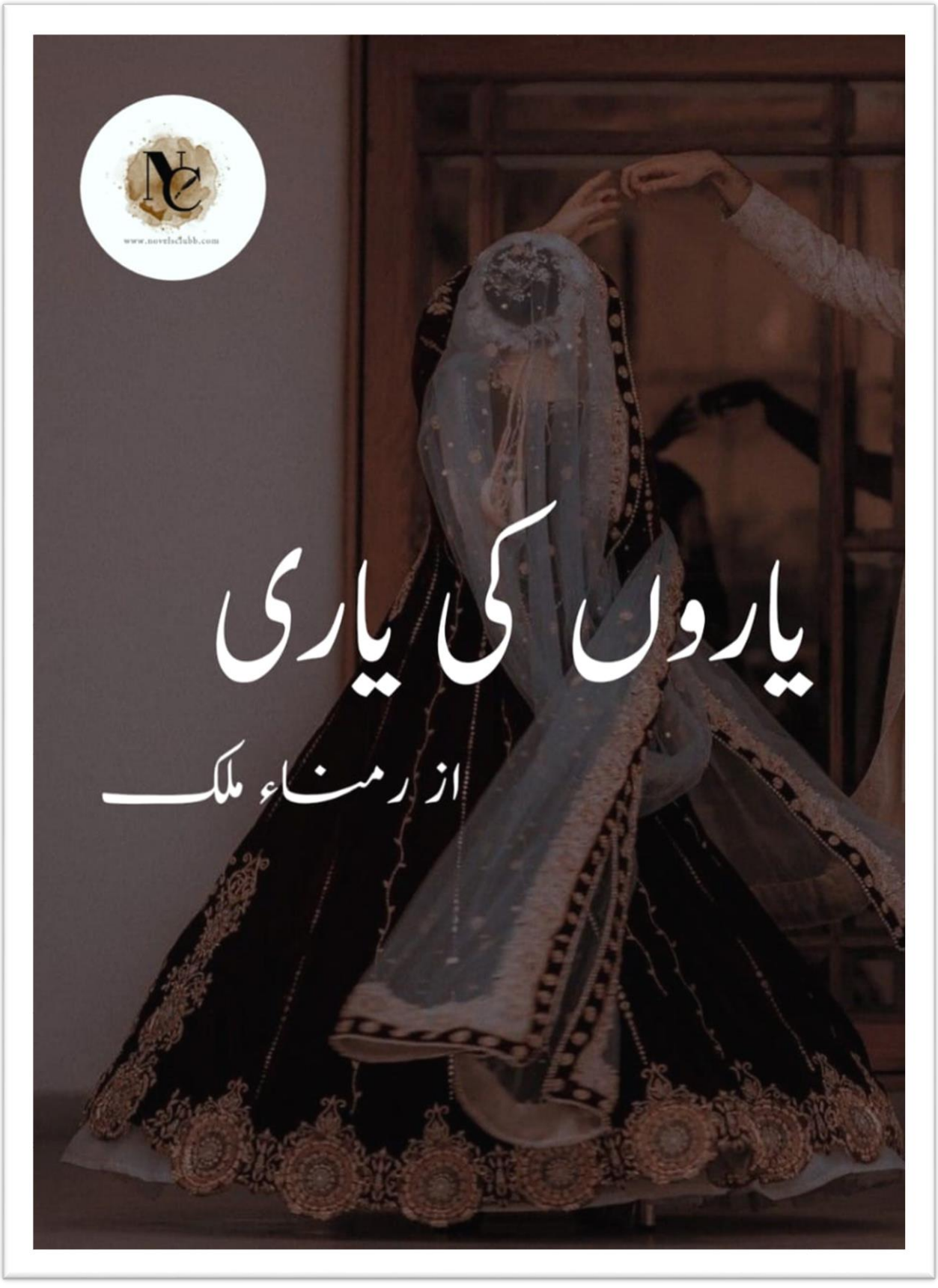
یاروں کی یاری
از رمناء ملک

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

یاروں کی یاری

از

رمنا ملک

www.novelsclubb.com

"وہ اس وقت ڈارک بلیو تھری پیس میں ملبوس تھا۔ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، کلائی میں بیش بہا قیمتی گھڑی پہنے، اور کالی آنکھوں میں سرخی لیے ہوئے تھا۔ لب سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔ ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھا تو دوسرے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کا گلاس تھاما ہوا تھا۔" سامنے کا منظر اسے طیش دلانے کیلئے کافی تھا۔ ماتھے پر بل اور ہاتھ میں موجود گلاس پر گرفت

بڑھتی ہی جارہی تھی۔اور ایک پل میں گلاس چھن سے اس کے ہاتھ میں ہی ٹوٹ چکا تھا۔شیشے کی کرچیاں ہاتھ میں چبھتے اس کا ہاتھ خون آلود کر چکیں تھی۔لیکن اس تکلیف سے اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔سامنے کا منظر اس سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔خون کے قطرے ٹپک ٹپک کر فرش پر گر رہے تھے۔لیکن اسے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔(وہ جو ساری اریجمنٹ دیکھنے کی غرض سے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کا گلاس تھامے اپنے محل نما گھر کے بیک یارڈ کی طرف آیا تھا۔یہ منظر دیکھتے وہی جم سا گیا تھا۔۔۔)

"Talal....."

پیچھے سے کسی نے زور سے اسے پکارا تھا۔۔۔

"What's Wrong With You????"

"یہ کیا ہر وقت بچوں والی حرکتیں کرتے رہتے ہو تم؟دیکھو ہاتھ سے کتنا خون بہہ رہا ہے۔چلو میں بینڈیج کر دوں تمہاری۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"نہیں میں بلکل ٹھیک ہوں۔تم جاؤ یہاں سے۔۔"

"کہاں ٹھیک ہو؟اتنا خون بہہ رہا ہے اور تم کہتے ہو میں ٹھیک ہوں؟"

"ہاں تو اور کیا کہوں؟"

"دیکھواُدھر! وہ منظر اس ہاتھ کی تکلیف سے کئی گنا زیادہ ہے۔۔۔"طلال نے سامنے دیکھتے اسے بھی آنکھوں کے اشارے سے وہ منظر دیکھنے کو کہا تھا۔۔۔

طلال کی نظروں کے تعاقب میں واثق نے اس طرف نگاہ دوڑائی تو کچھ پل کو وہ اپنی جگہ پر جامد ہی رہ گیا تھا نظروں نے پلٹنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔

ایک شخص لڑکیوں کے ہمراہ ڈانس کرنے میں مصروف تھا۔ کئی لڑکیوں میں گھرا وہ شخص طلال انصاری کے غصے کو ہوا دے رہا تھا۔۔۔کچھ پل ساکت رہنے کے بعد واثق نے نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔اس پل وہ ان سب کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

"واثق انصاری جو کہ بلیک تھری پیس میں ملبوس تھا، طلال کی طرح ہی ہاتھ میں ایک برینڈڈ گھڑی پہنی ہوئی تھی۔ بالوں کو اچھے سے سیٹ کیا گیا تھا۔ گہری بھوری آنکھیں اس وقت شدید اکتاہٹ کا شکار تھیں اور چہرے پر سنجیدہ سے تاثرات نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔۔۔"

"طلال انصاری اگر غصے کا تیز تھا تو واثق انصاری دھیمے مزاج کا تھا!!! جذبات کو قابو میں رکھنا واثق انصاری اچھے سے جانتا تھا۔۔۔"

"Oh Come On Talal !!!"

"یہ کونسا پہلی بار ہو رہا ہے! یہ تو ان کا روز کا کام ہے۔ تم کیوں ہر بار ایسے غصے میں آجاتے ہو؟"

"میں جانتا ہو یہ روز کا کام ہے لیکن آج کے دن تو یہ سب نہ کرتے یارررر!!!"

"تہذیب سے آراستہ کیے گئے بزنس ڈنر کو نائٹ کلب کا سا منظر بنا کر رکھ دیا ہے انہوں نے واثق! اور تم کہتے ہو میں ری ایکٹ بھی نہ کروں؟ کیا سوچیں گے میرے گو لیگز کہ طلال انصاری نے بزنس ڈنر کے نام پر ہمیں نائٹ کلب میں مدعو کیا ہے؟؟؟"

"کچھ نہیں سوچتے وہ اور دیکھنا یہ سب گو لیگز تمہارے جو مہذب سے بنے پھرتے ہیں نا! ان کے لیے یہ ٹو ان ون پیکج ہو گا۔ ایک سیکنڈ نہیں لگائیں گے وہ سب ان کو جوائن کرنے میں۔۔۔ ایک تم ہی ہو جو ان سب سے بھاگتے ہو ورنہ سب مردوں کے لیے یہ ایک پُر مسرت موقع ہو گا اس رات کو حسین بنانے کا۔۔۔" واثق کی بات پر طلال نے نظریں موڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ میں اپنی بات نہیں کر رہا بر و میں باقیوں کی بات کر رہا ہوں۔۔"

"تم ایسا کر کے تو دیکھاؤ مجھے۔۔ اور باقی لوگ اپنی نجی زندگی میں کیا کرتے ہیں ان سب سے کوئی سروکار نہیں ہے مجھے پروفیسر صاحب! وہ میرے سامنے تہذیب کے دائرے میں رہتے ہیں تو میرے لیے وہی بہت ہے۔ اور اگر یہاں آ کر وہ سب ان کے ساتھ شامل ہوتے بھی ہیں تو ان سب کا کریڈٹ صرف انہی کو جاتا ہے اور کسی کو نہیں۔۔۔" کہتے طلال انصاری رکا نہیں تھا تن فن کرتا گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ چکا تھا۔۔۔ پیچھے واثق نے بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا کرتا وہ ان دونوں کا!!!"افسوس سے سر جھٹکتے وہ بھی طلال کے پیچھے ہی بھاگا تھا تاکہ اس کے ہاتھ کی بینڈ تج کر سکے۔۔۔

☆☆☆☆☆

"بھیا بابا آپ کو بلا رہے ہیں۔اور یہ رات کے وقت گلاسز کون لگاتا ہے؟"

"رومان ملک جو وائٹ ڈریس شرٹ پر بلیک لیدر جیکٹ اور بلیک ہی پینٹ پہنے،لائٹ براؤن آنکھوں پر گلاسز لگائے انگلی میں چابی گھماتا گنگناتا ہوا کمرے سے باہر نکل رہا تھا کہ راحمہ ملک نے اس تک امان ملک کا پیغام پہنچایا تھا۔"

"اچھا ٹھیک ہے میں ویسے بھی وہیں جا رہا تھا اور اس وقت گلاسز رومان ملک لگاتا ہے احمق لڑکی ! نظر نہیں آتا تمہیں؟"راحمہ کو ٹکا سا جواب دیتے اس کے جواب کا انتظار کیے بنا رومان اپنے بابا کے روم کی طرف بڑھ تھا۔۔اور راحمہ بھی امان ملک کو رومان کی شکایت لگانے کی غرض سے اسی طرف گئی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا ارے آپ اب تک تیار نہیں ہوئے؟ واہ جی واہ مجھے سستی کا طعنہ دینے والے امان ملک دی فیمس بزنس مین! آج خود سستی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔۔۔"امان ملک کے کمرے میں آتے ان کو ابھی تک بیڈ پر بیٹھا دیکھ رومان ملک شروع ہو چکا تھا اور امان ملک اس کو تیز نظروں سے گھورنے میں مصروف تھے۔۔۔

"اگر آپ کی نوٹنکی ختم ہو گئی ہو تو میں کچھ بولوں برخوردار؟"

"جی جی بولیں نا بابا آپ کو مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت کب سے پڑ گئی۔" رومان اب بھی باز نہیں آیا تھا۔۔۔

"میں نے اسی لیے تمہیں بلایا ہے کہ وہاں جا کر میری طرف سے معذرت کر لینا۔ میرے طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے وہاں بھی بے آرام ہی رہوں گا تو بہتر ہے میں گھر پر ہی رہ کر ریسٹ کروں۔۔۔" بیڈ سے ٹیک لگا کر تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھتے وہ رومان سے کہہ رہے تھے۔

"کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں؟" فوراً سے ان کے پاس جاتے ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے وہ پریشانی سے بولا تھا۔ "اپنوں کے معاملے میں رومان ملک ایسے ہی جذباتیت کا مظاہرہ کرنے والوں میں سے تھا۔"

"بخار تو نہیں ہے پھر تھکاوٹ ہے کیا؟"

"نہیں بیٹا میں ٹھیک ہوں تم خیر سے جاؤ پہلے ہی اپنی تیاری میں تم کافی وقت ضائع کر چکے ہو اور وقت پر واپس آ جانا۔۔۔" اسے اپنے ٹھیک ہونے کا یقین دلاتے ساتھ میں وہ اس کی سستی پر طنز کرنا بھی نہیں بھولے تھے۔ اور ان کی بات پر رومان نے آنکھیں گھمائی تھیں۔۔۔

"آپ اور آپ کی یہ چڑیل بیٹی ہمیشہ مجھ سے اور میری تیاری سے جیلس ہی ہوتے رہیے گا۔ صرف میری پیاری ماما ہی ہیں جو مجھ سے پیار کرتی ہیں انہوں نے تو کبھی مجھے سست ہونے کا

طعنہ نہیں دیا۔۔۔"مصنوعی آنسو صاف کرتے بیڈ کی دوسری جانب بیٹھیں نایاب بیگم کے گلے لگتے رومان روہانسے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"میرا پیارا بچہ!"اس کا ماتھا چومتے نایاب بیگم نے محبت سے اسے خود سے لگایا تھا۔۔۔

"اچھا اب بس کرو یہ سب! بہت دیر ہو گئی ہے پھر طلال غصہ کرے گا کہ اتنی دیر سے کیوں آئے۔۔۔"

"افوہ بابا اب آپ کو میرا اماما سے پیار کرنے پر بھی مسئلہ ہے! جا رہا ہوں میں اور وہ طلال تو ہمیشہ ہی ہٹلر بنا پھرتا ہے۔۔۔مجھے تو اب عادت ہی ہو گئی ہے اس کی سڑی ہوئی شکل دیکھنے کی۔۔۔" ان کو جواب دیتا دروازے پر کھڑی راحمہ کے بال کھینچتا وہ بھاگتے باہر کی جانب بڑھا تھا۔امان ملک نے افسوس سے سر جھٹکا تھا۔"یہ نہیں سدھرنے والا۔۔۔"اور راحمہ اب تک بے بسی سے اپنے بابا کو دیکھ رہی تھی۔

"دیکھا بابا جانی یہ ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔"اس کے جاتے ہی راحمہ اپنے بابا کو دیکھتی بولی تھی۔۔۔

"کوئی بات نہیں بیٹا جی! بھائی ایسے ہی ہوتے ہیں۔بعد میں یہی لمحے تم یاد کرو گی۔اچھا اب تمہیں کوئی کام تو نہیں ہے؟"

"نہیں تو! آپ کو کچھ کام تھا کیا؟"

"ہاں آج اپنے بابا کو ایک کپ چائے بنا کے پلا دو سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔"

"ارے میں بنا دیتی ہوں نار کیں ابھی لائی۔۔۔"ان کی بات سنتے نایاب بیگم جلدی سے بولیں تھیں۔

"نہیں نہیں ماما میں بنا دیتی ہوں آپ آرام کریں۔بلکہ آپ کے لیے بھی بنا لاتی ہوں۔۔" انہیں روکتی وہ خود باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔چائے کپوں میں انڈیلنے کے بعد اب وہ اپنے بابا کے لیے سر درد کی گولیاں بھی ساتھ ہی رکھ رہی تھی۔دروازہ ناک کر کے اندر جاتے پہلے اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی کا گلاس بھرتے انہیں گولیاں لینے کو کہا تھا۔اس کے بعد ان دونوں کو چائے پکڑاتے "شب بخیر" کہتے وہ اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"شاہ مان جائیں نا پلیز! پکا اب صبح جلدی اٹھ جایا کروں گی آپ کو بلکل بھی تنگ نہیں کرو نگی پلیز مان جائیں۔۔آپ اور حمہ ہر وقت مجھ سے ناراض ہی رہتی ہیں۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں تو تم کون سا ہماری ناراضگی کو خاطر میں لاتے جلدی اٹھ جاتی ہو؟وہ بیچاری روزانہ تمہاری وجہ سے لیٹ ہو جاتی ہے۔تم سے ناراض بھی ہو جاتی ہے لیکن تم روز صبح جلدی اٹھنے کا کہتے منا لیتی ہو اور اگلے دن کیا ہوتا ہے؟ماہ صاحبہ گدھے گھوڑے تو کیا بھینسیں بھی بیچ کر آرام سے خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہوتی ہیں۔۔۔"

"اچھاناب سے پکا جلدی اٹھوں گی بول تو رہی ہوں اور ابھی آپ نے مجھے اتنا کچھ کہا میں نے برا بھی نہیں مانا۔۔۔"

"آرام سے سو جاؤ ماہ۔اگر صبح فجر ادا کرنے کے بعد تم نہ سوئی تو میں مان جاؤں گی۔جلدی سو گی تب ہی جلدی جاگو گی نا!اور اب مجھے آواز نہ دینا۔۔۔"

"ہاں میری ماما زندہ ہوتیں تو مجھ سے ایسے بات نہ کرتیں۔لیکن ماں تو ماں ہوتی ہے نا ان کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔۔۔"

"واقعی ماں کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا محالہ!اور یہ بے وقت کی ڈرامے بازی اور ایموشنل بلیک میلنگ شروع نہ کر دی کرو۔چپ کر کے سو جاؤ۔۔۔"اب کی بار سختی سے اسے تنبیہ کرتی میشا ملک بولی تھی۔وہ صرف غصے میں ہی اسے اس کے پورے نام سے پکارتی تھی ورنہ وہ اسے صرف ماہ ہی بلاتی تھی۔۔۔"اور خود کے لیے یہ عجیب سا نام اسی نے ہی منتخب کیا تھا کہ آپ اور راحمہ مجھے "ماہ" ہی بلایا کریں بلکہ "شاہ" اور "حمہ" نام بھی محالہ ملک کے ہی منتخب کیے ہوئے تھے۔۔۔اور اب ماہ کی سچ میں کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔کیونکہ نیند کی دیوانی محالہ ملک بہت جلد ہی نیند میں غرق ہو چکیں تھیں۔وہ ایسی ہی تھی منٹوں سے بھی پہلے نیند کی وادیوں میں کھو جانے والی۔۔۔سیکنڈز میں نیند کو خود پر حاوی کر دینے والی محالہ ملک نے میشا اور راحمہ کی ناک میں دم کیا ہوا تھا۔۔۔"اور اسکی اسی عادت سے وہ دونوں حد سے زیادہ پریشان تھیں۔۔۔ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتی میشا بھی اپنی جگہ پر ہوتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔بند آنکھوں

کے کنارے سے ایک آنسو نکل کر اس کے تکیے میں جذب ہوا تھا۔۔۔"سچ کہا تم نے ماہ! ماں کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا کوئی بھی نہیں۔۔۔"

☆☆☆☆☆

"امان ملک اور نایاب ملک کے دو بچے تھے۔رومان ملک اور راحمہ ملک۔۔۔امان ملک بزنس مین تھے تو نایاب بیگم ایک گورنمنٹ سکول میں ٹیچنگ کرتیں تھیں۔البتہ نایاب بیگم کو جاب کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن وہ اپنے شوق کی بناپر یہ سب کرتی تھیں اور کافی سالوں سے ان کی یہ نوکری برقرار تھی۔۔۔رومان ملک پڑھائی پوری کرتے اپنے بابا کے ساتھ آفس جوائن کر چکا تھا اور راحمہ ملک ابھی فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی۔ملک مینشن میں مقیم وہ چار نفوس ایک آئیڈیل فیملی کی مثال پیش کرتے تھے۔۔۔اگر ملک مینشن کے گھر کے ساتھ والے گھر میں جھانکا جائے تو وہاں بھی ملک ہاؤس کے چند افراد مقیم تھے۔صادق ملک اور صوفیہ ملک کو اللہ پاک نے دو بیٹیوں سے نوازا تھا۔میشا ملک اور محالہ ملک۔اس سے پہلے یہ لوگ کسی اور جگہ رہائش پذیر تھے لیکن 4 سال قبل صوفیہ ملک کی موت کے سبب صادق صاحب دونوں بیٹیوں کو لے کر بہت فکر مند ہو چکے تھے۔میشا کچھ بڑی تھی لیکن محالہ اس وقت فقط 13 برس کی تھی۔مشکل کے اس لمحے میں صادق صاحب کو امان ملک نے سنبھالا تھا تو ان کی بچیوں کو نایاب بیگم نے بلکل اپنے بچوں کی طرح سنبھالا تھا اپنے گھر کے ساتھ ہی منسلک گھر کی پیشکش انہوں نے صادق ملک سے کی تھی۔جسے کچھ توقف کے بعد وہ قبول کر چکے تھے۔کیونکہ وہ ایک بینک

مینیجر تھے اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی بیٹیوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا۔اور آج کل کے حالات بھی ٹھیک نہ تھے۔صادق ملک اور امان ملک تھے تو دوست لیکن اتفاقاً وہ دونوں ہی "ملک کاسٹ" سے تعلق رکھتے تھے۔ملک ہاؤس اور ملک مینشن دو الگ الگ گھر تھے لیکن دونوں گھروں کے درمیان ایک اندرونی دروازہ لگوایا گیا تھا کہ بچیوں کو کوئی پریشانی نہ ہو۔۔۔یہاں رہتے راحمہ، محالہ اور میشا کی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔محالہ اور راحمہ ہم عمر تھیں جبکہ میشا ان دونوں سے تین سال بڑی تھی۔اور اب وہ اپنی پڑھائی مکمل ہوتے ہی اپنے بابا اور بہن کو وقت دیتی تھی اور ساتھ ساتھ ماں کے دنیا سے جاتے ہی سب ذمہ داری اس کے سر آچکی تھی تو گھر کے کام بھی وہی دیکھتی تھی۔۔۔لیکن 4 سال گزرنے کے بعد بھی وہ تینوں صوفیہ بیگم کو بھلا نہیں پائے تھے۔۔۔"

"کسی اپنے کو بھول جانا آسان بھی تو نہیں اور وہ بھی وہ اپنا جو آپ کی کل کائنات ہو! جس کے بنا آپ نے زندگی جینے کا تصور بھی نہ کیا ہو۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"گھر کو سونا کر جاتیں ہیں

یہ مائیں نا جانے کیوں مر جاتی ہیں!!!"

ماں کو کھونے والے ہی جانتے ہیں کہ زندگی ان کے لیے کیا سے کیا ہو کر رہ جاتی ہے۔ایک پل میں زندگی کے سارے معنی ہی بدل جاتے ہیں! کسی کام کو ہاتھ نہ لگانے والی بیٹیاں ماں کی جدائی کے بعد سب کام ایسے سنبھالتی ہیں کہ جیسے وہ کب سے کرتی آ رہی ہوں۔۔۔

"یہ وقت بھی انسان کو زندگی جینے کا ہنر بہت اچھے سے سیکھا دیتا تھا۔۔۔"

☆☆☆☆☆

"لو ہو گئی بینڈیج۔شکر کرو زخم اتنے گہرے نہیں تھے ورنہ اسٹیچز لگوانے پڑتے۔"طلال نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا خاموشی سے بیٹھا گہرے گہرے سانس لیتا وہ اپنے غصے کو ضبط کر رہا تھا۔۔۔

"اب تم یہیں بیٹھو کچھ دیر ریسٹ کرو پھر آ جانا میں جب تک نیچے گیسٹس کو دیکھ لیتا ہوں۔۔"

"نہیں میں تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔"واثق دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ طلال نے پیچھے سے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"یار کبھی بات مان بھی لیا کرو۔ہو تو تم میرے بڑے بھائی لیکن نصیحتیں ساری مجھے ہی کرنی پڑتی ہیں۔۔۔"

"تم مجھے باقی نہیں صرف غصے کو کنٹرول کرنے کی نصیحتیں کرتے ہو واثق! ورنہ میں ہر لحاظ سے تم سے زیادہ عقلمند ہوں۔اور تم وہ سب نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں اسی لیے تحمل مزاجی کا

مظاہرہ صرف تمہیں ہی زیب دیتا ہے مجھے نہیں! اس انسان سے مجھے شدید نفرت ہے اور اس شخص کے بارے میں کوئی بھی اچھے خیالات میں اپنے دل میں نہیں رکھتا۔۔۔اگر تم اس شخص کے بارے میں کوئی نیک خیالات دل میں پالے ہوئے ہو تو وہ حسین خیالات تمہیں ہی مبارک ہوں مسٹر واثق انصاری! اب ہٹو میرے راستے سے۔۔۔"واثق جو اس کے سامنے آکر کھڑا ہو چکا تھا تاکہ وہ باہر نہ جا سکے۔طلال نہایت ہی ضبط کا مظاہرہ کرتے واثق سے گویا ہوا تھا۔۔۔

"نہیں ہٹوں گا۔۔۔کہا نا کہ کچھ دیر ریسٹ کر لو تو کر لو! ضد کیوں کر رہے ہو!!!"

"ضد ابھی کر نہیں رہا میں! اور میں پہلے ہی تپا ہوا ہوں مجھے مزید مت تپاؤ! ہٹو راستہ دو۔۔۔"

"یار طلال آخر ہے کیا تمہیں؟ وہ جو کرتے ہیں کرنے دو نا کیا فرق پڑتا ہے تمہیں۔کیوں ہر بار ایسے طیش میں آجاتے ہو؟ اور یاد رکھو وہ بڑے ہیں تم سے۔تمیز کا مظاہرہ کیا کرو۔۔۔"

"گڑے مردے نہ ہی اکھاڑو تو بہتر ہے۔اور ہم دونوں میں جو انسیت اور قدر ہے نا ایک دوسرے کی بہتر ہے کہ اسے برقرار ہی رہنے دو۔اس شخص کے پیچھے میرے ساتھ مت بگاڑو۔ورنہ تم جانتے ہو جب میں خود غرضی کا مظاہرہ کرتا ہوں تو نہیں دیکھتا سامنے والا کون ہے۔۔۔اپنے یہ ہمدردانہ لیکچرز زیونی میں ہی دیا کرو! ایٹ لیسٹ اسٹوڈنٹس پر کچھ اثر تو ہو گا کیونکہ مجھ پر تو اثر ہونے سے رہا۔۔۔"سخت لہجے میں اسے بہت کچھ باور کرواتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ جا چکا تھا۔

"اور تم بھی یاد رکھو اگر وہ مجھ سے بڑے ہیں تو میں بھی تم سے بڑا ہوں۔ میرے باپ مت بنا کرو۔ چھوٹے ہو چھوٹے ہی رہو۔" جاتے جاتے یاد آنے پر اس نے ہلکا سا سر گھما کر واثق کو تنبیہ کی تھی۔" واثق پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے صرف اس کی سن رہا تھا۔ اب کی بار وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔"

اس نے جانچتی نظروں سے اس کی پشت کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھا تھا۔۔۔ ایسی بھی آخر کیا بات ہے جس سے میں انجان ہوں! بی ہیو تو ایسے کرتا ہے کہ جیسے کوئی بہت بڑا راز ہو اور اس سے واثق انصاری انجان رہا ہو۔۔۔

پر سوچ انداز میں طلال کو جاتے دیکھ اس نے سوچا تھا۔ بعد میں اس سے پوچھنے کا ارادہ کرتے سر جھٹکتے وہ بھی باہر کی جانب قدم بڑھا چکا تھا۔۔۔

"جیسے طلال تو اسے آسانی سے بتا دے گا نا!!!"

آنے والوں کو کھلے دل سے خوش آمدید کہتے وہ انہیں بیٹھنے کا کہہ رہا تھا لیکن اس رنگین منظر کو دیکھتے آخر کون بیٹھ سکتا تھا وہ سب تو انجوائے کرنے کی غرض سے اسی حسین منظر کا حصہ بن چکے تھے۔۔۔

سب مہمان آ چکے تھے نہیں آیا تھا تو وہ تھا رومان ملک!!! طلال نے اسے کئی بار کالز بھی کیں تھیں لیکن اس نے ایک بھی کال پک نہیں کی تھی۔۔۔شدید اضطراب کے عالم میں وہ اس منظر سے غائب ہو چکا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"ہائے بڈی کیسے ہو؟اور تمہارا وہ کھڑوس بھائی کہاں رہ گیا؟خود ہی دعوت دے کر روپوش ہو گیا کیا؟"

"میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟"

"بلکل ٹھیک مجھے کیا ہونا ہے۔۔۔"

"ہمم گڈ!اور ادھر آؤ تمہیں دکھاتا ہوں مسٹر طلال کس وجہ سے روپوش ہوئے ہیں۔۔۔"

"رومان کا انصاری ولاء میں داخل ہوتے ہی واثق انصاری سے سامنا ہوا تھا۔۔اور اب وہ اسے اسی جانب لے گیا تھا جہاں وہ محفل زور و شور سے جاری تھی۔چونکہ رومان ملک دیر سے آیا تھا اور اس سے پہلے جو لوگ آئے تھے واثق کے کہے کے مطابق وہ لوگ سیج میں اس محفل میں شامل ہو چکے تھے۔۔۔"

"یہ کیا واثق!آج بھی وہ باز نہیں آئے؟"

"نہیں! میں کیا کروں تم ہی کوئی حل پیش کرو۔نہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آتے ہیں اور نہ ہی طلال صبر کا مظاہرہ کرتا ہے۔اب بھی وہ غصے میں یہاں سے گیا ہے۔خود کا ہاتھ بھی زخمی کر چکا ہے۔۔۔"واثق نے بے بسی سے اسے سب باتوں سے تفصیل سے آگاہ کیا تھا۔۔۔

"اچھا تم یہیں رہو مہمانوں کو وقت دو میں دیکھ کر آتا ہوں۔۔۔"

"ہاں دیکھو اور انکل نہیں آئے کیا تمہارے ساتھ؟"

یاد آنے پر واثق نے پوچھا تھا۔کیونکہ اپنی ٹینشن میں وہ بھول ہی چکا تھا کہ رومان کے ساتھ تو امان ملک آئے ہی نہیں تھے۔۔

"نہیں یار ان کی طبیعت کچھ بوجھل سی تھی کہہ رہے تھے ان کی طرف سے میں معذرت کر لوں۔۔۔"اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے رومان نے جواب دیا تھا۔۔۔

"اچھا! کوئی بات نہیں۔۔۔تم طلال کو سمجھاؤ شاید تمہارا کہا ہی مان کر آجائے۔۔۔"

"کوشش کرتا ہوں تم فکر نہ کرو۔۔۔"واثق کو تسلی دیتا وہ گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"وہ جانتا تھا طلال کہاں ہو گا۔۔۔"

واثق کی نظروں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

انصاری ولاء کے اندرونی حصے میں بنے ایک کمرے کی طرف جائیں تو وہاں ایک نفوس جائے نماز پر بیٹھا عشا کی نماز ادا کر رہا تھا۔ باہر کی رنگین محفل سے بے خبر وہ نفوس نہایت ہی سکون سے اپنے رب کے ذکر میں مصروف تھا۔۔۔

نماز ادا کرنے اور دعا مانگنے کے بعد وہ نفوس اب بیڈ پر جا کر بیٹھتے تسبیح پڑھنے میں مصروف تھا۔۔۔

"وہ رفعت انصاری تھیں۔"

دنیا کی رنگینیوں سے انہیں کوئی غرض نہیں تھی۔ انہیں صرف اپنے رب کو راضی کرنا تھا اور وہ وہی کر رہی تھیں۔۔۔

باہر تیز آواز میں موسیقی کی محفل رواں دواں تھی، لیکن وہ اسے نظر انداز کیے صرف اپنی عبادت میں ہی لگی تھیں۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ان کے کمرے کا دروازہ بجا تھا۔۔

اجازت ملنے پر آنے والا اندر آتے ہی بیڈ پر ان کے پاس بیٹھا تھا۔ نظریں زمین پر کسی غیر مرئی نقطے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

"طلال کیا ہوا بیٹا؟ ایسے کیوں بیٹھے ہو؟ کچھ ہوا ہے کیا؟ اور یہ چوٹ کیسے لگی؟"

"خوشی ہو یا غمی طلال انصاری ہمیشہ انہی کے پاس آتا تھا۔ماں جو تھیں اور اپنی ماں سے سب درد بانٹنے کے بعد وہ پر سکون ہو جاتا تھا۔۔۔"

بیٹے کا چہرہ دیکھتے اور ہاتھ پر موجود چوٹ کو دیکھتے ایک دم سے انہوں نے طلال پر سوالوں کی بوچھاڑ کر ڈالی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں ہوا موم! یہ تو بس ہلکی سی چوٹ ہی لگی تھی لیکن واثق نے زبردستی بینڈیج کر دی۔"ہاتھ کو اوپر اٹھا کر دیکھتے اس نے رفعت بیگم کو تسلی دی تھی۔۔۔

"اللہ خیر کرے! تم خیال رکھا کرو نا اپنا طلال کیوں خود کو تکلیف دیتے ہو؟اور یہ چہرے پر اداسی نے کیوں ڈیرا جمایا ہوا ہے؟"وہ جانتے بوجھتے انجان بن رہی تھیں جبکہ جانتی تھیں کہ اداسی کی وجہ کیا ہو گی۔۔۔

"کیا آپ نہیں جانتیں موم؟میوزک کی آواز نہیں آ رہی آپکو؟"طلال نے الٹا انہی سے سوال کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ تو آ رہی ہے لیکن آج تو تمہارے آفس کی کوئی پارٹی تھی نا؟تو یہ تو عام بات ہے۔۔۔"

"بزنس ڈنر تھا موم! موسیقی کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔آپ اچھے سے جانتی ہیں کیا ہو رہا ہے باہر۔۔۔

آپ لوگوں کو ان کی غلطی نظر نہیں آتی کیا؟"

"طلال۔۔۔جو غلط ہے وہ غلط ہے! لیکن تم خود سوچو جو انسان ساری زندگی نہیں سدھر سکا وہ اب کیا سدھرے گا! تم اپنی زندگی میں مگن رہو نا۔ کیوں اپنا خون جلاتے ہو۔۔۔۔"

"کیونکہ مجھ سے غلط بات بلکل بھی برداشت نہیں ہوتی۔ سب کچھ بھول گئی ہیں آپ؟ کیا آپ کو تکلیف نہیں ہوتی وہ سب سوچ کر؟ بتائیں!" ان کے ہاتھ تھامتے طلال نے ان سے سوال کیا تھا۔۔۔

"ہوتی ہے نا بیٹا۔ بہت ہوتی ہے۔ لیکن سب دکھ اس پاک ذات سے بانٹ کر پر سکون ہو جاتی ہوں۔ تم بھی ایسا ہی کیا کرو۔ یقین مانو تمہارا دل پر سکون ہو جائے گا۔۔۔"

"میں بہت دعا کرتا ہوں کہ میں اس معاملے کو نظر انداز کر دوں۔ آپ جانتی ہیں ہم دونوں کبھی نماز کا ناغہ نہیں کرتے۔ (اس کا اشارہ اپنے اور واثق کی جانب تھا۔) لیکن میرے اندر کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ میں غلط کو دیکھ کر بھی چپ رہوں۔۔۔ حق کے خلاف کسی ایک کو تو آواز اٹھانی ہی پڑے گی نا۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"تم اپنی جگہ ٹھیک ہو طلال لیکن فلحال کوئی ٹینشن دماغ پر حاوی نہ کرو اور اپنا فنکشن اچھے سے انجوائے کرو جاؤ شاباش!!!"

"انجوائے کرنے لائق کچھ بچا ہو تو کروں نا!!!" طلال بے بسی سے بولا تھا۔۔۔

"میں اندر آ جاؤں؟"

ابھی وہ آپس میں باتیں کرنے میں ہی مصروف تھے کہ دروازے پر نوک کرتے رومان نے باہر سے ہی اجازت طلب کرنا چاہی تھی۔

"ناجانے رومان ملک اتنی شرافت کا مظاہرہ کیوں کر رہا تھا!!!"

"ہاں آجاؤ بیٹا تمہیں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔"وہ آواز سے ہی پہچان گئیں تھیں۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے وہیں سے واپس چلے جاؤ۔"جبکہ طلال کے بولنے سے پہلے ہی وہ اندر تشریف لا چکا تھا۔۔۔

"تمہاری اجازت کی ضرورت ہے بھی نہیں طلال انصاری! یہ آنٹی کا روم ہے تمہارا نہیں۔۔۔" گردن اکڑاتے اس نے طلال کو ایک ادا سے جواب دیا تھا۔۔۔

آگے بڑھتے وہ رفعت بیگم کے گلے لگا تھا۔ان سے ملتے وہ ہمیشہ بہت خوش ہوتا تھا۔وہ اس کی تمام باتیں بہت غور سے سنتے ساتھ ساتھ انجوائے بھی کرتی تھیں۔۔۔

"آنٹی مجھے سب سے پہلے ایک بات بتائیں۔یہ طلال کو کیا کھا کے پیدا کیا تھا آپ نے؟ دیکھیں ناسڑے ہوئے کریلے جیسی شکل ہی بنائے رکھتا ہے ہر وقت۔جیسے کوئی اس کی بہت قیمتی چیز چرا کر لے گیا ہو۔۔۔آپ اسے کہتی نہیں ہے کیا! کہ رومان کی طرح خوش رہا کرے۔آپ ہی

بتائیں کہ کسی کی باتوں کو دل پہ لگانے کا کیا فائدہ۔۔۔"بیڈ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھتے رومان ملک رفعت بیگم سے گویا ہوا تھا۔۔۔

اس کی بات پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دی تھیں۔

"میرے بارے میں فضول بکواس مت کی کرو۔بہت ہینڈسم ہوں میں اسی لیے شاید تم اور واثق مجھ سے جیلیس ہوتے ہو۔۔۔"

"ہینڈسم اور تم؟کوئی مذاق ہے کیا؟اس سڑی ہوئی شکل والے کو ہینڈسم کون کہے گا۔۔۔"

"میں کہہ رہا ہوں نا۔۔۔میرا کہنا ہی بہت ہے۔۔۔"

"ارے یار خود کو سب ہی پیارے لگتے ہیں۔اب میں خود کو برا تھوڑی کہوں گا۔۔۔اور دوسروں کو دعوت کیوں دی تم نے جب خود اندر بیٹھنا تھا تو۔۔"رومان نا جانے بات کو کہاں سے کہاں لے گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"باتوں کو گھمانا کوئی رومان ملک سے سیکھے۔۔۔"

"ہاں جن کو بلایا تھا وہ تو وقت کے بہت پابند ہیں نا۔8 بجے کے دیے گئے دعوت نامے پر وہ 11 بجے تشریف لا رہے ہیں۔"

"یار طلال پاکستان میں رہتے تو پاکستان کے حالات سے ہی واقف نہیں ہے۔۔۔"چھلانگ لگا کر بیڈ سے اترتے اب وہ طلال کے گلے میں بازو ڈال چکا تھا۔۔۔

"پاکستان میں ایسے ہی جلدی کے دعوت نامے دیے جاتے ہیں لیکن آنے والے صرف کھانے کے وقت پر ہی آتے ہیں۔ جیسے میں آیا ہوں۔۔روٹی کھول دے شفیق احمد پیٹ میں چوہے دور رہے ہیں۔۔۔"

"چل ہٹ۔۔۔میں تجھ سے بات نہیں کر رہا اور یہ شفیق کیا ہوتا ہے۔پتہ نہیں کیسے کیسے عجیب وغریب نام لیتا ہے تو۔۔۔"

"یار میرے ٹیلنٹ سے نا ابھی تو واقف نہیں ہے۔۔۔ورنہ لوگ تو ترستے ہیں کہ میں ان کو مخاطب بھی کروں۔۔۔"

(رفعت بیگم کو بھلائے وہ اب ایک دوسرے کے ساتھ لگے تھے۔چلتے چلتے وہ باہر کی جانب قدم بڑھا رہے تھے۔۔۔اور رفعت بیگم نے بھی مسکراتے ان دونوں کو دیکھتے ان کی دوستی کی ہمیشہ ایسے ہی قائم رہنے کی دعا کی تھی۔۔۔)

"بیوقوف ہی ہو گا کوئی جو تجھ سے دوستی کرے گا۔اتنی بڑی مصیبت کون پلے باندھے! بول بول کے کان پکا دیتا ہے تو۔"

"یار طلال یہ تو انڈائریکٹلی خود کو بیوقوف کیوں بول رہا ہے؟"

"کیا مطلب؟؟؟"طلال نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"ابھی تو نے ہی کہا نا کہ کوئی بیوقوف ہی ہو گا جو مجھ سے دوستی کرے گا۔۔"

"ہاں تو؟"

"تو تو نے بھی تو مجھ سے دوستی کی نا! پھر تو تو بھی بیوقوف ہوا۔۔۔"

اس کی بات سمجھتے طلال نے غصے سے اس کا بازو جھٹکا تھا جو پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنستا ہی جا رہا تھا۔۔۔

"Ediot..."

بروقت اسے ایک لقب سے نوازا تھا۔۔۔

"تابعدار سر!!!" سرعت سے سر جھکاتے تھوڑا آگے جھکتے پیٹ پر ہاتھ رکھتے وہ بولا تھا۔۔۔

"اب باہر چلنا ہے یا نہیں۔۔۔" اس کی اداکاری دیکھتے وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا تھا۔

"طلال انصاری کے ہونٹوں پر اگر کوئی مسکراہٹ بکھیر سکتا تھا تو وہ صرف اور صرف رومان ملک ہی تھا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

آگے بڑھتے اس نے طلال کو جھٹ سے گلے لگایا تھا۔ "خوش رہا کر طلال میرے پاس ایک تو ہی سڑیل پیس ہے۔ تجھے کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔" مسکراتے نہایت ہی سنجیدگی سے اس نے غیر سنجیدہ بات کہی تھی۔۔۔

اسے خود سے الگ کرتے طلال نے ایک مکا اس کے پیٹ میں مارا تھا۔۔۔

"بد تمیز انسان۔۔۔اتنی بھی سڑی ہوئی شکل نہیں ہے میری جتنا تو نے کہہ کہہ کے بنا دینی ہے۔جیسا ان کے ساتھ بی ہیو کرتا ہوں ناویسا سب کے ساتھ نہیں کرتا اسی لیے سڑیل بھی انہی کے معاملے میں ہوں بس۔۔۔اور خبر دار جو آئندہ تو نے مجھے سڑیل بولا تو۔۔۔۔"

طلال کو جس لفظ سے چڑ تھی وہ تھا"سڑیل"

اور رومان یہ لفظ باقاعدگی سے ادا کرتا تھا طلال کو چڑانے کے لیے۔۔۔

"اچھا فلحال مان لیتا ہوں یہ نہ ہو تو مجھے بھوکا ہی واپس ٹور (بھیج) دے۔۔۔"

"تیرے کرتوت یہی رہے نا تو تو بھوکا ہی جائے گا۔۔۔"

"اتنا ظلم کرے گا اپنے یار پر؟؟؟"فوراً سے بھی پہلے چہرے پر مسکینیت طاری ہوئی تھی۔۔۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔یار رومان تو اتنی نوٹنکی کیسے کر لیتا ہے۔۔۔"اس کی شکل دیکھتے طلال کو ایک دم سے ہنسی آئی تھی اور اس نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"بس میں ہوں ہی بہت عقلمند۔۔۔یہ تو صرف تو نہیں مانتا۔۔۔"

"اچھا بس بس اب اپنی تعریفوں کے پل باندھنے مت بیٹھ جانا۔۔آجا اپنے یار کو کھانا کھلاتا ہوں۔۔۔"

"ہونہہ جیلیس پیپلز۔۔۔"رومان کی بربراہٹ طلال نے بخوبی سنی تھی مگر کہا کچھ نہیں تھا۔۔۔

طلال کے پیچھے چلتے اس نے ایک گہرا سانس لیا تھا وہ اسے کچھ حد تک نارمل کر چکا تھا۔کیونکہ وہ جانتا تھا طلال کس تکلیف سے گزر رہا تھا۔۔۔بھاگتے وہ فوراً سے طلال کے ساتھ چلتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"دوستی وہ نہیں ہوتی جو جان دیتی ہے۔

دوستی وہ نہیں ہوتی جو مسکان دیتی ہے۔

اصل دوستی تو وہ ہوتی ہے جو پانی میں گرا آنسو بھی پہچان لیتی ہے۔۔۔"

☆☆☆☆☆

"افففففف کیا کروں میں! بھوک کی وجہ سے تو نیند ہی نہیں آرہی۔۔یہ بے وقت بھوک مجھے چین سے سونے بھی نہیں دیتی۔گھر کا بنا کھانا کھانے کا تو دل ہی نہیں کر رہا۔بھیا کو ہی کہہ دیتی ہوں کہ کچھ لیتے آئیں۔ہاں یہ ٹھیک ہے تھوڑا ڈانٹیں گے ہی نا! لیکن کام تو ہو جائے گا۔۔۔"راحمہ ملک جو کروٹ پہ کروٹ لیتے تھک چکی تھی لیکن نیند آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔وجہ یہ تھی کہ کبھی کبھی اسے آدھی رات کو بھوک لگ جاتی تھی جو اسے سونے نہیں دیتی تھی اور آج بھی یہی ہوا تھا۔

رومان کو اس نے سیدھا کال ہی کی تھی۔ میسیج نا جانے وہ پڑھتا یا نہ پڑھتا۔۔۔

"ہاں بولو کیا بات ہے؟"

ایک دو بیلز کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا۔رات کے 1 بجے اس کی کال دیکھ کے وہ ٹھٹکا تھا۔

"رومان بھیا۔۔وہ۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے پلیز آتے وقت کچھ کھانے کو لے کر آیئے گا۔آپ میرے اچھے بھائی ہیں نا۔اوکے اللہ حافظ جلدی آیئے گا لو یو۔۔۔" گود میں رکھے کشن پر بے مقصد اپنی شہادت انگلی پھیرتی وہ ایک ہی جست میں ساری بات کہتی فون کھٹاک سے بند کر چکی تھی۔مبادا وہ کچھ سنا ہی نہ دے۔۔۔

دوسری طرف رومان نے بے یقینی سے فون کو گھورا تھا۔جیسے سمجھنا چاہ رہا ہو کہ آخر یہ ہوا کیا ہے۔۔۔

رات کے 1 بجے وہ اسے اس لیے فون کر رہی تھی کہ وہ کچھ کھانے کو لیتا آئے!!!ایسا وہ پہلے بھی کئی بار کر چکی تھی لیکن اس وقت گھر سے آتا فون دیکھ کر کوئی بھی بندہ پریشان ہو سکتا تھا۔

ایک دم سے اسے راحمہ پر بے تحاشہ غصہ آیا تھا۔

"بدتمیز۔۔۔بھوکر کہیں کی۔۔۔کھانے کے علاوہ اسے کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے۔" دل میں اسے کئی باتیں سناتے وہ شدید کوفت کا شکار ہوا تھا۔

اور راحمہ سکون سے لیٹ چکی تھی کہ جو بھی وہ کہہ لے لیکن کھانے کو تو کچھ لے کر ہی آئے گا۔۔۔

اور طلال جو اسی کے ساتھ بیٹھا اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔اس کی حالت سے خاصا محظوظ ہوا تھا۔

"یقیناً یہ بات کوئی ایسی بات تھی جو رومان ملک کو تپا دینے والی تھی، کیونکہ اس کو غصہ بہت کم ہی آتا تھا۔۔۔"

"کیا ہے تمہاری بتیسی کیوں نکل رہی ہے؟"

"تم نے سڑی ہوئی شکل کیوں بنائی ہوئی ہے؟"رومان کے سوال کرنے پر طلال نے بھی الٹا سوال ہی کیا تھا۔۔۔

"میرے گھر میں ایک پاگل رہتی ہے جو کہ بہت ہی عجیب قسم کی ہے۔۔۔"

"اچھا میں نے تو سنا ہے کہ پاگلوں کے گھر ہی کسی پاگل کی پیدائش ہوتی ہے۔۔۔"طلال نے اس کی بات کو مذاق کا رنگ دیا تھا۔

"ارے تو نے بلکل سہی سنا طلال! اور یہ بات بھی بلکل سچ ہے کہ پاگلوں کو ہی پاگل دوست ملتے ہیں۔ہاتھ ملا ہم دونوں ایک جیسے ہی ہیں۔۔۔"طلال کی بات کو کسی خاطر میں لائے بنا وہ اس کو بھی اسی بات کا حصہ بنا چکا تھا۔۔۔

"رومان اور باتوں میں کسی سے ہار جائے ایمپوسیبل۔۔۔"

"چل دفع ہو۔۔بہت سر کھپالیا تو نے۔۔۔"طلال نے اس کی بات کو ہوا میں اڑایا تھا۔۔۔

"ہاں دفع ہی ہو رہا ہوں۔افففف اب اس چڑیل کے لیے کچھ کھانے کو بھی لے کر جانا ہو گا۔ ورنہ صبح بابا کو بڑھ چڑھ کر اپنی مسکینیت کے قصے سنائے گی۔۔۔اچھا بر و ملتے ہیں پھر۔۔۔"

"ان شاءاللہ !اور سن بہنوں کے ساتھ پیار سے رہا کر۔بہنیں بھی ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوتیں۔۔۔"طلال نے اسے شائستگی سے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔

"ہاں یار پیاری تو بہت ہے وہ مجھے، لیکن تنگ کرنے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے اور تجھے پتہ تو ہے میں کسی کو بھی تنگ کیے بنا نہیں رہ سکتا۔۔۔۔"

"ہاں میں جانتا ہوں تو اول درجے کا ڈھیٹ انسان ہے۔۔۔"

"Honored...."

www.novelsclubb.com

ہلکا سے جھکتے رومان نے تعریف وصول کی تھی۔۔۔

"اور یہ پروفیسر صاحب کہاں چلے گئے سو گئے کیا؟"

"ہاں تو جانتا تو ہے وہ جلدی سونے اور جلدی جاگنے کا عادی ہے۔۔۔"

"ہاں لیکن کل تو آف ہے نا یونی سے تو آج تو انجوائے کر لیتا۔۔۔"

"مرضی اس کی۔۔۔" طلال نے فقط اتنا ہی کہا تھا۔۔۔

وہ دونوں اس وقت ایک الگ جگہ پر بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔واثق سونے جا چکا تھا جبکہ وہ محفل اب بھی جاری تھی۔۔۔

کافی لوگ جا چکے تھے لیکن کچھ لوگ اب بھی وہاں موجود تھے۔۔۔

طلال کو الوداعی کلمات کہتا رومان گھر کے لیے نکل چکا تھا۔لیکن راستے سے ایک پیزا لینا نہیں بھولا تھا لیکن سمال سائز کا۔۔۔

"بھوکر کو اتنا ہی بہت ہے اس نے دل میں سوچتے ایک سمال سائز پیزے کا ہی آرڈر دیا تھا۔۔۔"

وہ جانتا تھا وہ انتظار میں ہو گی،اس سے جتنا بھی لڑ لے لیکن رومان ملک کو راحمہ ملک بہت عزیز تھی۔

"بہنوں کے معاملے میں ایسے ہی تو ہوتے ہیں بھائی۔۔۔ان کے ساتھ لڑنے والے لیکن ان کی خاطر سب سے لڑ جانے والے۔۔۔"

"ملتی ہے یوں تو زمانے میں ہر خوشی!

لیکن جو بات بھائیوں میں ہے وہ کسی اور میں کہاں!"

گھر جاتے ہی اس کا دروازہ نوک کرتے رومان نے اس کی طرف پیزا باکس بڑھایا تھا۔ جسے راحمہ ملک نے ندیدوں کی طرح جھپٹتے دروازہ رومان کے منہ پر ہی بند کر دیا تھا۔اب بھوک بھی تو لگی تھی نا راحمہ ملک کو۔۔۔

اور رومان ہونقوں کی طرح کھڑا بس بند دروازے کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"چلو کھانے کو مت پوچھتی لیکن شکریہ تو کہہ سکتی تھی نا تم راحمہ بی بی!! کتنی دیر کھڑا ہو کے صرف تمہارے لیے لایا تھا میں یہ ڈیلیشیئز سا پیزا۔۔۔ لیکن تم ٹھہری ایک بے مروت انسان۔۔۔ بھوکر کہیں کی۔۔۔اب کل مجھ سے کوئی امید مت رکھنا کہ میں تمہیں باہر گھمانے لے کر جاؤ گا وہی پیسے میں یہاں لگا کر آیا ہوں۔۔۔۔"

بند دروازے کے پار راحمہ سن تو سب رہی تھی لیکن جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔بھائی سے تو صبح بھی بات کر سکتی تھی ابھی تو بھوک کی وجہ سے آدھی رات ہو چکی تھی اور ہماری راحمہ کو صبح جاگ کر پھر نہ سونے کی عادت بھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بس ایک بار جاگ گئی تو جاگ گئی اب رات کو ہی سونا ہے۔۔۔اور نہ ہی مجھے سست لوگوں کی طرح دن میں نیند آتی ہے۔۔۔

یہ راحمہ ملک کا کہنا تھا۔۔۔"

کیونکہ چاہے وہ جتنا مرضی تھک جاتی دن کی نیند نہیں کرتی تھی۔۔۔

"ارے او حمہ رانی بہری ہو گئی ہو کیا؟؟؟"

"رومان ملک کو کوئی جواب نہ دے یہ اس کی شان کے خلاف تھا۔۔۔"

باقی گھر والے بھی اسے بعض اوقات "حمہ" بلا لیتے تھے۔

اس کے دروازے کو ٹھوکر مارتے وہ زور سے چلایا تھا۔۔۔

"ارے بھیا۔۔آپ ابھی تو کھانا کھا کے آئے ہیں آپ کو کہاں بھوک ہو گی اسی لیے نہیں پوچھا۔۔اور اپنے ہی بھائی کو شکریہ کہنے کی کیا ضرورت ٹھیک ہے نا!!!اب دے دیا جواب جائیں جا کے سو جائیں اور کل لازمی میں آپ کے ساتھ باہر جاؤں گی۔۔۔یاد رکھیے گا او کے اللہ حافظ۔۔۔شب بخیر اینڈ لو یو سو مچ بھیا جانی۔۔۔۔"ایک ہی بار میں ہانک لگاتے وہ سب کچھ بول گئی تھی۔جانتی تھی جواب سنے بنا وہ بھی نہیں جانے والا۔۔۔

"رومان ملک کی بہن تھی،اس کو کس طرح ڈیل کرنا ہوتا ہے یہ اسے اچھے سے پتہ تھا۔۔۔"

"ہاں ہاں جا رہا ہوں بد تمیز لڑکی۔۔۔اور صبح تم آئی نا مجھے جگانے پھر دیکھنا کیا کرتا ہوں میں تمہارے ساتھ۔۔۔جی بھر کے ٹھونس لو یہی پیزا۔۔اب کل میں ایک ٹکا نہیں لگانے والا۔۔۔ہونہہ۔۔۔"بولتے وہ سونے کے لیے بلآخر جا ہی چکا تھا۔۔۔

پیچھے راحمہ نے سکون کا سانس لیا تھا۔وہ جانتی تھی ماہ کی طرح رومان کو بھی جگانا کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن صبح کی صبح دیکھی جائے گی۔یہی سوچتے وہ پھر سے کھانے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"یہ لیں بابا آپ کی گرما گرم چائے حاضر ہے۔۔۔"صادق صاحب اس وقت اپنے گھر کے پچھلے حصے کی جانب بنے لان میں موجود کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھے اخبار پڑھنے میں مصروف تھے جب میشا اپنے اور ان کے لیے چائے اور بسکٹس لائی تھی جو وہ کرسیوں کے سامنے موجود میز پر رکھ چکی تھی۔۔۔کچھ پل وہ باپ بیٹی فرصت سے اپنی باتیں کرتے تھے۔۔۔

(لان انتہائی خوبصورت تھا۔جگہ جگہ پڑے خوبصورت سے گملے یہ بتا رہے تھے کہ کوئی بہت باقاعدگی سے ان کی دیکھ بھال کرتا ہے۔گلاب کے پھول ہوں یا سورج مکھی کے یہاں ہر قسم کے پھولوں کے گملے موجود تھے۔۔۔لان میں کرسیوں اور میز کے علاوہ ایک جھولا بھی لگایا گیا تھا۔پہلے تو یہ جھولا ملک مینشن میں ہی تھا لیکن صادق فیملی کے یہاں شفٹ ہوتے ہی ایک جھولا یہاں بھی لگوا دیا گیا تھا۔امان ملک نے اپنے بچوں یا صادق ملک کے بچوں میں کوئی فرق نہیں کیا تھا اور یہی حال صادق ملک کا بھی تھا۔۔وہ بہت محبت سے ایک دوسرے کے ساتھ رہ رہے تھے جہاں ہر چیز ایک جیسی موجود تھی۔۔۔)

"شکریہ بیٹا جی!"

"کوئی بات نہیں بابا آپ شکریہ کیوں بولتے ہیں ہر بار مجھے۔۔میں نہیں کرونگی تو کون کرے گا؟"نروٹھے پن سے جواب دیتی وہ ان کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے آگے سے خیال رکھوں گا۔"میشا کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ محبت سے بولے تھے۔۔۔

"ہمم ورنہ اگلی بار میں آپ سے سچ میں ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔"انگلی اٹھا کر انہیں وارن کرتی وہ اس پل انہیں بہت پیاری لگی تھی۔۔۔

"بلکل بھی نہیں۔۔۔میں اپنی میشا کی ناراضگی کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔اسی لیے اب تو شکریہ کو زبان پر آنے ہی نہیں دینا۔۔۔"

"یہ ہوئی نا بات۔۔"اب جا کے وہ مانی تھی۔۔۔

"اچھا یہ ماہ پھر سے سو گئی کیا؟"

"جی بابا آپ جانتے تو ہیں وہ فجر کے بعد پھر سے سو جاتی ہے۔اور آج تو ہے بھی سنڈے۔کسی بھی فکر سے آزاد وہ نیند کے مزے لے رہی ہے۔اور پتہ نہیں اسے پھر سے نیند کیسے آجاتی ہے مجھے تو نہیں آتی۔۔۔"اپنے لیے بھی چائے کپ میں ڈالتے اس نے سر جھٹکتے جواب دیا تھا۔۔۔

"وہ اس لیے کہ اس کو عادت ہو چکی ہے اور عادت اتنی جلدی نہیں جاتی۔۔"

"جی یہ بھی ہے۔۔لیکن ابھی حمہ آئے گی کچھ دیر میں۔۔انہوں نے آج گھومنے جانا تھااور وہ اسے کل بار بار کہہ کر گئی تھی کہ صبح جلدی جاگ جانا۔۔۔"

"ہاہاہاہا۔۔۔بس بیٹا جی پھر تو سمجھو آج پھر سارا دن اس کا راحمہ بیٹا کو منانے میں ہی نکل جانا ہے کیونکہ محالہ تو جلدی اٹھنے سے رہی۔۔۔"

"جی بلکل۔اور وہ بیچاری بھی تنگ ہی آچکی ہے اس کی نیند سے۔۔" بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے وہ ان سے محو گفتگو تھی۔۔۔

"میشا اس وقت موسم کے حساب سے لائٹ گرین کلر کے سادہ سے لیلن کے سوٹ میں ملبوس تھی۔کیونکہ موسم بہار کی آمد آمد تھی۔۔۔ڈوپٹے کو نفاست سے سر پر جمایا ہوا تھا۔بالوں کی چٹیا بنائی ہوئی تھی۔بڑی بڑی کالی آنکھیں جو بہت حسین تھیں اور ان میں موجود کاجل ان کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔معصوم سے چہرے والی میشا ملک ہر دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں بھا جاتی تھی۔۔اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ واقعی کوئی معصوم خوبصورت سی پری ہی تھی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

کچھ دیر مزید باتیں کرنے کے بعد وہ گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ چکے تھے۔۔۔

ان کا گھر بھی میشا کی صاف پسند طبیعت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

(ملک فیملیز اپنا کھانا خود بناتی تھیں۔۔البتہ کام کرنے دونوں کے گھروں میں زبیدہ مائی (نایاب بیگم کی وفادار ملازمہ) آتیں تھیں۔۔۔

لاؤنج میں ایک صوفہ سیٹ اور سامنے موجود دیوار پر بڑی سی ایل ای ڈی نصب تھی، لاؤنج میں ہی دائیں طرف ایک خوبصورت سا اوپن کچن موجود تھا اور کچن کے پاس ہی ڈائیننگ ٹیبل بھی موجود تھی، گھر چار کمروں پر محیط تھا۔ جبکہ ایک ڈرائینگ اور ایک گیسٹ روم الگ سے موجود تھا۔

بالائی منزل پر بھی کمرے موجود تھے لیکن وہ استعمال میں نہیں لائے جاتے تھے۔۔۔

ملک ہاؤس اور ملک مینشن دونوں گھر ایک جیسے ہی تھے۔ بناوٹ، کمرے، لان ہر چیز ایک جیسی ہی بنی ہوئی تھی۔۔۔)

☆☆☆☆☆

امان ملک اور نایاب بیگم بھی ناشتہ کرتے اپنے کمرے میں جا چکے تھے جبکہ راحمہ نے اپنے لیے صرف کافی ہی بنائی تھی۔ رات کے کھائے کا اثر ہی تھا کہ صبح اسے بھوک محسوس نہیں ہوئی تھی۔

"ملک ہاؤس کی محالہ ملک اور ملک مینشن کے رومان ملک اپنی نیند کے پکے تھے۔۔۔ دونوں ہی اپنے کمروں میں نیند کے مزے لے رہے تھے۔ اور ان دونوں کی بنتی بھی بہت تھی۔ ان

دونوں کو "کرائم پارٹنرز" کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا۔۔۔"ان دونوں کی کافی عادات ایک جیسی تھیں جن میں سے اپنی نیند مکمل کرنا اول درجے پر تھا۔۔۔"

☆☆☆☆☆

ان کے برعکس انصاری ولاء کے ناشتے کا منظر ان سب سے مختلف تھا۔۔۔

رفعت انصاری فجر کے بعد صرف چائے پیتی تھیں ناشتہ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ ہی کرتی تھیں۔۔۔

اس وقت بھی واثق جوگنگ کر کے فریش ہو کر آیا تھا جبکہ طلال آج دیر سے جاگا تھا۔لیکن ناشتے کی میز پر وہ تینوں ایک ساتھ موجود ہوتے تھے۔اور آج بھی یہی ہوا تھا واثق کے فریش ہو کر آتے ہی طلال بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔سب کو سلام کرتے وہ ساتھ میں ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔

(انصاری فیملی کا گھر کسی محل سے کم نہیں تھا۔ایک پوش علاقے میں یہ خوبصورت سا انصاری ولاء واقع تھا۔جدید طرز کی ہر چیز اس ایک چھت تلے موجود تھی۔بے تحاشہ کمرے، وائٹ ماربل سے بنا فرش اور دو اطراف کو جاتی سیڑھیاں جو راؤنڈ اسٹائل سے بنائی گئی تھیں۔۔گھر کے بائیں جانب بڑا سا کچن اور کچھ کے باہر تھوڑا سا آگے ایک بڑا سا ڈائننگ ٹیبل اور کئی کرسیاں موجود تھیں۔۔اس کے علاوہ ایک خوبصورت سا گارڈن تھا جو گھر کے پچھلے حصے کی جانب بنایا گیا تھا۔گارڈن کو بہت صاف ستھرا رکھا گیا تھا۔۔۔ایک سوئمنگ پول بھی گارڈن کی ایک سائیڈ

پر بنایا گیا تھا۔ایک عدد لائبریری بھی موجود تھی جو واثق ہی استعمال کرتا تھا۔گھر کے ایک طرف لائن میں کئی سرونٹ کوارٹرز بھی بنائے گئے تھے تاکہ ملازموں کو کوئی پریشانی پیش نہ آئے۔۔دیکھنے والے اس گھر کی خوبصورتی کو دیکھ کر دنگ ہی رہ جاتے تھے۔)

بہت ہی خوشگوار ماحول میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے وہ ناشتہ کر رہے تھے اس خوشگوار ماحول میں خلل تب پیدا ہوا جب فرہاد انصاری بھی رفعت انصاری کے بلکل سامنے والی کرسی پر آ بیٹھے۔ان کے بیٹھنے کی دیر تھی کہ طلال اپنا ناشتہ چھوڑتے کرسی کو شدت سے پیچھے دھکیلتے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔سب نے گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"یہ تو ان کا روز کا معمول بن چکا تھا فرہاد انصاری کے آتے ہی وہ اپنا ناشتہ چھوڑ دیتا تھا چاہے وہ کر چکا ہو، چاہے وہ کر رہا ہو یا چاہے وہ ابھی ہی کیوں نہ بیٹھا ہو۔۔۔"

"بیٹھ جاؤ طلال بیٹا کھانے کو ایسے چھوڑ کر نہیں جاتے۔۔۔" نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا وہ مڑا ہی تھا کہ رفعت انصاری نے اسے روکنا چاہا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"نہیں موم میرا ہو گیا۔۔۔" مختصر سا جواب دیتا وہ اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا چکا تھا۔۔۔

"دیکھ رہی ہو اپنے بیٹے کے کام!! باپ کے ساتھ ایسے پیش آیا جاتا ہے جیسے تمہارا بیٹا آتا ہے؟" طلال کے جاتے ہی وہ رفعت بیگم سے نہایت ہی غیر مہذب انداز سے پیش آئے تھے۔۔۔

"جی میں سمجھاؤں گی اسے۔۔۔بچہ ہے ہو جائے گا ٹھیک۔۔۔"نہایت ہی دھیمی آواز میں انہوں نے اپنے شوہر کو جواب دیا تھا۔۔۔

"پتہ نہیں یہ بچہ بڑا کب ہو گا!!!"غصے سے سر جھٹکتے وہ بڑبڑائے تھے۔۔۔

"ریلیکس ڈیڈ۔۔۔ایسی بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے وہ نہیں کرتا تو نہ کرے۔۔آپ موم سے تو ایسے بات نہ کریں۔۔۔اور یہ کون سا آج پہلی بار ہو رہا ہے اسے اگنور کریں اور پلیز موم سے ایسے بات نہ کیا کریں ان سب میں ان کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا نا۔۔"واثق نے فوراً باپ کو ٹوکا تھا۔طلال کا غصہ وہ اس کی ماں پر نہیں نکال سکتے تھے۔۔۔

"اب کی بار انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔واثق ان سے بات کرتا تھا فلحال یہی بہت تھا۔۔۔وہ واثق سے نہیں بگاڑ سکتے تھے۔۔۔"خاموشی سے وہ ناشتہ کرنے لگے تھے۔۔۔

"رفعت بیگم نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا۔ان باپ بیٹے کے روز کے رویوں میں بھگتنا انہی کو پڑتا تھا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

اوپر جاتے وہ اپنے کمرے میں موجود گلاس ڈور کا دروازہ کھولتے وہاں موجود بالکنی کی ریلنگ پر بازو ٹکائے جھکا کھڑا تھا۔۔

"وہ اس وقت بلیک شرٹ اور گرے ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔اپنی سیاہ آنکھوں کو چھوٹا کیے وہ کسی گہری سوچ میں گم لگتا تھا۔۔۔"

"ایسے شریف بن کے آتے ہیں میرے سامنے کہ جیسے میں ان کی شرافت کو جانتا ہی نہ ہوں۔۔۔موم سب کچھ بھلا سکتی ہیں میں نہیں!!!میں کبھی بھی آپ کے ساتھ کھانا کھانا تو دور کی بات بیٹھنا بھی پسند نہ کروں۔۔۔"دل میں اپنے باپ سے مخاطب ہوتے طلال نے ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"وہ اس وقت اپنی سنہری آنکھوں میں کاجل لگانے میں مصروف تھی۔۔لائٹ پنک کلر کی لپ گلوز اپنے ہونٹوں پر لگاتے اب وہ آئینے میں اپنے سراپے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔بلیک پیروں کو چھوتی گھیر دار فراک کے ساتھ اس نے ہم رنگ پاجامہ پہنا ہوا تھا۔فراک کی پٹی اور بازوؤں پر رنگین کڑھائی سے کام کیا گیا تھا جو کہ بہت ہی ڈیسینٹ لگ رہا تھا۔۔بلیک ہی ڈوپٹے کو گلے میں ڈالا ہوا تھا جبکہ ہلکے سنہری بال پونی ٹیل میں مقید تھے۔۔۔" کبھی وہ ایک سائیڈ سے گھوم کر خود کو آئینے میں دیکھتی تو کبھی دوسری سائیڈ سے۔۔لیکن اسے تسلی ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ کیسی لگ رہی ہے۔۔۔

"چھوڑو اب ٹھیک ہی لگ رہی ہوں،راحمہ ملک بھی بری لگ سکتی ہے کیا۔۔۔"کیا شان بے نیازی تھی۔۔۔

ایک آخری نگاہ خود پر ڈالتے ابھی وہ باہر نکل ہی رہی تھی کہ ایک جھٹکے سے کوئی اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔۔۔

"ارے واہ بھئی حمہ ششکے ہیں تمہارے تو اور تم اتنی جلدی تیار بھی ہو گئی۔۔۔اور مجھے دیکھو میں تو اب تک کوئی ڈریس ہی سلیکٹ نہیں کر پائی۔۔۔"

"ہاں تو سست الوجود لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔اور دوپہر کے دو بجے تمہیں یاد آگیا کہ تم نے کہیں جانا بھی تھا؟ابھی بھی بہت جلدی آگئیں آپ ماہ میڈم جائیں کچھ دیر اور نیند کے مزے لے لیں۔۔۔"

صبح سے راحمہ کبھی رومان کو جگانے جاتی تو کبھی ماہ کو لیکن وہ دونوں تو جاگنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔اور اب دو بجے فریش سی ماہ اس سے ملنے آئی تھی تاکہ اسے منا سکے۔۔۔۔

"نہیں ناحمہ یار ہو گئی نیند پوری۔۔اب مزید نہیں سونا اور تم ناراض ہو مجھ سے تو میں کیسے سو سکتی ہوں۔۔۔"راحمہ کے ہاتھوں کو تھامتے وہ بیچاری سی شکل لیے بولی تھی۔۔۔

"ارے واہ تو آخر آپ کو یاد آ ہی گیا کہ میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔"آنکھیں مٹکاتے حمہ نے اس کی بات پر گہرا طنز کیا تھا۔۔۔

"چھوڑو میرے ہاتھ اور میرے ساتھ ڈرامے نہ کرو سب جانتی ہوں میں تمہاری ڈرامے بازیاں۔۔۔"اس کے ہاتھ جھٹکتے وہ خفا سے لہجے میں بولی تھی اور دوسرا ابھی رومان کو بھی جگانا

تھاوہ شدید کوفت کا شکار تھی۔۔۔اسی لیے وہ جلدی تیار ہو گئی تھی کہ ان کو جگاتے ٹائم ویسے ہی پورا ہو جانا تھا۔۔۔

"حمہ اچھا سوری نا آئندہ سے پکا جلدی جاگ جاؤں گی۔تم جانتی ہو نا کہ میں تمہاری ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی بس ایک آخری بار معاف کر دو نا اپنی بہن کو۔۔۔"راحمہ کو پیچھے سے گلے لگاتے محالہ مسکینیت سے بولی تھی۔وہ واقعی اس کی ناراضگی برداشت نہیں کر پاتی تھی۔۔۔

اور صدا کی نرم دل (صرف ماہ کے معاملے میں) راحمہ فوراً سے مان گئی تھی۔۔۔

"اچھا وعدہ کرو کل کالج کے وقت مجھے تنگ نہیں کرو گی۔۔۔"

"پکا وعدہ حمہ جانی۔۔۔"اس کو پیچھے سے ہی گلے لگائے ماہ نے اس کے دائیں گال پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

"استغفراللہ! تمہیں کتنی بار منع کیا ہے ماہ یہ چھچھوڑی حرکتیں نہ کی کرو میرے ساتھ!!!"
خود کو ماہ سے چھڑاتے وہ شدید اکتاہٹ سے بولی تھی۔۔۔

اسے یہ سب پسند نہیں تھا اور ماہ کسی بھی وقت اسے کس کر دیتی تھی۔ابھی تو وہ اکیلی تھیں لیکن ماہ تو گھر والوں کے سامنے بھی باز نہیں آتی تھی۔۔۔

"ارے اس میں چھچھوڑی کی کیا بات اپنی جانم کو ہی کی ہے اور میں کونسا لڑکا ہوں یار جو تم ایسے شرما رہی ہو۔۔۔"اس کے لال چہرے کو دیکھتے ماہ شرارت سے بولی تھی۔۔۔

"محالہ ملک اور کسی بات کو سیریس لے لے ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔"

"یہ شرم سے نہیں غصے سے لال ہے بد تمیز لڑکی!! آئندہ یہ چھچھوڑ پن نہ کرنا اوکے اور اب آؤ تمہارا ڈریس سلیکٹ کروا کر میں نے بھیا کو بھی جگانا ہے۔دو ایک جیسے لوگ میرے پلے پڑ گئے ہیں۔۔۔"

آگے آگے چلتے وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اسے سنا رہی تھی جسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔۔۔اندرونی دروازے سے ان کے گھر داخل ہوتے وہ میشا کو سلام کرتی ماہ اور میشا کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔صادق ملک اس وقت اپنے کمرے میں آرام کر رہے تھے۔۔۔

"ماہ وہ والا ڈریس پہن لو نا تم! جیسا میں نے پہنا ہے۔"کئی ڈریس دیکھنے کے بعد اپنے جیسا ڈریس نظر آتے ہی حمہ بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔"ماہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔ماہ اور حمہ نے ایک جیسے ڈریس لیے تھے۔۔فرق اتنا تھا کہ ماہ نے وائٹ لیا تھا اور حمہ نے بلیک کیونکہ ماہ کا فیورٹ کلر وائٹ جبکہ حمہ کا فیورٹ کلر بلیک تھا۔۔۔

"اچھا اب جلدی سے چینج کر کے آجاؤ تم اور میں باہر میشا آپی سے کچھ دیر بات کر لوں۔۔۔"

"اوکے۔۔بس یوں گئی اور یوں آئی۔۔۔" کہتی محالہ ملک ڈریسنگ روم میں بند ہو چکی تھی۔۔ اور راحمہ میشا سے بات کرنے کو باہر کی جانب بڑھی تھی تاکہ اسے بھی ساتھ جانے پر آمادہ کر سکے۔۔۔

"کیا کر رہی ہیں آپی؟؟؟" میشا جو لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھی موبائل دیکھنے میں مصروف تھی کیونکہ باقی کام وہ کر چکی تھی اسے دیکھ کر راحمہ نے آگے بڑھتے اس سے سوال کیا تھا۔۔۔

"ہاں فارغ تھی تو موبائل پر ہی وقت گزاری کر رہی تھی تم اپنی بتاؤ کوئی کام تھا کیا؟؟"

"اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ بھی فری ہیں۔۔تو پھر چلیں ہمارے ساتھ۔۔۔اٹھیں جلدی سے ریڈی ہو جائیں آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گی۔۔۔" موبائل پکڑ کر ٹیبل پر رکھتے وہ اسے زبردستی اٹھاتے ساتھ کمرے میں لے جا رہی تھی جہاں محالہ چینج کیے کھڑی تھی۔

"ارے راحمہ بات تو سنو میں نہیں جا رہی کہیں۔۔۔تم دونوں جاؤ انجوائے کرو میرا کیا کام یار۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"آپی تو آپ کونسی بڈھی ہو گئی ہیں۔۔۔چلیں نا پلیز اور اگر آپ ہمارے ساتھ نہ گئیں تو میں آپ سے بات نہیں کرونگی۔۔۔" اب وہ ایموشنل بلیک میلنگ پر اتر آئی تھی۔۔۔

"جبکہ محالہ خاموشی سے مسکراہٹ دبائے اپنی تیاری میں مصروف تھی۔"

"راحمہ عجیب لگتا ہے ایسے بن بلائے کہیں بھی کسی کے ساتھ چلے جانا۔۔پتہ نہیں وہ کیا سوچیں گے کہ سب ہی آ گئے۔۔۔"میشا نے ڈوپٹے کا پلو مڑورتے اپنی بات اس کے سامنے رکھی تھی۔۔۔

"میں بلا تو رہی ہوں آپ کو یہ بن بلائے کہاں سے آ گیا!!!اور رومان بھائی کچھ نہیں سوچتے چلیں آپ۔اور اب میں جا رہی ہوں انہیں جگانے جب تک آپ دونوں ریڈی ہو جایئے گا ٹھیک ہے نا۔۔۔"ساری بات کہتے آخر میں اس نے تصدیق چاہی تھی جس پر نا چاہتے ہوئے بھی میشا نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

"اس کے جاتے ہی میشا نے ایک بلیو کلر کا ڈریس اپنے لیے نکالا تھا جس پر وائٹ اور بلیو ہی پرنٹنگ کی گئی تھی۔وہ ایک سادہ اور بے حد نفیس سا جوڑا تھا۔اس کے ساتھ وائٹ شلوار اور بلیو ڈوپٹہ تھا۔میشا ہمیشہ سادہ سے ڈریس ہی خود کے لیے منتخب کرتی تھی۔۔۔چینج کرنے کے بعد وہ بالوں کی چٹیا باندھ رہی تھی۔آنکھوں میں کاجل کے علاوہ اس نے کچھ نہیں لگایا تھا۔ جبکہ محالہ بلکل راحمہ جیسی ہی ریڈی ہوئی تھی لیکن بالوں کو اس نے ایک سائیڈ سے مانگ نکال کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔۔میشا جتنی خاموش طبع اور سادگی پسند تھی محالہ اتنا ہی زیادہ بولنے والی اور شوخ مزاج لڑکی تھی جو زندگی کا ہر لمحہ انجوائے کرتی تھی۔۔۔"محالہ تو راحمہ لوگوں کے گھر چلی جایا کرتی تھی، لیکن میشا نہیں جاتی تھی۔۔اسے یوں بار بار ان کے گھر جانا پسند نہیں تھا۔ان کو پریشان کیوں کرنا!یہی سوچ کر وہ گھر ہی بیٹھی رہتی تھی۔کام بھی سب ہو جاتے تو

میشا کو اپنی ماما شدت سے یاد آتی تھیں۔ کتنی ہی باتیں کرتی تھی وہ اپنی ماما کے ساتھ اور اب سب کچھ خاموشی کی نذر ہو جاتا تھا۔۔اب بھی یونہی اس کا دل عجیب سا ہو رہا تھا وہ اپنے آنسوؤں کو ضبط کیے بیٹھی تھی۔۔۔

"ماہ تم چلی جاؤ اور حمہ سے کہو میں بابا کو کھانا دے کر انہیں بتا کر پھر آتی ہوں ٹھیک ہے نا۔۔۔"ایک دم سے اٹھتے وہ محالہ کو ہدایات دے رہی تھی۔۔

"ٹھیک ہے شاہ آپی اور میں تو ریڈی ہوں میں چلی جاتی ہوں اور آپ بھی جلدی آیئے گا۔۔میں ذرا دیکھ لوں کہ حمہ رومی بھائی (ماہ اور اس کے دیئے گئے عجیب و غریب نام) کو کیسے جگاتی ہے افففف بہت ہی مزے کا سین ہو گا میں مس نہیں کر سکتی۔۔۔"محالہ نے تو بھاگنے کی کی تھی کہ کہیں وہ اتنا مزے کا سین مس ہی نہ کر دے اور میشا سر جھٹکتی صادق ملک کے کمرے کی جانب بڑھی تھی تاکہ انہیں جانے کے متعلق بتا سکے۔۔۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"رومان بھیا اٹھیں نا دیکھیں دوپہر ہو گئی ہے اور آپ جاگنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔پلیز اب تو اٹھ جائیں صبح سے کتنی بار آ کر آپ کو جگا چکی ہوں لیکن آپ تو ٹس سے مس ہی نہیں ہو رہے۔اور پتہ نہیں آپ بھوکے سو کیسے رہے ہیں۔ساری دنیا تو دو دو بار کھانا کھا چکی ہے اور ایک آپ ہیں کہ ابھی ایک بار بھی نہیں کھایا۔۔۔"ماہ کے گھر سے آ کر وہ سیدھا رومان کے

کمرے میں اسے جگانے گئی تھی۔اس کا کمفرٹر بار بار ہٹاتے وہ جتنا اسے جگانے کی کوشش کرتی وہ اتنا ہی اسے تنگ کرنے کے لیے زور سے کمفرٹر پکڑ کر سر تک تان لیتا تھا۔۔۔

"ہاں تو تم بھی تو ڈھیٹ لوگوں کی طرح بار بار جگانے آجاتی ہو۔۔کہا نا کہ نہیں جانا میں نے تم چڑیلوں کو لے کر تو نہیں جانا بس! جاؤ اب مت آنا مجھے جگانے۔۔ایک سنڈے ہی تو ہوتا ہے جو بندہ اپنی نیند پوری کر لے وہ بھی تم خراب کر دیتی ہو۔۔۔" کمفرٹر میں منہ چھپائے وہ بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیے ہوئے تھا۔جانتا تھا راحمہ کی شکل دیکھنے لائق ہو گی۔۔۔

"رومان کی یہ بات دروازے سے اندر آئی محالہ نے بھی سن لی تھی۔۔۔"

"رومی بھائی کیا مطلب چڑیلوں کو نہیں لے کر جاؤں گا۔دیکھیں حمہ کو کہا وہ ٹھیک ہے لیکن مجھے آپ چڑیل نہیں بول سکتے اوکے۔۔۔" محالہ تو کمر پر ہاتھ رکھتے لڑاکا عورتوں کی طرح اس سے لڑنے کو تیار ہو گئی تھی۔۔۔

"بستر کے اندر گھسے رومان نے بے اختیار اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھا تھا یہ پٹاخہ کہاں سے آگئی یہاں۔۔۔"

"دفع ہو جاؤ ماہ اب خود ہی جانا اپنے رومی بھائی کے ساتھ گھومنے اور میرے پاس نوٹس لینے آئی یا مجھے منانے آئی نا تو دیکھنا کتنا برا پیش آؤں گی میں تمہارے ساتھ۔۔۔" صوفے پر پڑا کشن اٹھاتے محالہ کے منہ پر مارتے راحمہ ملک شدید غصے میں وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔

"جبکہ محالہ منہ کھولے کھڑی تھی۔" کمفرٹر سے سر نکال کر رومان نے محالہ کی شکل دیکھ کر زندگی سے بھرپور قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

"ہاہاہاہاہاہاہایہ کیاہو گیاماہ۔۔۔"

"بات مت کریں مجھ سے آپ کی وجہ سے ہی ہوا ہے یہ سب۔۔۔" وہی کشن رومان کے منہ پر مارتے محالہ نے اس کی ہنسی کو بریک لگوانی چاہی تھی۔۔۔

"لیکن رومان کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔۔"

"ہنستے رہیں آپ اور میں جا کر ابھی شاہ آپی کو کہتی ہوں کہ ہم کہیں نہیں جا رہے۔۔۔"

"کیا مطلب میشا بھی ساتھ جا رہی تھیں؟" اسے بولتی محالہ جا رہی تھی جب فٹ سے رومان اٹھتا اس کے سر پر آن پہنچا تھا۔۔۔

"جا رہی تھیں اب نہیں جا رہے ہم۔۔۔" ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر کہتے ماہ نے اسے جواب دیا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"ارے ماہ تم میری پیاری بہن ہو نا ایسا مت کرو دیکھو تمہاری شاہ آپی کبھی کبھی تو کہیں گھومنے جاتی ہیں اس کے علاوہ تو وہ گھر پر ہی بیٹھی رہتی ہیں۔۔اب آج جا کر وہ کہیں جا رہی ہیں تو اپنی وجہ سے تم انہیں بھی نہیں جانے دے رہی۔۔۔ کتنی خود غرض بہن ہو تم اپنی بہن کا خیال ہی

نہیں ہے تمہیں۔۔وہ تمہارے لیے اتنا کچھ کرتی ہیں اور تم اتنی سی بات بھی اگنور نہیں کر سکتی۔۔۔

کیا زمانہ آگیا ہے۔۔۔"رومان ملک نے بات کو گھما کر اسی پر ڈال دیا تھا۔۔۔ محالہ کی شکل دیکھ کر وہ بمشکل اپنی ہنسی ضبط کیے کھڑا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے تم لوگ نہیں جانا چاہتے تو خیر ہے حمہ کو تو میں منا ہی لونگا پھر ہم دونوں ہی کہیں چلے جائیں گے۔۔۔"اس کو دروازے کے پاس ہی چھوڑتے رومان اپنی بات کہتے الماری سے اپنا ڈریس نکالنے لگا تھا۔۔۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے اتنا بھی سنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں جانتی ہوں آپ یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں۔اگر بات شاہ آپی کی ہے تو میں آپ کے ساتھ چل پڑتی ہوں ورنہ جانا بلکل بھی نہیں تھا میں نے ہونہہ۔۔۔"ماہ تو رومان کی باتوں کو دل پر لیتے فوراً سے ہامی بھر چکی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اچھا جاؤ پھر حمہ کو بھی جا کر منالو۔۔اب اسے منانے میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے میں ریڈی ہو جاؤں پھر ماما بابا کو بتا کر نکل پڑیں گے۔۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے اب پلیز ریڈی ہونے میں اتنا وقت ضائع مت کیجیئے گا تیاری میں بھی آپ اتنا وقت لگا دیتے ہیں کہ بس اللہ ہی معاف کرے۔۔۔لڑکیوں سے بھی زیادہ وقت لیتے ہیں آپ۔۔۔"

"ماہ جانا ہے یا نہیں کہو تو نہیں جاتے۔۔۔اب اتنی باتیں سننے کے بعد میرا ارادہ بدل بھی سکتا ہے۔۔"کپڑے ہاتھ میں لیے وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"اچھا آپ تو آج لڑائی کے موڈ میں لگتے ہیں جا رہی ہوں۔۔۔"کہتی وہ دروازہ بند کرتی جا چکی تھی۔۔۔

پیچھے رومان نے اپنا رکا ہوا قہقہہ بحال کیا تھا جو وہ کب سے روکے کھڑا تھا۔۔۔

"استادوں سے استادی کرتی ہیں محالہ میڈم!ایسا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا جو رومان ملک کو ہرا سکے۔۔۔"مصنوعی کالر جھٹکتے رومان نے خود کو داد دی تھی۔اور جلدی سے باتھروم میں گھسا تھا تاکہ فریش ہو کر باہر ان کو گھمانے لے کر جا سکے۔۔۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"حمہ اٹھو پلیز میری جان ایسا نہ کرو اٹھ جاؤ ورنہ جو شاہ آپی سے جانے کا کہہ کر آئی ہو تم اس کا کیا!!!وہ تو ریڈی بھی ہو چکی ہیں۔۔۔"رومان کے کمرے سے ہوتی ماہ جب حمہ کے کمرے

میں آئی تھی تو وہ بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔اور ماہ کے بار بار بلانے پر بھی نہیں اٹھ رہی تھی۔۔۔

"تم اور رومان بھیا چلے جاؤ میں اور میشا آپی کسی ٹیکسی میں چلے جائیں گے۔۔۔"

"یار حمہ ایسا تھوڑی ہوتا ہے پلیز چلو نا۔۔اچھا سوری میں نے تو ایسے ہی بول دیا تھا۔۔۔"

"نہیں چڑیل کے ساتھ جا کر تم لوگوں کو مزہ بھی نہیں آئے گا نا اسی لیے آپ دونوں ہی چلے جاؤ۔۔۔"حمہ تو دل پر ہی لے چکی تھی۔۔۔

"اچھا ادھر تو دیکھو۔۔۔"

"نہیں دیکھنا مجھے کہیں بھی۔۔۔"

"یار ایک بار تو دیکھو میری طرف پلیز۔۔۔"

اب کی بار حمہ نے ماہ کی طرف دیکھا تو بے اختیار اس کی ہنسی چھوٹی تھی۔۔ماہ کانوں کو ہاتھ لگائے اپنی زبان نکالے کھڑی تھی اور حمہ کے دیکھنے پر زوردار آواز میں اس نے سوری بولا تھا۔۔۔

اچھا اب معاف کر دو نا اب تم سے ہی مذاق نہیں "کرو نگی تو کس سے کرو نگی۔۔۔"اس کے ساتھ بیٹھتے وہ فوراً سے اس کے گلے لگی تھی۔۔۔

"لویو حمہ۔۔۔"

"لویو ٹو ماہ۔۔۔"محبت سے خود کے گرد لپٹے ماہ کے بازوؤں پر حمہ نے اپنے ہاتھ رکھے تھے۔۔۔

ان دونوں کا محبت نامہ جاری ہو چکا تھا۔۔۔

"ان دونوں کی محبت بھی نا! کسی کپل سے کم نہیں تھی۔۔ایک روٹھتا تھا تو دوسرا مناتا تھا لیکن محبت دونوں طرف سے ایک جیسی ہی تھی۔۔۔"

"اگر آپ دونوں کا رومینس ختم ہو گیا ہو تو مہربانی فرما کر گاڑی میں جا کر بیٹھنے کی زحمت کریں گی۔۔۔"ان کے کمرے میں آتے (جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا)ان دونوں کو دیکھتے رومان نے کہا تھا۔۔اس کی بات سنتے دونوں نے پہلے رومان کو دیکھا تھا پھر ایک دوسرے کو اور ایک دم سے وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسی تھیں۔۔۔

"کیا ہوا؟ پگلا گئی ہو کیا دونوں؟"

"ہم تو نہیں پگلائے لیکن آپ کیوں اتنا ریڈی ہو کر آئے ہیں رومان بھائی؟ ہم گھومنے جا رہے ہیں کسی پارٹی پر نہیں۔۔۔"محالہ نے اس کی تیاری پر طنز کیا تھا۔

(جو بلیک شرٹ پر براؤن جیکٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنے ہوئے تھا۔پاؤں سفید جو گرز میں مقید تھے۔گلاسز کو شرٹ میں اٹکائے اچھے سے بال بنائے ڈھیر سارا پرفیوم چھڑکے رومان ملک فریش سا ان کے سامنے موجود تھا۔۔۔)

"ہاں تو ایسے ہی منہ اٹھا کر گھومنے تھوڑی چلے جاتے ہیں آپ کی اپنی بھی ایک پرسنیلیٹی ہوتی ہے۔۔۔"ان کی کسی بھی بات کو خاطر میں لائے بنا وہ ایک عزم سے بولا تھا۔۔۔

"اچھا جیسے ہم تو جانتے ہی نہیں نا آپ کو۔۔۔"اب کی بار راحمہ بولی تھی۔۔۔

"اچھا اب ڈرامے نہ کرو تم دونوں اور جلدی سے عبایہ پہنو اور ماہ تم اپنی آپی کو بھی بلا کر لاؤ۔پہلے ہی کافی وقت ہو چکا ہے اور ماما بابا کو میں انفارم کر چکا ہوں۔۔۔"انگلی میں چابی گھماتے انہیں حکم دیتا وہ لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔۔

"ان خواتین میں بری طرح پھنس چکا ہوں میں تو۔۔اگر میشا ریڈی نہ ہوتی تو ان کو تو گھاس بھی نہیں ڈالنی تھی رومان ملک نے۔۔۔"صوفے پر بیٹھتے ہی وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔

"رومان بھیا آپ کھانا نہیں کھائیں گے ؟"عبایہ پہن کر آتی حمہ نے اس سے سوال کیا تھا جبکہ ماہ تو پہلے ہی جا چکی تھی۔۔۔

"نہیں !اب کھانا کھانے بیٹھا تو مزید دیر ہو جائے گی تم لوگوں کا پیٹ بھر جائے ہماری خیر ہے۔۔۔"شدید اکتاہٹ سے اس نے حمہ کو جواب دیا تھا۔۔۔

"اچھا لڑیں تو نا میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔۔

اور میرے ساتھ بنا کر رکھا کریں کیونکہ میشا آپی کو میں نے ہی آمادہ کیا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ چلیں۔۔۔"

"تو پھر؟ میں کیا کروں؟ اپنے فائدے کے لیے ہی کیا ہے تم نے بھی۔۔۔ ورنہ تم جانتی ہو میں کبھی نہ لے کر جاتا تمہیں۔۔۔"

"ہاں تو کیا ہوا ہمارا بھی حق ہے آپ پر۔۔۔"

"اوہ حمہ میڈم یہ حق نا دن میں نا جانے کتنی بار وصول کرتی ہیں آپ۔۔۔ اب بس کر دیں پتہ نہیں یہ حق کا لفظ مزید کتنا استعمال کریں گی۔۔۔"

"ارے بھیا مجھے نہیں دیں گے تو کس کو دیں گے اکلوتی بہن ہوں میں آپ کی۔۔ دس ہوتیں تو کیا کرتے؟" اس کے گلے لگتے حمہ اسے مسکے لگانے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

"شکر ہے دس نہیں ہیں یہ اکلوتی ہی دس پر بھاری ہے۔ دس ہوتیں تو میں معصوم کسے کسے سنبھالتا۔۔۔" اس کے گرد بازو حمائل کرتے رومان بیچارے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"یار بھیا آپ کی اسپیشل رپورٹر ہوں میں اتنا تو برداشت کر ہی سکتے ہیں آپ۔۔۔"

"اسپیشل رپورٹر کے ساتھ ساتھ آپ اسپیشل بلیک میلر بھی ہیں۔۔۔"

"کیا کریں اب روزی تو کمانی ہے نا۔۔۔"

"میں معصوم ہی ملتا ہو تمہیں کمائی کرنے کے لیے۔۔۔"

"ہاں نا اب ماما بابا کو کیا بلیک میل کروں ایک آپ ہی ہوتے ہیں تو میں آپ سے ہی گزارا کر لیتی ہوں۔۔۔"

"یار حمہ آپس کی بات ہے ہاتھ ہلکا رکھا کرو۔۔مجھے تو لگتا ہے میری شادی ہونے تک میں نے کنگلا ہی ہو جانا ہے۔۔"

"اللہ نہ کرے بھیا۔۔۔اللہ پاک میرے بھائی کو ڈھیروں نعمتوں سے نوازے۔۔ایسی باتیں نہ کیا کریں۔۔۔"

"یار حمہ تم تو ایمو شنل ہی ہو گئی میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔"

"ایسا مذاق نہ کیا کریں پلیز۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"اچھا ٹھیک ہے نہیں کرتا اب رونے مت بیٹھ جانا ورنہ سچ میں چڑیل لگنے لگو گی۔۔"رومان نے اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا تھا۔۔۔

"بھیا!"وہ زور سے چلائی تھی۔۔۔

"آہستہ یار تمہارے ساتھ ہی بیٹھا ہوں۔۔۔"کانوں پر ہاتھ رکھتے وہ ڈرامائی انداز میں بولا تھا۔۔۔

"ایسے بولیں گے تو ایسے ہی سنیں گے۔۔۔"اسے محبت سے گلے لگاتی وہ زور سے بولی تھی۔۔

"دونوں بہن بھائی جتنا بھی جھگڑ لیتے لیکن تھے تو بہن بھائی ہی نا۔۔۔اور بہن بھائیوں کا پیار ایسا انوکھا سا ہی تو ہوتا ہے۔لڑنا، جھگڑنا مستی کرنا اور کسی ایک کو درد ہو تو خود بھی درد محسوس کرنا۔۔۔خود لڑ لینا لیکن کوئی اور لڑے تو انہیں ساتھ پشتیں یاد کروا دینا۔۔۔"

☆☆☆☆☆

"بابا آپ کو کھانا لا دوں؟"صادق ملک کے کمرے کا دروازہ بجاتے اجازت ملنے پر اندر جاتے ہی میشا نے ان سے کھانے کے متعلق پوچھا تھا۔۔۔

"جی بیٹا لا دو میں بس ہاتھ منہ دھو کے آتا ہوں۔۔۔"اسے جواب دیتے وہ واشروم کی جانب بڑھے تھے جبکہ میشا ان کے لیے کھانا لینے جا چکی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"بابا میں حمہ لوگوں کے ساتھ باہر چلی جاؤں؟"صادق ملک کھانا کھانے (جو میشا نے ہی لا کر دیا تھا۔) میں مصروف تھے جب میشا نے ان کے پاس بیٹھتے ان سے اجازت طلب کرنا چاہی تھی۔۔

"ہاں بیٹا ضرور جاؤ۔مجھے تو خوشی ہو گی کہ میری بیٹی بھی کہیں جا رہی ہے ورنہ تو تم سارا سارا دن گھر پر ہی بیٹھی رہتی ہو۔۔۔"

"شکریہ بابا جانی۔۔"ان کو جواب دیتے وقت میشا کا لہجہ تھوڑا نم ہوا تھا۔

"میری بیٹی اداس ہے؟"انہوں نے میشا کا نم لہجہ پہچان لیا تھا۔۔

"پتہ نہیں کیوں اداس ہو جاتی ہوں میں۔۔"وہ اچانک سے ان کے گلے لگی تھی۔۔۔

"جب سارا دن گھر میں اکیلی بیٹھی رہو گی تو یہی ہو گا نا بیٹا۔۔تنہائی کے شکار انسان کو کئی سوچیں آتی رہتی ہیں اور ذہن عجیب و غریب سوچ کا شکار رہتا ہے۔تم اپنی ماں کو یاد کرتی ہو ان کی یاد میں ہی تمہارا یہ حال ہوتا ہے۔تم اپنا دکھ کسی سے بانٹتی نہیں ہو مجھ سے بھی بہت کم تم یہ بات شیئر کرتی ہو، لیکن میں جانتا ہوں تم اپنی ماں کو بہت یاد کرتی ہو۔جتانا یا بتانا ضروری نہیں ہوتا۔ اپنوں کا دکھ انسان ان کے چہرے اور رویے سے ہی بھانپ لیتا ہے۔جاؤ تم ابھی ماہ بلانے آ جائے گی تمہیں تم تیار ہو جاؤ۔۔۔"اس کے سر کو تھپتھپاتے انہوں نے تفصیل سے اس کی بات کا جواب دیا تھا۔۔۔

"جی بابا۔"وہ فقط اتنا ہی کہہ پائی تھی۔۔۔

"شاہ آپی آ جائیں وہ لوگ ریڈی ہیں۔۔۔"ماہ نے آتے ہی ہانک لگائی تھی اس کے آنے تک وہ خود کو کمپوز کر چکی تھیں۔

"وہ اگر تھوڑا بہت کھلتی بھی تھی تو صرف اپنے بابا کے سامنے ہی کھلتی تھی۔۔۔"

"ہاں بس ابھی آئی ماہ دو منٹ دو۔ میں عبایہ پہن لوں اور تم نے بھی تو ابھی عبایہ نہیں پہنا۔" اس کو جواب دیتی وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی تھی۔۔۔

"ہاں میں بھی وہی پہننے آئی تھی اور ساتھ آپ کو بلانے بھی۔۔۔" ماہ بھی جواب دیتی اس کے پیچھے ہی چل دی تھی۔۔۔ عبایہ پہنتے وہ دونوں بہنیں اپنے بابا سے ملتی الوداعی کلمات کہتی رومان اور راحمہ کے گھر کی طرف قدم بڑھا چکی تھیں۔۔۔

☆☆☆☆☆

"میں آپ کے ساتھ آگے نہیں بیٹھوں گی۔۔۔"

"میں بھی نہیں بیٹھوں گی۔۔۔"

"کیوں کیا مسئلہ ہے آگے بیٹھنے میں؟؟؟ میری گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر میں نے کانٹے فٹ کروائے ہیں کیا؟ جو تم دونوں مسئلہ کشمیر بنائے بیٹھی ہو؟؟؟ میں پہلے ہی بتا دوں کہ اگر تم میں سے کوئی ایک میرے ساتھ آگے نہ بیٹھا تو میں بھی کہیں نہیں لے کر جانے والا۔۔ رومان ملک ڈرائیور تھوڑی ہے تم لوگوں کا۔۔۔" محالہ میشا کو لیتی ان کے گھر آئی تو نایاب بیگم نے بتایا کہ وہ باہر گاڑی کے پاس موجود ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور وہاں آتے ہی اب محالہ اور راحمہ نیا موضوع چھیڑے بیٹھی تھیں، کہ وہ رومان کے ساتھ آگے نہیں بیٹھیں گی۔۔۔

"رومان بھائی ہم بیٹھی نہیں کھڑی ہیں۔۔آپ کی آئی سائٹ تو ویک نہیں ہو گئی؟حمہ تم انکل سے کہنا کہ رومان بھائی کو کسی آئی ڈاکٹر سے جا کر چیک کروا کے آئیں، یارا نہیں تو کھڑا ہوا بندہ بیٹھا نظر آرہا ہے۔۔۔"رومان کی ساری بات کو اگنور کرتے محالہ اس کی محاورتاً کہی بات کو پکڑ چکی تھی۔۔۔

"اے ماہ! مجھ سے پنگا مت لو ابھی کچھ سنایا نا تو مگر مچھ کے آنسو بہانے بیٹھ جاؤ گی تم۔اور میرے علاوہ تم لوگوں کے کام بھی کرنے والا کوئی نہیں ہے تو اس میں تمہاری اپنی ہی بھلائی ہے کہ تم رومان ملک سے ذرا تمیز سے پیش آئی کرو۔ سمجھیں؟؟؟"فل ڈرامائی انداز میں رومان نے اسے جواب دیا تھا اور وہ اس کی بات سنتے منہ کھولے حمہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ اس وقت گھر میں بنے گیراج میں موجود تھے۔۔رومان گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا سر نکال کر ان سے بحث کرنے میں مصروف تھا۔جبکہ راحمہ اور محالہ بھی پیچھے ہٹنے کے موڈ میں نہیں تھیں۔جبکہ ہماری میشا ملک بے بسی سے کبھی رومان ملک کو دیکھتی تو کبھی ان دونوں آفتوں کو۔۔۔

"دیکھا حمہ دیکھا تم نے انہوں نے مجھے طعنہ دیا کہ یہ میرے کام کرتے ہیں۔جیسے یہ نہ کریں تو میرے کام تو ہوں ہی نہ! ارے میں کیا لولی لنگڑی ہوں جو اپنے کام خود نہیں کر سکتی؟آئندہ نہیں کہوں گی آپ سے بس۔۔۔۔"

"ہاں بھیا آپ ایسا نہیں کہہ سکتے۔۔ہم آپ سے نہیں کہیں۔۔۔۔۔۔"

"خاموش!" حمہ ابھی بول رہی تھی کہ ایک دم سے میشا چلائی تھی۔۔۔

"یہ کیا تماشہ بنایا ہوا ہے آپ سب نے؟؟؟ حمہ تم نے تو کہا تھا کہ ہم باہر گھومنے جانے والے ہیں لیکن تم دونوں نے تو یہاں کھڑے کھڑے ہی میرا دماغ گھما دیا ہے۔۔۔ میں اندر جا رہی ہوں میرے خیال سے باہر جانا ہی نہیں چاہیے۔۔۔"

"ارے نہیں آپی سوری نا رکیں پلیز۔۔۔۔"؛ان دونوں کو دیکھ کر میشا کہتی اندر جانے لگی تھی جب حمہ نے اسے پیچھے سے پکڑا تھا۔۔

"اچھا ایسا کریں کہ آپ ہی آگے بیٹھ جائیں یار ہم نہیں بیٹھ رہے ان کے ساتھ۔۔۔ پلیز نا آپی دیکھیں بھیا کیسے خونخوار نظروں سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔۔۔ بہت باتیں سنائیں گے مجھے اور ماما بابا الگ سے ڈانٹیں گے کہ ہماری وجہ سے میشا بیٹی بھی باہر نہیں جا سکی۔۔۔ پلیز نا آپی پلیز۔۔۔" میشا کے ساتھ کھڑی وہ میشا کو دہائیاں دے رہی تھی کہ کسی طرح وہ مان جائے۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے یہ لاسٹ ٹائم ہے حمہ اس کے بعد میں تم لوگوں کے ساتھ کہیں نہیں جانے والی۔۔۔" انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی وہ بولی تھی۔۔

"ہاں پکا پرامس آپی شکریہ۔۔۔" اس کے گلے لگتی وہ اس کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔۔۔

فوراً سے بھاگ کر آتے حمہ گاڑی کا گیٹ کھولتی پچھلی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی اور اس کی تقلید کرتے ماہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ چکی تھی۔ جبکہ میشا جھجھک محسوس کر رہی تھی کہ وہ رومان کے ساتھ آگے کیسے بیٹھے!!!

"بیٹھ جائیں پلیز۔۔۔"اس کو کافی دیر گاڑی کے گیٹ کے پاس ہی کھڑا دیکھ کر رومان نے کہا تھا۔۔۔

"جی۔۔۔"ہچکچاہٹ کا شکار ہوتی وہ آخر کار گیٹ کھول کر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ ہی چکی تھی۔۔دل میں "ماہ حمہ "کو کوسنا نہیں بھولی تھی۔۔

"آئندہ تو کبھی تم دونوں کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی میں۔۔۔"اپنے ہاتھوں پر نظروں کو مرکوز کیے وہ دل میں ان سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔

"بدتمیز کہیں کی۔۔۔ان "ماہ حمہ "سے تو بعد میں پوچھوں گا۔۔۔"رومان بھی ان سے بعد میں نمٹنے کا ارادہ کرتا گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

اور کچھ ہی پل میں وہ گاڑی ملک مینشن کا گیٹ عبور کر گئی تھی۔۔۔اور گاڑی باہر نکلتے ہی ہماری "ماہ حمہ "نے سکون کا سانس خارج کیا تھا۔۔۔

"رومان اور اس کی سستی کے کیا ہی کہنے۔۔۔ان دونوں کو "ماہ حمہ "نام رومان نے ہی دیا تھا۔۔ان دونوں کا پورا پورا نام نہ پکارنا پڑے اسی لیے ان کے نک نیمز کو اکٹھا کر کے رومان

ملک نے ایک نام دیا تھاان دونوں کو، کہ ایک ہی بار میں دونوں کو مخاطب کر لے۔۔۔کیونکہ اکثر وہ دونوں اکٹھی ہی پائی جاتی تھیں۔۔۔اور سب سے اہم ان دونوں کو بھی اپنا یہ نام بہت پسند آیا تھا۔اتنا زبردست اور یونیک سا نام دینے پر وہ دونوں تو رومان کے صدقے واری جا رہی تھیں۔۔۔"اکثر کالج میں بھی کوئی ان سے ان کا نام پوچھتا تو وہ دونوں اکٹھی ہی بولتی تھیں۔۔۔

"We Are MaHima..."

اور ایک ساتھ بولنے پر وہ دونوں خود ہی کھلکھلا کر ہنس پڑتیں۔۔۔کافی لڑکیاں تو انہیں ٹوئنز سسٹرز سمجھتی تھیں کیونکہ ان کی کاسٹ ایک جیسی تھی اور اس کے علاوہ ان کی حرکتیں ڈریسنگ ہر چیز کا انداز سب کچھ تقریباً ایک جیسا ہی تھا۔۔اسی لیے کافی لڑکیاں کنفیوز سی ہو جاتی تھیں۔اور بعض اوقات یہ دونوں کہہ بھی دیتیں کہ ہاں ہم سسٹرز ہے۔۔ٹوئنز کو ہماری "ماہ حمہ "سائلینٹ کر دیتی تھیں۔۔کہ جھوٹ بھی نہ بولیں اور کام بھی ہو جائے۔۔ارے بھئی تھیں تو وہ بہنیں ہی نا۔۔۔خونی رشتہ ہونا ضروری تو نہیں۔۔۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

انصاری ولاء کے دونوں سپوت اس وقت اپنی ماں کے ساتھ کچھ حسین پل گزار رہے تھے۔ بیڈ پر درمیان میں رفعت بیگم بیٹھی تھیں تو ان کے دائیں طرف "واثق انصاری "اور بائیں

طرف "طلال انصاری" وہ دونوں ان کے کندھوں پر سر رکھے لیٹنے کے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

"تمہارا کام کیسا جا رہا ہے طلال؟" رفعت انصاری نے طلال کی طرف دیکھتے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا۔۔

"زبردست موم! اللہ کا شکر ہے۔۔پروفیسر صاحب آپ بتائیں موم کو آپ کا کام کیسا جا رہا ہے؟" ان کو جواب دیتے طلال نے ساتھ ہی واثق سے بھی پوچھا تھا۔

"موم میرا بھی بہت اچھا جا رہا ہے۔بس اس ایئر کے فائنلز ہونے والے ہیں تو اگلے کچھ دن مصروف رہوں گا۔۔" طلال کے پوچھے پر واثق نے بھی جواب دیا تھا۔

"ماشاءاللہ! اللہ پاک تم دونوں کو ہمیشہ کامیاب کرے۔۔تم دونوں کے ساتھ تمہاری ماں کی دعا ہے خوب ترقی کرو گے تم دونوں۔ان شاءاللہ!" محبت سے ان دونوں کے ماتھے پر باری باری بوسہ دیتے وہ بولی تھیں۔۔۔

www.novelsclubb.com

"موم آج اگر ہم کامیاب انسان بن کر آپ کے سامنے موجود ہیں نا! تو یہ صرف اور صرف آپ کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ورنہ ہماری اوقات ہے ہی کیا۔۔" ان کے ہاتھوں کو چومتے واثق نے سچے دل سے ان کو جواب دیا تھا۔۔

"واثق ٹھیک کہہ رہا ہے موم۔۔یہ صرف اور صرف آپ کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔۔طلال نے بھی ان کو گلے لگاتے محبت سے جواب دیا تھا،اور ان دونوں کی باتوں پر ان کے آنکھیں خوشی سے نم ہوئی تھیں۔اس پل شدت سے کسی کی یاد آئی تھی لیکن انہوں نے جلدی سے اپنے آنسوؤں پر بند ھ باندھے تھے۔۔۔ماں کے ساتھ کچھ حسین پل بتاتے ان کے ہاتھوں کو چومتے وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔یہ ان دونوں کی عادت تھی کہ ہمیشہ ماں سے ملتے وقت وہ ان کے ہاتھ چومتے تھے،انہیں احساس دلاتے تھے کہ اور کسی کے لیے نہ سہی تو ہم دونوں کے لیے آپ رب کا خاص تحفہ ہیں۔۔

"جب ماں ہی اتنی قابل تھیں،تو اس ماں کی پرورش کے سائے تلے پلے بڑھے وہ بیٹے کیسے نہ قابل تعریف ہوتے۔ دوسروں کا احساس کرنا،عورتوں کی عزت کرنا سب کچھ رفعت بیگم نے انہیں اچھے سے سیکھایا تھا۔۔ماں کو خاص محسوس کروانا ان دونوں نے اپنے اوپر فرض کر لیا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"ماں محبت،شفقت،عبادت،ریاضت،

وہ لفظ ہی نہیں اترا،جس سے تجھے لکھوں"

☆☆☆☆☆

"بس بس،یہیں روک دیں بھیا!"محالہ اور راحمہ نے ایک دم سے چیختے رومان کو روڈ پر ہی گاڑی روکنے کو کہا تھا۔۔۔

"یہ کیابد تمیزی ہے یار! بیچ سڑک پر کون گاڑی رکواتا ہے؟"گاڑی کوایک سائیڈپر جاکر روکتے رومان نے بیزاری سے کہا تھا۔۔۔

"ہاں اب وہ گول گپے والا سڑک پر ہی کھڑا ہے نا! تو ہم بھی سڑک پر ہی گاڑی رکوائیں گے نا۔۔"ماہ نے انتہائی معصومیت سے جواب دیتے تھوڑا دور کھڑے گول گپے والے کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔

"گول گپے کھانے ہیں تم دونوں نے؟اور یہ ریڑھی والے کھاؤ گی؟نہیں نہیں بیمار پڑ گئیں تو مجھ معصوم کے ہی پیچھے پڑیں گے سب۔۔۔"رومان نے انہیں صاف ہری جھنڈی دیکھائی تھی۔۔۔

"نہیں پڑتے بیمار بھیا! اور کچھ ہوا بھی تو آپ کا نام نہیں آئے گا پکا۔۔۔"راحمہ نے التجائیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے اسے تسلی دیتے کہا تھا۔۔

"ہاں ہاں حمہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے،آپ کا نام نہیں آئے گا پلیز نا۔۔۔"ماہ بھی جلدی سے بولی تھی۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے لے آتا ہوں۔۔آپ بھی کھائیں گی؟"ان کو جواب دیتا ساتھ وہ کب سے خاموش بیٹھی میشا سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

"ان سے کیوں پوچھ رہے ہیں بھیا؟ارے گول گپوں کے لیے بھی کوئی لڑکی منع کرتی ہے بھلا؟آپ آپی کے لیے بھی لے آئیں۔۔"میشا کے کچھ بولنے سے پہلے ہی راحمہ بولی تھی۔۔۔

"ایک تو تمہیں ناہر بات میں بولنے کی بیماری ہے! میں لے کر آتا ہوں اور تم میں سے کسی نے لاک نہیں کھولنا اوکے؟"راحمہ کو جھڑکتا ان تینوں کو تاکید کرتا وہ گاڑی لاک کرتا گول گپے والے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

"رومان ملک کتنا ہی شوخ مزاج کیوں نہیں تھا، لیکن لڑکیوں کی حفاظت کرنا اچھے سے جانتا تھا، اس معاملے میں وہ انتہائی سنجیدگی سے کام لیتا تھا۔۔"

"راحمہ تیری کوئی عزت ہے بھی کہ نہیں؟"رومان کے جاتے ہیں ماہ نے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے راحمہ پر گہرا طنز کیا تھا۔۔۔

"بہت عزت ہے میری تجھے کیا پتہ۔۔۔"راحمہ نے اس کے طنز کو کسی خاطر میں نہ لاتے ایک ادا سے جواب دیا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"وہ تو دیکھ ہی لی ہے میں نے کتنی عزت ہے تمہاری۔۔۔"ماہ نے ہاتھ جھلاتے کہا تھا۔۔

"دیکھ لی نا؟ پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو؟"راحمہ نے نظروں میں بیزاری لیے کہا تھا جیسے اسے یہ سب ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔۔۔

"چلو ٹھیک ہے تم دل برا مت کرو۔۔۔"

"اوہیلو! کس نے کہا کہ میں دل برا کر رہی ہوں؟ ماہ کے کہنے پر راحمہ نے اپنی طرف اشارہ کرتے پوچھا تھا۔۔۔

"شکل سے ہی لگ رہا ہے۔۔۔" ماہ نے ہنسی ضبط کرتے کہا تھا۔۔

"ہونہہ۔۔ شکل سے لگ رہا ہے۔۔ایسی چھوٹی موٹی باتوں کو راحمہ ملک دل پر نہیں لیتی اچھا۔۔۔" اس کی نقل اتارتے راحمہ نے خود کی تعریف کرتے کہا تھا۔۔

"پلیز ماہ حمہ اب بس کر دو نا۔۔۔ کتنا فضول بولتی ہو تم دونوں۔۔" ان کی بے تکی سی بحث پر کب سے خاموش بیٹھی میشا کو بولنا ہی پڑا تھا۔۔۔

"آپی یہ ماہ ہی کب سے بولے جا رہی ہے میں تو خاموش ہی بیٹھی تھی۔۔"

"نہیں نہیں شاہ آپی یہ ہی بول رہی تھی۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے کوئی نہیں بول رہا، میں ہی بول رہی تھی۔ لیکن اب خاموش ہو جاؤ پلیز۔۔۔" ان کو پھر سے شروع ہوتا دیکھ میشا نے بات ختم کرنا چاہی تھی۔۔۔اتنے میں کسی لڑکے کے ساتھ رومان ان کی پلیٹیں تھامے آیا تھا ساتھ کولڈ ڈرنکس بھی لے آیا تھا۔ گاڑی کا لاک کھولتے وہ باری باری ان کو پلیٹیں پکڑاتے اس لڑکے کو شکریہ کہتے جانے کا کہہ رہا تھا۔۔

"ہائے! کتنے مزے کے لگ رہے ہیں شکریہ رومی بھائی۔۔" گول گپوں سے بھری پلیٹوں کو دیکھتے ماہ کے منہ میں تو پانی ہی بھر آیا تھا، فوراً سے اس نے رومان کا شکریہ ادا کیا تھا جو کہ گاڑی میں بیٹھتے دروازہ لاک کر چکا تھا۔۔۔

"ماہ میڈم! پہلے کھا تو لیں، پھر تعریف اور شکریہ بھی کر لیجیئے گا۔۔۔" رومان نے مڑ کر آنکھیں گھماتے اسے جھڑکا تھا۔۔ جبکہ راحمہ اور میشا تو گول گپے کھانے میں مصروف ہو چکی تھیں۔۔۔

"ہاں نا کھا ہی رہی ہوں، اور آپ نہیں کھائیں گے؟" ماہ نے اس سے بھی پوچھنا فرض سمجھا تھا۔۔۔

"نہیں مجھ سے کسی نے پوچھا ہی نہیں۔۔۔" میشا کو ایک نظر دیکھتے وہ مسکینیت سے بولا تھا۔ گول گپے کھاتی میشا کا ہاتھ وہی تھما تھا۔ بروقت زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔ اس نے تو واقعی نہیں پوچھا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"کوئی کیوں پوچھے! آپ اپنے لیے بھی لے آتے نا رومی بھائی۔۔۔" ماہ اسے کرارہ سا جواب دیتی کھانے میں مصروف ہو چکی تھی۔ رومان کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا ہی تو رہ گیا تھا۔ وہ کبھی راحمہ کو دیکھتا، کبھی محالہ کو اور کبھی اپنی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی میشا کو۔۔۔ میشا اور راحمہ دبی دبی ہنسی ہنس رہی تھی۔۔۔

"کھانے ہوتے نا تو لے آتا میں اپنے لیے بھی ماہ بی بی! تمہارے مفید مشورے کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔اور پلیز جلدی سے کھاؤ گھر بھی جانا ہے۔۔"خود کو کمپوز کرتے اس نے ماہ کو جواب دیتے اپنا سر سیٹ کی پشت پر گراتے آنکھیں موند لی تھیں۔۔۔

"اب رومان ملک اپنی بے عزتی پر خاموش ہو جاتا تو یہ تو ناانصافی ہوتی نا۔۔"

ان کے ساتھ تو کچھ دیر میں ہی وہ بیزار ہو چکا تھا۔۔

"کتنا سر کھاتی ہیں یہ لڑکیاں یار!!!اس سے تو اچھا تھا میں طلال کے گھر چلا جاتا یا اسے اپنے گھر بلا لیتا۔۔"رومان نے دل میں سوچا تھا۔۔

گول گپوں سے فری ہوتے اب وہ اسے آئسکریم پارلر پر چلنے کا کہہ رہی تھیں۔مجبوراً ان کو اسے آئسکریم بھی کھلانی پڑی تھی جو انہوں نے گاڑی میں ہی بیٹھ کر کھائی تھی اور ان کو گھمانے کے چکروں میں رومان خود صبح سے بھوکا رہ گیا تھا۔۔اللہ اللہ کر کے وہ سب رات کے آٹھ بجے گھر پہنچے تھے۔محالہ اور میشا اپنے گھر کی طرف بڑھ چکی تھیں تو راحمہ اپنے گھر کی جانب۔۔رومان بھی گاڑی گیراج میں کھڑی کرتا نڈھال سا گھر میں داخل ہوا تھا۔گھر میں داخل ہوتے ہی رومان نے سلام کرتے نایاب بیگم سے کھانا لگانے کو کہا تھا۔۔

"کیاہوارومان؟تم نے کچھ نہیں کھایا۔۔"نایاب بیگم جولاؤنج میں ہی پیپرز چیک کرنے میں مصروف تھیں،انہوں نے رومان کے سلام کاجواب دیتے ساتھ اس سے سوال کیا تھا۔راحمہ پہلے ہی سلام کرتی اپنے کمرے میں جاچکی تھی۔۔

"نہیں نانا!میں تو انہیں گھماتے گھماتے ہی تھک گیاہوں،اور میں صبح سے بھوکا بھی ہوں۔۔ انہوں نے گول گپے اور آئسکریم کھائی تھی۔میں نے تو سوچا کسی اچھے سے ریسٹورانٹ میں جا کر کچھ آرڈر کرلیں گے لیکن یہ جو دو آفتیں"ماہ حمہ"ہیں نا ہمارے گھر میں انہوں نے بیچ سڑک پر ہی گاڑی رکوادی۔۔"اپنی دکھی داستان اس نے من و عن نایاب بیگم کے پاس بیٹھتے ان کے کندھے پر سر رکھتے تفصیل سے سنائی تھی۔۔۔

"ہائے!میرا بچہ تو بھوکا ہی رہ گیا۔تم فریش ہو جاؤ میں ابھی کھانا لگاتی ہوں۔۔"ممتا سے چور لہجے میں بولتی وہ اٹھ کر کچن میں جاچکی تھیں۔۔۔کھانا کھاتے وہ ساتھ ساتھ ان سے باتیں بھی کررہا تھا جو کہ پیپیرز چیک کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی باتوں کا جواب بھی دے رہی تھیں۔ امان ملک آج جلد ہی سو چکے تھے۔۔۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

دوسری طرف میشااور محالہ جب گھر میں داخل ہوئیں تو صادق ملک ان کے انتظار میں ہی بیٹھے تھے۔وہ دونوں انہیں سلام کرتیں ان کے گلے لگی تھیں۔۔۔

"آگئیں میری بچیاں!مزہ آیا؟"انہوں نے خوشی سے استفسار کیا تھا۔۔

"جی! بہت مزہ آیا بابا جانی۔۔۔"ماہ کو گہری نظروں سے دیکھتے میشا نے جواب دیا تھا۔۔۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے بھئی۔۔اور ہاں میشا کل کچھ مہمان آئیں گے شام میں۔تو کچھ کھانے کا انتظام بھی کر لینا۔میں یہی بتانے کے لیے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

"اچھا! کونسے مہمان بابا؟عبایہ وہ پہلے ہی اتار چکی تھی۔فریج سے پانی کی بوتل اٹھا کر پانی گلاس میں انڈیلتے اس نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔۔

"بیٹا وہ شریف صاحب آئیں گے کل۔۔کہہ رہے تھے کہ کوئی اہم بات کرنی ہے اسی لیے گھر آ کر ہی کریں گے۔۔"صادق ملک نے تفصیل سے اسے بتاتے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے بابا میں کر لونگی انتظام۔اور آپ نے کھانا کھایا؟دوں آپ کو؟"میشا نے جواب دیتے ان سے کھانے کے متعلق پوچھا تھا۔۔

"نہیں مجھے بھابھی نے بھجوا دیا تھا میں تو کھا چکا ہوں اور دوا بھی لے چکا ہوں۔۔اب تم دونوں بھی سو جاؤ۔۔۔"پاس بیٹھی ماہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ محبت سے بولے تھے۔۔

ماہ آج خلاف معمول خاموش بیٹھی شریف صاحب کی کسی "اہم بات" پر اٹک کر رہ گئی تھی۔۔۔

(شریف صاحب ان کے دور کے رشتہ دار تھے۔۔)

"ایسی بھی کیا بات جو صرف گھر پر ہی آ کر کرنا چاہتے ہیں شریف انکل!" ماہ اسی بات کو سوچتے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا چکی تھی کہ کل ہی کالج میں راحمہ سے ڈسکس کرے گی۔۔۔

☆☆☆☆☆

دوستی

دوستی اک پھول ہے

اس کی

خوشبو کو پاس رکھنا

جو آ جائیں دوریاں

ملنے کی تم آس رکھنا

آنکھیں مسکراتی رہیں گی

www.novelsclubb.com

دل تھوڑا اداس رکھنا

دوستی اک سمندر ہے

ہمیشہ اس کی پیاس رکھنا

☆☆☆☆☆

یہ تقریباً طلوع آفتاب کا وقت تھا۔۔آسمان پر اب بھی ہلکی ہلکی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔۔

سڑکوں پر اکادکا لوگ نظر آرہے تھے۔۔اس وقت کچھ لوگ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھے تو کچھ نیند کی وادیوں میں غرق تھے۔۔تمام چرند پرند بھی رب کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد رزق کی تلاش کے لیے نکل چکے تھے۔۔اور انسان بھی حلال رزق کمانے کی غرض سے اپنے اپنے کاموں کے لیے نکل چکے تھے۔۔کچھ کو پیسہ جمع کرنے کی ہوس تھی تو کچھ غریبوں کی مدد کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے تھے۔۔کچھ صرف دولت کو ہی اپنا سب کچھ سمجھتے تھے تو کچھ اس بات سے واقف تھے کہ دولت محض ضروریات پوری کرنے کا ذریعہ ہے اور کچھ نہیں۔۔۔

"آسمانوں پر اڑتے پنچھی

دیکھ تو سہی کیا کرتے ہیں

نہ وہ کرتے ہیں رزق ذخیرہ

نہ وہ بھوکے مرتے ہیں

انسان ہی کرتا ہے رزق ذخیرہ

اور انسان ہی بھوکا مرتا ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

ایسے میں وہ بھی بلیک اوریلو ٹریک سوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ جبکہ پیر سفید جو گرز میں مقید تھے۔۔ چہرے پر معمول کے مطابق سنجیدگی رقم تھی۔۔ ناجانے وہ اتنا سنجیدہ کیوں رہتا تھا۔۔ یاشاید کچھ ایسا تھا جس نے اس سے اس کی ساری معصومیت اور شوخ پن چھین سالیا تھا۔۔۔

"کبھی کبھی کوئی ایسا اپنا بھی ہوتا ہے جو آپ سے آپ کا سب کچھ چھین کر آپ کو کنگال کر دیتا ہے۔۔ ضروری نہیں کہ پیسہ نہ ہونے سے ہی آپ غریب ہو جائیں۔۔ کبھی کبھی کوئی ایسی چیز جو آپ کے لیے بہت قیمتی ہو جس کے بغیر آپ نے جینے کا تصور بھی نہ کیا ہو۔۔ وہ چھن جائے تو پھر بھی آپ غریب ہی ہو کر رہ جاتے ہیں۔۔۔"

اس نے شیشے کے سامنے کھڑے ہی اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے اپنی پانی کی بوتل اٹھائی تھی اور ویسے ہی لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے روم کا دروازہ عبور کرتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔

"گڈ مارننگ برو!!! کیسے ہو؟؟؟" جس پل وہ کمرے سے نکلا اسی لمحے واثق انصاری بھی اپنے کمرے سے ٹریک سوٹ پہنے نکلا تھا۔۔ وہ دونوں اس وقت جاگنگ پر جانے کو تیار کھڑے تھے۔۔۔ دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں ڈالے واثق نے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ اسے پکارا تھا۔۔

"گڈ مارننگ!!!" ہاتھ اوپر کو اٹھاتے اس نے واثق کو مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔

"کیاہو گیا؟ صبح صبح اتنے سڑے ہوئے موڈ میں کیوں ہو؟؟اور میں نے کچھ اور بھی پوچھا ہے اس کا جواب بھی نہیں دیا تم نے؟؟؟"چند قدم کا فاصلہ عبور کرتے وہ اس کے روبرو آ کھڑا ہوا تھا۔۔اور جانچتی نظروں سے اس کو دیکھتے جواب طلب کر رہا تھا۔۔۔

"مجھے کیا ہونا ہے بلکل ٹھیک ہوں!!اور حال تو ماشاءاللہ سے تم روزانہ میرا ایسے پوچھتے ہو جیسے میں کسی دوسرے ملک سے آیا ہوتا ہوں۔۔سارا دن تو ساتھ ہوتے ہیں۔۔۔"اب وہ دونوں ساتھ ساتھ سیڑھیاں بھی اتر رہے تھے۔۔۔

"بندہ مروتاً ہی پوچھ لیتا ہے یار!!اور میں نے بھی ویسے ہی پوچھ لیا۔۔اور تمہیں چاہیے تھا جواب میں مجھ سے بھی میرا حال پوچھتے لیکن تمہیں کسی کا دل رکھنا کہاں آتا ہے۔۔دل رکھنے کے ہنر سے ہر انسان واقف نہیں ہوا کرتا۔۔۔صبر رکھو واثق انصاری جیسا بھائی ملا ہے اب اسی سے ہی گزارہ کرو۔۔اور تم کر بھی کیا سکتے ہو۔۔۔"واثق اسے سناتے ساتھ خود کو تسلی بھی دے رہا تھا۔۔اور آخری سیڑھی اترتے طلال اسے خونخوار نظروں سے گھورنے میں مصروف تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اوکے اوکے ٹھیک ہے نہ پوچھو حال چال لیکن ایسے غصیلی نظروں سے تو نہ دیکھو۔۔۔ معصوم سا بچہ ہوں ڈر جاتا ہوں۔۔"مسکراتے واثق نے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھاتے کہا تھا۔۔ جبکہ طلال دل ہی دل میں مسکرایا ضرور تھا۔۔

"کیونکہ واثق جتنا مرضی اوور ہو جائے اس کے ڈرنے کے لیے طلال کی یہ نظریں ہی کافی ہوتی تھیں۔۔۔"کچن میں چولہے کے پاس کھڑی رفعت انصاری نے مسکراتے زیر لب ماشاءاللہ کہا تھا۔۔

"خوبصورتی کی انتہاد یکھی!!!

جب مسکراتے ہوئے میں نے اپنی ماں دیکھی۔۔"

چائے کپ میں انڈیلتے اب وہ ان دونوں کے قریب آرہی تھیں۔۔۔ان کے دونوں بیٹے یکسر ایک دوسرے سے مختلف تھے۔۔

"ایک سورج تھا تو دوسرا چاند!!!ایک سورج کی طرح بہت جلدی تپ جانے والوں میں سے تھا تو دوسرا بلکل چاند کی طرح تھا۔۔انتہائی دھیمے مزاج کا۔۔ایک سنجیدہ مزاج تھا تو دوسرا شوخ مزاج کا تھا۔۔لیکن وہ دونوں انہیں حد سے زیادہ عزیز تھے۔۔اولاد تو سب کو ہی عزیز ہوتی ہے نا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"موم آپ خود کیوں چائے بناتی ہیں؟؟کسی ملازم سے کہہ دینا تھا وہ بنا دیتے۔۔۔"

"صبح سویرے کسی کو کیا تنگ کرنا طلال!!!اللہ پاک نے مجھے بھی تو اب تک صحت عطا کی ہوئی ہے تو میں اپنے چھوٹے موٹے کام تو کر ہی سکتی ہوں نا۔۔۔"طلال کو جواب دیتیں اب وہ کپ ہاتھ میں پکڑے ہی آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر ان دونوں کے چہروں پر پھونک مار

رہی تھیں۔۔طلال اور واثق نے مسکراتے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔انہیں اپنی ماں کی یہ ادا بہت پسند تھی۔۔۔

طلال نے آگے بڑھتے انہیں ایک طرف سے گلے لگایا تھا اور ساتھ ان کے ماتھے پر بوسہ بھی دیا تھا۔۔۔

"I LOVE YOU MOM!!!"

وہ نہایت ہی محبت سے بولا تھا۔۔۔

"I LOVE YOU TOO MOM!!!"

واثق نے بھی فوراً سے طلال کی طرح انہیں دوسری طرف سے گلے لگاتے کہا تھا۔۔اور ان کے ماتھے پر بوسہ بھی دیا تھا۔۔۔

"یہ کیا ہر بار میری کاپی کرتے رہتے ہو؟؟"

"یار وہ میری بھی موم ہیں۔۔اب کیا محبت کا اظہار صرف تم ہی کر سکتے ہو؟؟؟"

"ہاں تو میرے اسٹائل میں کرنے کی کیا ضرورت تھی اپنے اسٹائل میں کرنا تھا نا۔۔۔"

"اچھا تم ہی بتا دو کہ محبت کا اظہار اور کس طرح کیا جاتا ہے؟؟؟"

"بس کرو تم دونوں کیسے بچوں کی طرح لڑتے ہو؟؟؟ جاؤ جہاں جا رہے تھے وقت نکلا جا رہا ہے۔۔۔"

ابھی طلال مزید کچھ کہتا کہ ان دونوں کی بحث پر فل اسٹاپ ان کی موم نے لگوایا تھا۔۔۔

اپنی موم کو لے کر وہ دونوں ایسے ہی تو تھے۔۔ طلال اس معاملے میں ذرا زیادہ حساس تھا۔۔ ناجانے کیا وجہ تھی جو وہ ماں کی قربت میں اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔۔ لیکن وہ واثق کی بھی ماں تھیں۔۔ مجبوراً اسے واثق کو بھی برداشت کرنا ہی پڑتا تھا۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے ہم چلتے ہیں آپ آرام سے بیٹھ کر چائے پیئیں پھر ہم آجائیں گے تو مل کر ناشتہ کریں گے۔۔۔" طلال انہیں کہتا باہر کی جانب قدم بڑھا چکا تھا اور ساتھ ہاتھ کے اشارے سے واثق کو بلانا بھی نہیں بھولا تھا۔۔۔

رفعت انصاری بھی مسکراتے نفی میں سر جھٹکتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ چکی تھیں۔۔۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

امان ملک اور نایاب بیگم ناشتہ کرنے میں مصروف تھے جب رومان بھی فریش سا وہاں آیا تھا۔۔۔

"خیر تو ہے آج سورج کہاں سے نکلا ہے؟ میں نے تو ابھی تک کسی کو جگانے کیلئے بھی نہیں بھیجا پھر بھی تم جاگ گئے۔۔آج تو کمال ہی ہو گیا۔۔۔"امان ملک نے اس کے جلد اٹھ جانے پر شدید حیرت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

"سورج تو اپنی جگہ سے ہی نکلا ہے لیکن رومان ملک آج اپنے مورچے سے ذرا جلدی نکل آیا ہے۔۔ویسے ماما آپ دیکھ رہی ہیں نا اپنے شوہر کو۔۔۔جلدی جاگوں تو بھی مسئلہ نہ جاگوں تو بھی مسئلہ۔۔۔آخر آپ ہی بتائیں میں کہاں جاؤں؟؟؟"کرسی کھینچ کر بیٹھتے وہ فل ڈرامائی انداز میں بولا تھا۔۔۔

"ہاں جی ٹھیک تو کہہ رہا ہے رومان۔۔میرے بیٹے سے تو آپ کو ہر وقت شکایت ہی رہتی ہے۔۔اچھا چھوڑو یہ باتیں میں تمہارے لیے گرما گرم پراٹھا لاتی ہوں۔۔۔"نایاب بیگم شوہر کو شکایتی نظروں سے دیکھتی کچن کی جانب چل دی تھیں۔۔۔

"ویسے بابا آج آپ کی لاڈلی بیٹی نظر نہیں آ رہی۔۔۔آج میری سستی کا اثر اس پر تو نہیں ہو گیا؟؟؟"کہنی میز پر ٹکائے ہتھیلی پر چہرے گرائے وہ باپ سے دوستانہ انداز میں مخاطب ہوا تھا۔۔۔

"نہیں تمہاری سستی کا اثر میری بیٹی پر کبھی نہیں ہو سکتا۔۔فجر کی نماز کے وقت تو جاگ رہی تھی شاید کوئی کام کر رہی ہو گی۔۔اور تم اب بھی تو جاگ ہی گئے ہو تو ذرا ایک دو گھنٹے پہلے

جاگ جاتے۔۔آخر کب تم اپنی سستی کو خیر باد کہتے نماز کو ترجیح دو گے رومان؟؟؟ باتیں تم سے جتنی مرضی کروالو لیکن مجال ہے جو صبح سویرے نماز کے وقت تمہیں کوئی جگا سکے۔۔۔" امان ملک کو واقعی پریشانی ہوتی تھی کہ وہ نماز کو لے کر اتنا غافل کیوں تھا۔۔اور رومان نے ان سے نظریں چرائی تھیں۔۔اتنی دیر میں اس کا ناشتہ بھی تیار ہو چکا تھا اور نایاب بیگم بھی اس کے پاس آ بیٹھی تھیں۔۔

"بابا کوشش کرو نگا ان شاءاللہ۔۔۔بس پتہ نہیں آنکھ ہی نہیں کھل پاتی اس وقت۔۔۔" ٹیبل پر انگلی پھیرتا ناجانے وہ کون سے نقش و نگار بنانے میں مصروف تھا شرمندگی چہرے سے عیاں تھی۔۔۔ایسا نہیں تھا کہ وہ کوشش نہیں کرتا تھا لیکن نماز ادا بھی نہیں کر پاتا تھا۔۔۔

"میں باقی باتوں میں تمہیں جسٹیفائی کرتی ہوں رومان لیکن نماز کے معاملے میں تمہارے بابا کی کہی باتیں بلکل درست ہیں۔۔کوشش کرو اپنے دن کا آغاز اس پاک رب کے نام سے کرو۔۔یقین مانوں سستی تمہیں چھو کر بھی نہیں گزرے گی۔۔تمہارا سارا دن بہت فریش اور مطمئن گزرے گا۔۔۔" نایاب بیگم اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بہت نرمی سے اسے سمجھا رہی تھیں۔۔

"وہ کوئی چھوٹا بچہ نہیں تھا جسے نماز کی اہمیت کا علم نہ ہو اور نہ ہی وہ اس چیز سے بے خبر تھا کہ نماز کے چھوڑنے کے کیا نقصانات ہیں لیکن کبھی کبھی آپ پر سستی کا ایسا لبادہ چڑھ جاتا ہے کہ

چاہتے ہوئے بھی آپ کی آنکھ نہیں کھل پاتی کیونکہ ہم نے اپنے نفس کو خود پر حاوی کیا ہوتا ہے۔۔۔لیکن مزہ تو تب ہے نا کہ ہم نفس کے نہیں بلکہ نفس ہمارا غلام بن جائے۔۔۔"

"ہاں ماما پوری کوشش کرونگا کہ نماز کی پابندی کو اپنی زندگی کا سب سے اہم اصول بنالوں۔۔"

"ان شاءاللہ اور جلدی سے ناشتہ کرلو ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔میں ذرا راحمہ کو دیکھ آؤں۔۔اللہ خیر کرے یہ لڑکی اتنی دیر کرتی تو نہیں ہے۔۔پتہ نہیں آج کہاں رہ گئی۔۔"ابھی وہ کرسی سے اٹھتیں کہ اس سے پہلے ہی راحمہ اپنے کمرے سے نکلتی نظر آئی تھی۔۔۔

وہ اس وقت کالج جانے کیلئے بلکل تیار کھڑی تھی۔۔یونیفارم پہنے بالوں کو پونی میں قید کیا گیا تھا۔۔جبکہ ڈوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔۔باہر نکلتے اس نے مسکراتے سب کو دیکھا تھا اور بنا کچھ کہے کیبنٹ سے اپنا کپ نکال کر اس میں کافی نکالتے پھینٹنے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

رومان نے آنکھیں مسل کر پھر سے بغور اسے دیکھا تھا۔۔جیسے کہہ رہا ہو کہ یہ راحمہ ہی تھی نا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"حمہ کیا ہو گیا؟؟؟خیر تو ہے؟؟؟دماغ کیا کمرے میں چھوڑ کر آئی ہو؟؟؟ویسے تو آتے ہی سلام کرتی ہو تو اب کیا ہو گیا؟؟؟یاداشت کہیں چلی تو نہیں گئی؟؟؟"اپنا ناشتہ بھولے رومان اسے دیکھنے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔اپنے ازلی لہجے میں وہ اس سے سوالات کر رہا تھا لیکن راحمہ نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

"اوحمہ خیر تو ہے؟؟؟کچھ بولو تو سہی۔۔کہیں بہری وہری تو نہیں ہو گئی؟؟؟"

"اونہوں۔۔۔"کافی پھینٹتے اب وہ چولہے پر دودھ گرم کرنا رکھ رہی تھی۔۔جبکہ رومان کو مختصر سا جواب دیا گیا تھا۔۔آج اس کو دیکھتے امان ملک اور نایاب بیگم بھی پریشان سے تھے کیونکہ راحمہ کا باقی چیزوں کے بنا تو گزارا ہو سکتا تھا لیکن بولے بنا نہیں۔۔۔تو ان کی پریشانی بجا تھی۔۔۔سب کی نظریں خود پر وہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی لیکن انجان بنتے اپنے کام میں مصروف رہی تھی۔۔۔

"بہری نہیں ہوئی تو کیا گونگی ہو گئی ہو کیا؟؟؟"رومان اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔۔اور راحمہ نے آنکھیں بڑی کرتے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"رکیں میں چیک کرتا ہوں کہیں لڑکی کی طبیعت وغیرہ تو خراب نہیں ہے۔۔۔"رومان اب کرسی چھوڑتے اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔۔

"دیکھاؤ بخار تو نہیں۔۔۔"ابھی وہ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتا کہ وہ ایک دم سے اس کی طرف پیٹھ کر گئی تھی۔۔

"کیا ہو گیا ہے یار دیکھاؤ مجھے۔۔۔بھاگ تو ایسے رہی ہو مجھ سے جیسے میری کوئی قیمتی چیز چرا لی ہو؟؟؟"جلدی جلدی کافی بناتے اب وہ اپنی کافی کا کپ اٹھاتے بھاگنے کی تیاری میں تھی جب

رومان نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔۔۔اور جلدی سے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا جو واقعی بخار میں تپ رہا تھا۔۔۔

"اف خدایا ماما اسے تو سچ میں بہت تیز بخار ہے۔۔"رومان نے اونچی آواز میں اپنی ماما کو بتایا تھا۔۔۔

"بخار کیوں ہو گیا!!!اوہ ہاں مجھے تو کل کے کھائے گول گپوں اور آئس کریم کا اثر لگتا ہے۔۔۔ اور ماما اس نے تو کھائے بھی فل چٹکھارے والے تھے۔۔اور مجھے تو لگتا ہے اس کی آواز بھی خراب ہو گئی ہے جو گلے سے آواز ہی نہیں نکل رہی۔۔۔"رومان سینے پر ہاتھ باندھے اپنی رائے اور اس کے کارنامے بتا رہا تھا اور وہ سر جھکائے کپ کے کنارے پر انگلی پھیر رہی تھی۔۔ اس کے پاس سے ہٹتے وہ اپنے بابا کے ساتھ جا بیٹھی تھی۔۔۔

"تم نے انہیں گول گپے کھلائے ہی کیوں رومان!!!موسم کی تبدیلی بھی ہو رہی ہے۔۔اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔۔اور بخار بھی کافی تیز ہے۔۔۔۔"امان ملک نے اپنی بیٹی کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔

"102 پر ٹمپریچر ہے۔۔اور یہ بنا کچھ بتائے کالج کے لیے تیار بھی ہو چکی ہے۔۔۔جا کر چینج کرو میں تمہارے لیے چائے بسکٹس لاتی ہوں پھر ڈاکٹر کو جا کر چیک کروا آئیں گے۔۔۔" نایاب بیگم نے تھرمامیٹر سے بخار چیک کرتے کہا تھا۔۔وہ سخت خفا نظر آتی تھیں۔۔۔انہیں

سکول بھی جانا تھا کیونکہ بچوں کے ایگزامز چل رہے تھے اور اوپر سے راحمہ کی طبیعت بھی خراب تھی وہ تو پریشان ہی ہو چکی تھیں۔۔۔

"قسم سے بچے بڑے ہو گئے لیکن عقل نہیں آئی ان کو۔۔۔ جانتے بوجھتے اپنی صحت خراب کر کے ماں باپ کو پریشان کرتے ہیں۔۔۔اور تم انہیں منع نہیں کر سکتے تھے؟؟؟"نایاب بیگم نے افسوس سے سر جھٹکتے ساتھ رومان کو بھی ڈپٹا تھا۔۔راحمہ نے نظریں اٹھا کر اپنے بابا کو دیکھا تھا جنہوں نے آنکھوں سے اسے تسلی دی تھی۔۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی کمرے میں جا چکی تھی۔۔۔

"ماما وہ کیا چار پانچ سال کی بچیاں ہیں جنہیں بھی بہلا پھسلا کر روک لیتا!!! دونوں سر پر سوار ہو جاتی ہیں اور میں نے انہیں منع بھی کیا تھا لیکن رومان ملک کی بات نہ مان کر انہوں نے اپنا نقصان خود ہی کیا ہے۔۔ پتہ نہیں ماہ کا کیا حال ہو گا۔۔۔اور میرا ناشتہ بھی ٹھنڈا ہو گیا اور بھوک بھی مر گئی میری تو۔۔۔"واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھتے اس نے سر جھٹکتے کہا تھا۔۔۔بہن کی فکر بھی ہو رہی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اب میرے لیے تو پریشانی بن گئی نا۔۔۔ سکول میں بھی مجھے اسی کی فکر لگی رہے گی۔۔اور آپ دونوں میں سے ایک آج آفس نہ جائے۔۔۔ میں سکول سے آ جاؤں تو پھر چلے جایئے گا۔۔میں بھی سکول میں انفارم کر دیتی ہوں کہ آج مجھے آنے میں دیر ہو جائے گی۔۔۔"ٹرے

میں راحمہ کے لیے چائے بسکٹس اور میڈیسن رکھتے وہ پریشانی سے ان دونوں سے مخاطب ہوئی تھیں۔۔۔

"ہاں میں چلا جاتا ہوں رومان آپ دونوں کو ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا۔۔اور ماں کے آنے تک بہن کے پاس ہی رکنا پھر آفس آجانا۔۔۔میں نکلتا ہوں پھر۔۔۔"امان ملک نے حل پیش کرتے کہا تھا۔۔جس پر رومان نے ہامی بھرتے اثبات میں سر ہلایا تھا اور نایاب بیگم نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔

"اوکے بابا اللہ حافظ۔۔خیال سے جایئے گا۔۔۔"

"اللہ حافظ۔۔اور اب دوبارہ نیند پوری کرنے کی غرض سے سومت جانا۔۔۔دوائی بھی دلوا دینا اور بہن کا خیال بھی رکھنا۔۔"سختی سے تاکید کی گئی تھی۔۔۔

"استغفر اللہ اب میں ایسا لگتا ہوں آپ کو کہ بہن بخار میں تپ رہی ہو اور میں اپنی نیند پوری کرونگا۔۔۔فکر نہ کریں بہت اچھے سے سنبھالوں گا میں آپ کی لاڈلی بیٹی کو۔۔۔اور آپ کی بیٹی کے ساتھ ساتھ وہ میری بہن بھی ہے۔۔۔"ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ ایک عزم سے بولا تھا۔۔۔

"تمہارا پتہ بھی نہیں لگنا۔۔خیر امید کرتا ہوں سب ٹھیک ہی ہو۔۔" کہتے وہ گاڑی کی چابی اٹھاتے جا چکے تھے۔۔۔جبکہ رومان نے اپنے قدم راحمہ کے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔

☆☆☆☆☆

"کیا ہو گیا ہے ماہ!!!رات سے دیکھ رہی ہوں تم کچھ بے چین سی لگ رہی ہو۔۔اور آج تو نہ تم رات کو ٹھیک سے سوئی ہو اور نہ فجر پڑھ کے سوئی ہو۔۔۔آخر ایسی بھی کیا بات ہو گئی کہ جس نے محالہ ملک کی نیندیں ہی اڑا دی ہیں۔۔۔"فجر کے بعد سے ہی ماہ ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی اور کچھ دیر ٹہلنے کے بعد بیڈ پر جا بیٹھتی تھی۔۔اور میشا جو کب سے اس کی یہ کارروائی دیکھ رہی تھی اب پوچھے بنا نہیں رہ پائی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں شاہ۔۔۔پتہ نہیں کیوں لیکن بے چینی سی ہو رہی ہے۔۔اچھا باقی باتیں چھوڑیں یہ بتائیں کہ شریف انکل ہمارے گھر کیا کرنے آرہے ہیں؟؟؟"میشا جو کہ کمرے کی چیزیں سمیٹنے میں مصروف تھی اسے بھی پکڑ کر بیڈ پر بیٹھاتے محالہ نے اس کا ہاتھ تھامتے سوال کیا تھا۔۔۔

"کیا مطلب!!!تم اس وجہ سے پریشان ہو کہ شریف انکل ہمارے گھر کیوں آرہے ہیں؟؟؟"میشا نے آنکھیں چھوٹی کرتے اس کے چہرے پر کچھ کھوجنا چاہا تھا۔۔۔یہ واقعی حیرت کی بات تھی کہ وہ اتنی سی بات کو لے کر رات سے پریشان تھی۔۔۔

"افوہ شاہ آپ بھی نہ سمجھتی نہیں ہیں۔۔بہت ہی سیدھی ہیں آپ قسم سے۔۔۔اور وہ انکل اتنے مین ہیں نا کہ کیا بتاؤں۔۔۔اب آپ ہی بتائیں بنا مطلب وہ ہمارے گھر پہلے تو کبھی نہ آئے تو اب ایسی کیا بات ہو گئی کہ وہ اسپیشلی یہاں آکر ہمارے گھر کو شرف بخش رہے ہیں۔وہ بھی اپنی پوری فیملی کے ساتھ!!!"ماہ کو اپنی بہن کی سادگی پر اس پل انتہائی افسوس ہوا تھا۔۔۔ہاتھ نچا نچا کر وہ اسے دہائیاں دے رہی تھی۔۔

"ہر بات کو نیگیٹیو وے میں مت لے جایا کر وماہ۔۔وہ بابا کے دوست ہیں۔۔ان کے کولیگ ہیں اور اگر وہ اپنے دوست کے گھر آنا چاہ رہے ہیں تو اس میں مجھے تو کوئی برائی نظر نہیں آ رہی۔۔۔اور وہ مین ہیں تو کیا ہوا۔۔۔اگر برے لوگوں کے ساتھ ہم لوگ بھی یہ سوچ کر برا رویہ رکھ لیں کہ وہ ایسا کرتے ہیں تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے تو اس طرح تو اچھے لوگ دنیا سے ناپید ہی نہ ہو جائیں۔۔۔تم بھی فکر چھوڑو اور کالج جانے کی تیاری پکڑو۔۔ناشتہ میں تمہارا بنا چکی ہوں کر کے جانا۔۔۔میں ذرا بابا کو دیکھ لوں۔۔۔"میشا نے ماہ کو تفصیلاً سمجھاتے کہا تھا اور کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

"میں بھی پتہ لگا کر رہوں گی کہ آخر یہ لوگ آ کیوں رہے ہیں۔۔۔"ماہ پر میشا کی باتوں کا ایک فیصد بھی اثر نہیں ہوا تھا۔۔اپنی دماغ کے گھوڑے دوڑاتی وہ کالج جانے کے لیے تیار ہونے چل دی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"بس ماما اور نہیں کھایا جا رہا۔۔۔گلے میں بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔"چائے کے ساتھ ایک بسکٹ لینے کے بعد اب وہ اور کھانے سے منع کر رہی تھی۔۔۔گلے سے آواز بمشکل ہی نکل رہی تھی۔۔۔

"ہاں تو کس نے کہا تھا کہ گول گپوں کے مزے لو۔۔درد تو ہونا ہی ہے۔۔۔یہ چائے پی لو کچھ سکون ملے گا اس کے بعد میں تمہیں بام لگا دونگی۔۔۔ڈاکٹر سے اپوانٹمنٹ لے لی ہے میں نے۔۔ٹائم ہوتے ہی چلے جائیں گے۔۔۔"چائے کا کپ اسے پکڑاتے وہ اس کو ڈاکٹر کے متعلق بتا رہی تھیں۔۔۔

"وہ تو ٹھیک ہے ماما لیکن میں اپنی یہ کافی پی لونگی نا اس سے بھی آرام ملے گا۔۔۔"وہ بہت ہی آہستہ آواز میں بولی تھی کہ کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائیں۔۔۔

"آگ لگے تمہاری اس کافی کو چپ کر کے چائے پیو اور گلے کو آرام دو اب تمہاری آواز نہ سنو میں۔۔۔"ایک تو وہ پہلے ہی پریشان تھیں اوپر سے راحمہ ملک کے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔۔۔

"ماما آگ پر ہی تو بنائی ہے اس کو آگ کیسے لگے گی؟؟؟"رومان ملک نے انٹری مارتے ایک نیا شگوفہ چھوڑا تھا۔۔۔جبکہ راحمہ اب بلکل خاموشی سے بد دل ہو کر چائے پی رہی تھی۔۔۔کیونکہ اسے چائے بلکل بھی پسند نہیں تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"شٹ اپ رومان۔۔۔میرے پاس ان فضولیات کو سننے کے لیے بلکل بھی وقت اور ہمت نہیں ہے۔۔۔"

"اچھانامااس کا غصہ مجھ پر تو نہ نکالیں۔۔اور یہ راحمہ کی بنی کافی میں پی لیتا ہوں۔۔۔"سائیڈ ٹیبل سے کافی کا مگ اٹھاتے وہ صوفے پر بیٹھتے بولا تھا۔۔بے عزتی کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

"لیکن آپ کو تو کافی پسند نہیں ہے نا۔۔۔"اپنی کافی اس کے ہاتھ جاتی دیکھ وہ جلدی سے بولی تھی۔۔۔

"پسند تو نہیں ہے لیکن رزق کو ضائع بھی نہیں کرنا چاہیے نا۔۔۔میں زبردستی پی لونگا تم ٹینشن نہ لو۔۔اب اپنی بہن کی محنت میں ایسے تو برباد نہیں کر سکتا نا۔۔۔"ہنسی ضبط کرتا وہ نہایت سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

"اوکے۔۔۔"وہ فقط اتنا ہی بول پائی تھی۔۔۔

"چلیں حمہ۔۔۔آج تو تم مجھے بلانے بھی نہیں آئی۔۔۔کالج نہیں جانا کی۔۔۔۔۔۔۔۔"محالہ باہر سے ہی آوازیں لگاتی اندر حمہ کے کمرے میں داخل ہوئی تھی اور اندر کا منظر دیکھتے اس کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی۔۔۔

"ماشاءاللہ آپ تو بلکل ٹھیک ہیں۔۔۔دیکھو حمہ تمہاری دوست تو بلکل ٹھیک گھوم رہی ہے۔۔۔بلکہ کالج جانے کے لیے تیار کھڑی ہے۔۔اور ایک تم ہو کہ ذرا سے گول گپے کھائے نہیں اور بستر سے لگ کر بیٹھ گئی۔۔۔"رومان ملک اور کسی بات میں محالہ کو چھوڑ دے ممکن ہی نہیں تھا۔۔۔

"آئے ہائے نظر تو نہ لگائیں یار۔۔۔حمہ تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔۔چہرہ بھی سرخ ہو رہا ہے۔۔۔تم نے دوائی لی؟؟؟"رومان کو جواب دیتی وہ راحمہ کے سر پر پہنچ چکی تھی۔۔۔اس کا حال دیکھتے وہ تو رونے والی ہو چکی تھی۔۔۔

"دوائی ابھی لینے جانا ہے بیٹا۔۔۔گھر جو پڑی تھی فلحال وہی دی ہے۔۔تمہیں رومان چھوڑ آتا ہے راحمہ کی فکر نہ کر واس کے پاس میں ہوں۔۔۔"نایاب بیگم نے بہت محبت سے اسے جواب دیا تھا۔۔۔

"نہیں آنٹی میں حمہ کے پاس ہی ہوں۔۔آپ نے تو سکول بھی جانا ہو گا نا۔۔۔اور ویسے بھی حمہ کے بغیر تو مزہ بھی نہیں آئے گا میں تو بور ہی ہو جاؤں گی۔۔۔"حمہ کو گلے لگاتے وہ روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اور تم کیا چپ کا روزہ رکھے بیٹھی ہو؟؟؟ میں اتنی پریشان ہوں اور تم مجھے کوئی ریسپانس ہی نہیں دے رہی۔۔۔"راحمہ کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ مصنوعی خفگی سے بولی تھی۔۔۔

"او لیلی مجنوں کی اولاد۔۔۔چپ کر کے چلو میں تمہیں کالج چھوڑ کر آؤں۔۔۔اس کے پاس بیٹھ کے بھی تم نے بور ہی ہو جانا ہے۔۔۔ گونگی فلم بنی بیٹھی ہے۔۔۔اور رہی سہی کسر ماما نے اسے نہ بولنے کی دھمکی دے کر پوری کر دی ہے۔۔۔"

"کیا مطلب؟؟؟"ماہ نے ناسمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔

"مطلب یہ کہ اس کا گلہ بھی خراب ہے۔۔۔اور ماما کے آنے تک میں ہوں حمہ کے پاس۔۔تو تم چلو کالج شاباش۔۔"اسے زبردستی اٹھاتے وہ ساتھ لے جا رہا تھا۔۔۔

"ارے رومی بھائی خیر ہے ہم اشاروں میں باتیں کر لیں گے۔۔۔مجھے حمہ کے بنا نہیں جانا نا۔۔۔"حمہ کے بنا کالج جانے کا مطلب تھا سارا دن اکیلے اور بور گزارنا۔۔جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"واپس آ کر کرنا چلو گڈ گرل مڈ ٹرمز ہونے والے ہیں۔۔۔دوستی کے ساتھ ساتھ پڑھائی بھی ضروری ہوتی ہے۔۔۔"

"اچھا نا میں اسے خدا حافظ تو کر آؤں۔۔۔"اس سے ہاتھ چھڑواتی وہ دوبارہ حمہ کے پاس بھاگی تھی۔۔۔

"حمہ میں جا رہی ہو۔۔۔ جلدی واپس بھی آجاؤں گی تب تک کے لیے تم اپنا خیال رکھنا۔۔۔ تم جانتی ہو نا میں تمہارے معاملے میں کتنی پوزیسیو ہوں۔۔۔ دوائی بھی وقت پر لینا اور انجیکشن کی ضرورت پڑے نا تو وہ بھی لگوا لینا۔۔۔ ٹھیک ہے نا۔۔۔"اس کا حمہ کو چھوڑ کر جانے کا دل ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔ اپنی تسلی کے لیے وہ اسے ایک ایک بات کی تاکید کر رہی تھی۔۔۔ اس کی فکر دیکھتے نایاب بیگم کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے ماہ میں اپنا اچھے سے خیال رکھوں گی۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ پہلا لیکچر بھی ہوتا ہے ہمارا لیٹ ہو گئی تو سر ڈانٹیں گے۔۔۔"حمہ نے مسکراتے اس کی فکر پر دل سے اس کے ہونے پر شکر ادا کیا تھا۔۔۔

"پکا نا؟؟؟ تم اپنا خیال رکھوں گی نا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں ہاں پکا اب جاؤ بھیا تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔"

"ماہ تم صرف کالج جا رہی ہو وہ بھی چند گھنٹوں کے لیے۔۔۔ اور نصیحتیں ایسے کر رہی ہو جیسے تم کئی ماہ کے لیے اسے چھوڑ کر جا رہی ہو۔۔۔ چلو بھی۔۔۔ یقین مانو ویلا بلکل نہیں ہوں میں۔۔۔ ہزار کام ہیں مجھے۔۔۔"رومان کی برداشت سے یہ سب اب باہر ہو رہا تھا۔۔۔

"اچھا نا چل رہی ہوں۔۔۔ہر بار طعنہ دینا ضروری نہیں ہوتا۔۔۔"اس کے ساتھ بلآخر وہ چلی ہی گئی تھی۔۔۔حمہ کی حالت دیکھتے جو بات اسے شیئر کرنی تھی وہ تو اسے بلکل ہی بھول گئی تھی۔۔۔

"اللہ تم دونوں کی دوستی کو ہمیشہ سلامت رکھے راحمہ۔۔۔بہت فکر کرتی ہے تمہاری۔۔۔" نایاب بیگم نے دل سے ان دونوں کو دعا دی تھی۔۔۔

"آمین۔۔۔"راحمہ نے جواباً کہا تھا۔۔۔اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

"آسمان سے توڑ کر اک ستارہ دیا ہے

عالم تنہائی میں اک شرارا دیا ہے

میرے قسمت بھی ناز کرتی ہے مجھ پہ

خدا نے دوست ہی اتنا پیارا دیا ہے۔۔۔"

☆☆☆☆☆

وہ اس وقت بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔۔بائیں ہاتھ کی کلائی میں حسب عادت گھڑی پہنی ہوئی تھی۔۔اور بالوں کو جیل سے نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔ناشتہ وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔۔۔لیپ ٹاپ بیگ اٹھائے اپنی گلاسز پہنتا وہ داخلی دروازہ عبور کر گیا تھا۔۔۔ڈرائیور

نے اس کے آنے سے پہلے ہی گاڑی کا گیٹ کھول رکھا تھا۔۔۔اس کے آتے ہی ڈرائیور نے مودبانہ انداز میں جھکتے اسے سلام کیا تھا جس کا اس نے زیر لب جواب دیا تھا۔۔۔اس کے بیٹھتے ہی گاڑی زن سے مین گیٹ عبور کر گئی تھی۔۔۔

20منٹ کا راستہ عبور کرتے وہ آفس پہنچ چکا تھا۔۔۔ڈرائیور نے جلدی سے اس کے لیے گیٹ کھولا تھا جسے اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ناجانے اس کے ملازم اس سے اتنا ڈرتے کیوں تھے۔۔۔اس نے تو کبھی نہیں کہا تھا کہ اس کے لیے دروازہ کھولا جائے۔۔اسے یہ سب پروٹوکول پسند بھی نہیں تھا لیکن اس کے چہرے کی سنجیدگی انہیں خوفزدہ کر دیتی تھی۔۔۔

باہر نکلتے اس نے سر عت سے سر اٹھا کر اپنی محنت سے تیار کردہ اس عمارت کو دیکھا تھا۔۔۔

The Ansari Industries...

وہ عمارت پوری شان و شوکت سے سر اٹھائے کھڑی تھی۔۔۔اس کی موجودگی ہی اس بات کا سب سے بڑا ثبوت تھی کہ اس کو کتنی محنت سے بنایا گیا ہو گا۔۔۔اسے آج بھی یاد تھا کہ اس نے اس کو بنانے میں دن رات ایک کیا تھا۔۔اپنے دادا کے وقت کی بنائی گئی یہ کمپنی جو اس کے باپ نے اپنی عیاشیوں میں برباد کر دی تھی اسے "طلال انصاری" نے ہی پھر سے کھڑا کیا تھا۔۔۔ اور اب تو وہ اس آئل مل کمپنی کا مالک تھا۔۔۔کئی کمپنیوں کے ساتھ اس کے پراجیکٹس چل

رہے تھے۔۔۔ایک کامیاب بزنس مین بننے میں اسے کئی سال لگے تھی لیکن بالآخر کامیابی اس کا مقدر بن ہی گئی تھی۔۔۔وہ رب آپ کی محنت رائیگاں جانے ہی نہیں دیتا۔۔پہلے وہ اکیلا ہی سب سنبھالتا تھا لیکن رومان کے ساتھ دوستی اتنی گہری ہو چکی تھی کہ اب وہ دونوں کمپنیز ایک ساتھ کام کرتی تھیں۔۔۔"ملک انڈسٹریز" کے ساتھ پارٹنر شپ کا خاصا فائدہ ہوا ہے۔۔کہ وہ دونوں کمپنیز مل کر کئی کامیاب پراجیکٹس کر چکی تھیں۔۔۔اور آگے بھی ترقی کی راہ پر گامزن تھیں۔۔۔اپنے قدم بڑھاتا وہ شیشے کا آٹومیٹک گلاس وال عبور کرتا اندر داخل ہوا تھا۔۔اس کے آتے ہی سب سٹاف کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔سب کی مارننگ وشز اور سلام کا وہ سر کے اشارے سے جواب دیتا اپنے آفس میں داخل ہو چکا تھا۔۔۔طلال انصاری کا آفس اس کی شخصیت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔۔ہر چیز بہت نفاست سے رکھی گئی تھی۔۔آفس کا تھیم گرے سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔ اس کا سیکرٹری بھی اس کے پیچھے آفس میں داخل ہوا تھا۔۔۔(اس نے کوئی فی میل سیکرٹری منتخب نہیں کی تھی بلکہ اس کا پرسنل سیکرٹری بھی ایک مرد ہی تھا۔۔)وہ اس کو آج کی روٹین کی سب ڈیٹیلز بتا رہا تھا۔۔۔جسے وہ نہایت غور سے سن رہا تھا۔۔۔

"کام کے معاملے میں طلال انصاری کسی کی لاپرواہی برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔چاہے پھر غلطی کرنے والا اس کا دوست اور بھائی ہی کیوں نہ ہو۔۔۔"

☆☆☆☆☆

رومان اسے کالج چھوڑ آیا تھا۔۔۔اور وہ کالج آ تو گئی تھی لیکن اس کا دل بہت اداس ہو چکا تھا۔۔۔ مرے مرے قدموں سے چلتی وہ کلاس میں داخل ہوئی تھی۔۔اور بے دھیانی میں ہی اس نے سارے لیکچرز لیے تھے۔۔۔اب اس کا فری پیریڈ تھا اور فری پیریڈ میں وہ دونوں کینٹین کا رخ کرتی تھیں۔۔۔آج حمہ نہیں تھی تو ماہ گارڈن میں درخت کے نیچے آ بیٹھی تھی تاکہ فری وقت یہیں پر گزار سکے۔۔۔

"Hey Mah!!! Where Is Your Partner???"

وہ کتاب کھولے اس پر بظاہر تو نظریں گاڑے بیٹھی تھی لیکن ذہن کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا۔کسی لڑکی کے پکارنے پر اس نے نا سمجھی سے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا تھا۔اس کی نظروں کے تاثر سے تو یہی لگتا تھا کہ جیسے اس نے یہ بات سنی ہی نہ ہو۔۔۔

"What Happened???"

اس لڑکی نے پھر سے سوال کیا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"Nothing..."

محالہ نے جواب دیتے ساتھ سر بھی نفی میں ہلایا تھا اور پھر سے کتاب میں سر دیئے بیٹھ گئی تھی۔۔۔یہ لڑکی محالہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔۔اور محالہ کے اسے اگنور کرنے پر اس لڑکی نے اپنے دائیں بائیں موجود دونوں چمچیوں کو دیکھا تھا۔۔۔

"ایکسکیوزمی محالہ ملک۔۔۔میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔۔۔"کمر پر دونوں اطراف پر ہاتھ رکھتی وہ ذرا اونچی آواز سے بولی تھی۔۔جیسے محالہ کا اسے اگنور کرنا ذرا پسند نہ آیا ہو۔۔۔

"ہاں تو میں تمہیں جواب نہیں دینا چاہتی امایہ۔۔پلیز مجھے ڈسٹرب مت کرو اور جاؤ یہاں سے۔۔"بنا نظریں اٹھائے وہ اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"ہاں تو میں بھی تم سے بات کرنے کے لیے مری نہیں جا رہی۔۔ایٹیٹیوڈ تو ایسے دیکھا رہی ہو جیسے میں نے تم سے پتہ نہیں کیا مانگ لیا ہو۔۔۔ہونہہ لیٹس گو گائیز۔۔۔"امایہ واجد اپنے کھلے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی اپنی دونوں سہیلیوں(حنا اور حریم)کو لیتی تن فن کرتی وہاں سے جا چکی تھی۔۔پیچھے محالہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔کوئی اور موقع ہوتا تو وہ امایہ سے اچھی خاصی بحث کرتی لیکن اس وقت اس کا بحث کا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔فری پیریڈ ختم ہوتے ہی وہ دوبارہ سے اپنی کلاس کا رخ کر چکی تھی۔۔۔

"امایہ واجد امیر ماں باپ کی بگڑی اولاد تھی۔۔پیسہ بھی کسی کسی کو راس آتا ہے کوئی دولت کے ہونے پر رب کا شکر ادا کرتے عاجزی اختیار کر لیتا ہے تو کوئی اسے پاتے مزید اکڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔۔امایہ بھی دولت کو پا کر اکڑ جانے والوں میں سے تھی۔۔وہ اتنی خوبصورت نہیں تھی لیکن میک اپ نے اسے کافی حد تک خوبصورت بنا دیا تھا۔۔باپ کے پیسے پر رعب جھاڑنا اور دوسروں کو کم تر جاننا وہ بلکل نہیں بھولتی تھی۔۔اور اس کے پیسے کے سبب اس کی دوستیں بھی بہت تھیں جن میں سے حنا اور حریم تو صف اول پر تھیں۔۔اس کی ہر صحیح غلط بات پر جی جان

سے ہامی بھر ناتوان دونوں نے خود پر فرض ہی کر لیا تھا۔۔اور "ماہ حمہ "کو اسی وجہ سے "امایہ واجد "ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔۔۔امیر تو وہ بھی تھیں لیکن پیسے کا رعب جھاڑ نا ضروری نہیں ہوتا۔۔لیکن کچھ لوگ یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔۔۔"

"خوبصورتی تو ختم اور تبدیل ہو جاتی ہے

لیکن سیرت نہ تو ختم ہوتی ہے،نہ تبدیل"

☆☆☆☆☆

سڑک پر اس کی بلیک کرولا اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ رواں دواں تھی۔۔یونیورسٹی پہنچتے ہی اس کی گاڑی کو پہچانتے گارڈ نے جلدی سے یونی کا گیٹ کھولا تھا۔۔ویسے بھی کون نہیں جانتا تھا کہ یہ اسی کے آنے کا وقت ہو سکتا تھا۔۔

"وہ واثق انصاری تھا۔۔ایک ویل میچورڈ،ویل مینرڈ اور وقت کا پابند انسان۔۔وقت کی پابندی اس نے اپنے بھائی سے سیکھی تھی۔۔اس کی شخصیت سے ہر دوسرا انسان متاثر ہو سکتا تھا۔۔اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی وہ مغرور نہیں تھا۔۔مغرور ہونا تو جیسے اس کی گھٹی میں شامل ہی نہیں تھا۔۔لیکن غلط بات کو وہ بلکل برداشت نہیں کرتا تھا۔۔اگر کوئی غلط بات کرتا تو اس معاملے میں وہ واقعی "طلال انصاری "کا بھائی واقع ہوتا تھا۔۔۔"

گاڑی کو پارکنگ ایریا میں کھڑا کرتے وہ ایک شان سے گاڑی کا گیٹ کھولتا باہر نکلا تھا۔۔بلیک کوٹ کو جھٹکا دے کر کوٹ کا بٹن بند کرتے اپنی گلاسسز کو آنکھوں پر لگاتے اس نے اپنے اپارٹمنٹ کا رخ کیا تھا۔۔۔وہ کئی اسٹوڈنٹس کا آئیڈیل تھا۔۔"پروفیسر واثق انصاری"لڑکیوں کا کرش۔۔اس کے چہرے پر ہمہ وقت ایک دلفریب مسکراہٹ رہتی تھی۔۔کئی اسٹوڈنٹس کے سلام کا مسکرا کر جواب دیتا وہ بلآخر اپنی کلاس میں پہنچ چکا تھا۔۔وہ میتھس کا پروفیسر تھا۔۔اس کے پڑھانے کا انداز اتنا سحر انگیز تھا کہ میتھس جیسے مشکل سبجیکٹ کو بھی اسٹوڈنٹس آسانی سے سمجھ جاتے تھے۔۔بس اس کے ایک بار سمجھانے کی دیر ہوتی تھی۔۔

"ہوتے ہیں نا کچھ استاد ایسے کہ بس وہ ایک بار کچھ سمجھا دیتے اور وہ ذہن کے پردوں پر فوراً نقش ہو جاتا ایسا ہی معاملہ پروفیسر واثق انصاری کا بھی تھا۔۔"اسی لیے تو ہر اسٹوڈنٹ بہت شوق سے اس کا لیکچر اٹینڈ کرتا تھا۔۔کلاس میں پہنچتے اس نے سب کو سلام کرتے گلاسسز اتارتے آج کا لیسن سمجھانا شروع کیا تھا۔۔تمام طلبا بہت غور سے اس کا لیکچر سننے میں مصروف تھے۔۔بڑے سے ہال نما کمرے میں صرف پروفیسر واثق انصاری کی آواز گونج رہی تھی۔۔اور جب وہ خاموش ہوتا تو اس ہال میں گری ایک سوئی کی آواز بھی سب باآسانی سن سکتے تھے۔۔اپنے اپنے رجسٹر پر سب طلبا لیکچر نوٹ کرنے میں مصروف تھے۔۔

"IS THAT CLEAR???"

سارا کونسیپٹ سمجھاتے آخر میں اس نے بلند آواز سے پوچھا تھا۔۔۔

"YES SIR..."

اور ہمیشہ کی طرح اسے وہی جواب ملا تھا جس کی وہ امید کرتا تھا۔۔اس کے لبوں پر پھر سے ایک دلفریب مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔اور ایسا بھی نہیں ہوتا تھا کہ طلبا صرف اس کے ڈر کی وجہ سے سمجھ آجانے کی ہامی بھرتے تھے بلکہ وہ جانتا تھا کہ سب واقعی سمجھ آجانے پر ایسا کہتے تھے۔۔کیونکہ وہ ایک استاد ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اسٹوڈنٹس کا بہترین دوست بھی تھا اور اگر کسی کو کوئی ٹاپک ڈسکس کرنا ہوتا تو وہ بلا جھجک اس سے کہہ بھی دیتے تھے۔۔ان کے مثبت جواب پر اثبات میں سر ہلاتے اس نے اپنی سیٹ سنبھالی تھی جبکہ طلبا دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔

☆☆☆☆☆

یشا گھر کے کاموں میں بری طرح مصروف تھی۔۔ماہ کالج گئی ہوئی تھی اور ویسے بھی اس کا ہونا نہ ہونا ایک برابر تھا۔۔اس کے بابا بھی بینک جا چکے تھے۔۔زبیدہ مائی اس کے ساتھ صفائی کروا چکی تھیں لیکن وہ ان سے زیادہ کام نہیں کرواتی تھی زیادہ تر وہ خود ہی کرتی تھی۔۔اور اب وہ سامان کی ایک لمبی لسٹ تیار کیے بیٹھی تھی جو اسے بازار سے منگوانی تھیں۔۔تاکہ شام تک وہ سب کچھ تیار کر سکے۔۔لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ سامان منگوائے کس سے؟؟راحمہ کے گھر وہ گئی نہیں تھی کہ جس سے اسے علم ہو پاتا کہ رومان گھر پر ہے اور راحمہ کی طبیعت بھی خراب ہے۔۔۔اور ویسے بھی رومان سے بات کرتے اسے جھجک سی محسوس ہوتی تھی۔۔اسی لیے ماہ

کے آنے کا انتظار کرتی وہ باقی کے کام نمٹا رہی تھی۔۔۔جبکہ دوسری طرف راحمہ کو رومان اور اس کی ماما ڈاکٹر سے چیک کروا آئے تھے اور ڈاکٹر نے میڈیسن دیتے ساتھ آرام کا مشورہ بھی دیا تھا۔۔۔

"تم کچھ دیر ریسٹ کرو حمہ میں ماما کو سکول چھوڑ کر آتا ہوں۔۔۔"اسے کمرے میں چھوڑتے رومان نے تاکید تھی۔۔۔

"نہیں تم رہنے دو میں خود ہی چلی جاؤں گی اور واپس بھی تو آنا ہے اسی لیے میں اپنی ہی گاڑی میں جاؤں گی۔۔"انہوں نے اپنا عبایہ نہیں اتارا تھا بلکہ اپنے کمرے سے اپنا بیگ اور گاڑی کی کیز اٹھاتی وہ ساتھ ساتھ رومان کو جواب بھی دے رہی تھیں۔۔۔

"قسم سے آپ نا مجھے کول ماما جیسی وائبز دیتی ہیں۔۔لو یو ماما۔۔۔آپ بہت اعلی ہیں۔۔مجھے فخر ہے کہ آپ میری ماں ہیں۔۔۔"اس کی ماما ہر فن مولا تھا۔۔ایسا کوئی کام نہیں تھا جو انہیں نہ آتا ہو۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اکیسویں صدی کی ماں ہوں مجھے سب کیوں نہ آئے۔۔۔"رومان کی ماما نے بھی اترانا اپنا فرض سمجھا تھا۔۔

"ماما مجھے بھی گاڑی چلانی سیکھنی ہے۔۔۔"ان دونوں کو باتیں کرتے دیکھ راحمہ نے اپنی خواہش ظاہر کی تھی جو وہ ہمیشہ سے کرتی تھی۔۔

"پہلے بستر سے تو اٹھ جاؤ پھر تمہیں بھی سیکھا دیں گے۔۔۔"رومان نے اسے جھڑکا تھا۔۔

"تم دونوں کی باتیں ختم نہیں ہونی مجھے جانے دوں۔۔اور بہن کا خیال رکھنا رومان میں جا رہی ہو خدا حافظ۔۔۔"نایاب بیگم بچوں کو ہدایات دیتی جا چکی تھیں۔۔۔

"اوکے ماما ٹیک کیئر اور اس چڑیل کی فکر ہی نہ کریں آپ۔۔۔"پہلی بات آونچی آواز میں کہتا دوسری بات وہ منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔راحمہ تو بیڈ پر لیٹ چکی تھی اور رومان اس کے لیے فریش جوس کا گلاس تیار کرنے کی غرض سے جا چکا تھا۔۔

"چل بیٹا رومان اب یہ دن بھی آنا تھا۔۔ایک ہی بہن ہے دوسری ہوتی تو وہ سب کام کر دیتی۔۔۔لیکن اب تو تجھے ہی سب کرنا ہو گا۔۔"اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرتا وہ سیب کاٹتے ساتھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔۔۔

"نہیں نہیں ویسے کیا کرتا تو دو دو چڑیلوں کا ایک ہی سب پہ بھاری ہے۔۔ایک ہی بہت ہے بھئی۔۔"اپنے ہی خیال کی نفی کرتے اس نے جھرجھری لی تھی۔۔۔اور جلدی جلدی جوس تیار کرنے لگا تھا۔۔۔

"اٹھیں مہارانی صاحبہ آپ کی دوا کا وقت ہوا چاہتا ہے۔۔۔"سائیڈ ٹیبل پر جوس کا گلاس رکھتے وہ سینے پر ہاتھ رکھتے تھوڑا سا جھکتے بولا تھا۔۔۔

"یہ کس نے بنایا؟؟؟"وہ حیرت سے بولی تھی۔۔رومان کی سست طبیعت کے باعث وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ اس نے بنایا ہو گا۔۔۔

"تمہیں کیا اتنا بڑا ہینڈسم نوجوان نظر نہیں آرہا؟؟؟میں لایا ہوں تو ظاہر ہے میں نے ہی بنایا ہو گا نا۔۔کوئی بھوت پریت تو رہتے نہیں ہیں ہمارے گھر میں۔۔اٹھو اور دوالو۔۔میں پہلے ہی بہت تھک چکا ہوں۔۔۔"بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھتے کہنیاں بیڈ پر ٹکائے وہ تھکن سے چور لہجے میں بولا تھا۔۔

"کیا!!!یہ واقعی آپ نے بنایا ہے؟؟؟"وہ حیرت سے بولی تھی جیسے اس نے کچھ غلط سنا ہو۔۔۔

"استغفراللہ اب کیا لکھ کے دوں تمہیں؟؟؟کہ یہ رومان ملک دی گریٹ نے بنایا ہے۔۔دماغ مت چاٹو اور اس جوس کے ساتھ دوا لے لو۔۔اور پھر نیند کے مزے لوٹو۔۔مزے ہیں تمہارے بستر پر لیتے لیٹے ہی سب کچھ مل رہا ہے۔۔۔"رومان کو تو برا ہی لگ گیا تھا ایک وہ اتنی محنت سے اس کے لیے جوس بنا کر لایا تھا اور وہ تھی کہ اس کے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اچھا آپ کہہ رہے ہیں تو سچ ہی ہو گا۔۔ لیکن مجھے دوا تو نکال کر دیں۔۔" مسکراہٹ ضبط کرتی وہ مسکینیت سے بولی تھی اب رومان کو تنگ کرنے کا موقع ملا تھا تو وہ کیسے ہاتھ سے جانے دیتی۔۔۔

"یار پاس ہی تو پڑی ہیں لے لو نا خود۔۔۔" وہ تھکاوٹ آمیز لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"مجھے کیا پتہ کون سی دوا کس وقت پر لینی ہے پلیز نکال دیں نا۔۔۔" وہ بضد تھی۔۔

"توبہ ہے بیماری میں بھی چین نہیں ہے تمہیں۔۔۔ سست مجھے کہتی ہو کم تم بھی نہیں ہو۔۔ یہ لو۔۔۔" تپے ہوئے لہجے میں وہ اسے دوا دے رہا تھا۔۔۔

"جوس تو بہت مزے کا تھا بھیا۔۔ تھینک یو۔۔۔" اسے واقعی جوس بہت پسند آیا تھا۔۔ دل سے اس کی تعریف کرتی وہ لیٹ گئی تھی۔۔۔ دل میں رومان جیسے بھائی کے ہونے کا اس نے شکر بھی ادا کیا تھا۔۔ وہ واقعی ایک بہت اچھا بھائی تھا۔۔ حد سے زیادہ خیال رکھنے والا۔۔۔ ہاں سست تھا لیکن خیال بھی بہت رکھتا تھا۔۔۔ اس پل اسے اپنے بھائی پر بہت پیار آ رہا تھا لیکن اس کی زیادہ تعریف کر کے وہ اسے شوخا نہیں کر سکتی تھی اسی لیے بس اتنا ہی کہا تھا۔۔۔

"اب رومان ملک نے کچھ بنایا ہو اور وہ اچھا نہ ہو یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے۔۔ کیا یاد کرو گی تم کہ کتنے اچھے بھائی سے واسطہ پڑا ہے تمہارا۔۔۔" وہ اتنے میں ہی پھیل چکا تھا۔۔۔

"Hmm You're Right Bhaya..."

وہ ستائشی لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"I Am Always Right Behna..."

وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا اور پھر دونوں ہی کھلکھلا کر ہنس پڑے تھے۔۔کچھ ہی دیر میں دوا کے زیر اثر راحمہ سو چکی تھی۔۔اور رومان بھی لیٹ چکا تھا۔۔اس دوران مسٹر اینڈ مسز ملک کی کئی کالز بیٹی کی طبیعت کے متعلق آچکی تھیں۔۔۔

"بندہ بیمار ہو تو پروٹوکول بہت زیادہ نہیں ملنے لگ جاتا۔۔۔"رومان نے دل میں سوچا تھا۔اور راحمہ کو دیکھا تھا جو سکون سے سو رہی تھی۔۔راحمہ تو اسے بھی بہت عزیز تھی۔۔

"خود اٹھ کر پانی کا گلاس نہ پینے والا بہن کے لیے پھرتی سے جوس بنا کر لایا تھا تاکہ وہ جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔۔"

اس نے مسکراتے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

"جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔تم سے لڑنے میں اور تمہیں تنگ کرنے میں جو مزہ ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں ہے۔۔۔"

"بہنیں بھی بھائیوں کو بہت عزیز ہوتی ہیں وہ جتاتے نہیں ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ کا ان کی زندگی میں ہونا کوئی معنی نہ رکھتا ہو۔۔۔"

"بھائی جتنا بھی تنگ کر لیں بہنوں کو،

مگر بہنوں کی جان ہوتے ہیں۔۔۔"

☆☆☆☆☆

"سر آپ سے مسٹر قریشی ملنے آئے ہیں۔۔۔"اس کے پی اے نے آتے اسے اطلاع دی تھی۔۔۔

"مسٹر قریشی!!ان کو کیا کام پڑ گیا مجھ سے!!!خیر انہیں اندر بھیج دو۔۔۔"چیئر پر ٹھیک ہو کر بیٹھتے کوٹ کو جھٹکا دے کر سیٹ کرتے اس نے سوالیہ انداز اپناتے کہا تھا ساتھ اندر بھیجنے کی اجازت بھی دے دی تھی۔۔۔

"Good Afternoon Mr.Ansari..."

"Good Afternoon Mr.Qureshi..."

"خیریت آپ نے اس وقت یاد کیا؟؟؟ایسا بھی کیا ضروری کام پڑ گیا جو آپ بذات خود یہاں تشریف لائے ہیں؟؟؟"انہیں آنکھوں سے چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے وہ بولا تھا۔۔۔

"بس آپ نے دل ہی اتنا خوش کر دیا ہمارا کہ ہمیں خود ہی تشریف لانا پڑا۔۔۔"نشست سنبھالتے وہ سرشاری سے بولے تھے۔۔۔

"میں سمجھا نہیں!!!"وہ حیران کن لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"آپ نے تو ہماری رات ہی رنگین کر دی مسٹر طلال۔۔ٹوان ون پیکج تھا آپ کا ڈنر۔۔۔قسم سے بہت انجوائے کیا۔۔۔یہ ویک اینڈ تو بہت زبردست بنا دیا آپ نے۔۔۔"ٹیبل پر کہنیاں ٹکائے وہ خوشی سے بھرپور لہجے میں بولے تھے۔۔۔

"اوہ!!"اس کی بات کا مطلب سمجھتے طلال نے سر کو نفی میں جھٹکا تھا۔۔۔یہ آج کل کے مرد بھی نا۔۔۔"وہ صرف سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

"آپ فقط اس بات کے لیے یہاں تک چل کے آئے ہیں؟؟؟"طلال واقعی حیران تھا۔۔

"ہاں اب آپ کا شکریہ کرنا تھا۔۔فون پر کرتا اچھا تھوڑی لگتا۔۔اسی لیے خود ہی آ گیا۔۔۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔۔ویل آپ چائے لیں گے یا کافی؟؟"وہ پروفیشنل انداز میں گویا ہوا تھا۔۔اس کے باپ کی فطرت سے کون واقف نہ تھا!!!اور لوگ بھلا طنز کا کون سا موقع ہاتھ سے جانے دیتے تھے وہ فقط اسے جتانے آیا تھا کہ اس کے باپ نے محفل کو رنگین بنا دیا تھا۔۔۔لیکن "باپ" کے نام کو ساکن رکھا گیا تھا۔۔لیکن اس سے بحث کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔

"وہ طلال انصاری تھا وہ فضول لوگوں سے بحث کر کے اپنا وقت ضائع کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔اس کا وقت بہت قیمتی تھا اور اسے اس کی بہت قدر تھی۔۔۔"

"نہیں میں بس چلتا ہوں چائے، کافی پھر کبھی سہی۔۔۔"

"بنا کچھ کھائے پیئے قبرستانوں سے جایا جاتا ہے مسٹر قریشی زندہ انسانوں کے ہاں سے نہیں۔۔۔ اور میں ہر گز آپ کو یہ احساس نہیں دلانا چاہتا کہ آپ کسی قبرستان سے ہو کر آئے ہیں۔۔اور میری زندگی کا ایک اصول ہے طلال انصاری اپنے ہاں آئے مہمانوں کو ایسے نہیں جانے دیا کرتا تو مہربانی کریں اور کچھ نوش فرما کر جائیں۔۔۔"اس کے جواب کا انتظار کیے بنا وہ کریڈل اٹھا کر دو کافیز کا آرڈر دے چکا تھا۔۔۔ مسٹر قریشی فقط اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔

"کوئی شک نہیں تھا کہ طلال انصاری مقابل کو لاجواب کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔"

کچھ ہی دیر میں ملازم دو کافی کے کپ لیے آ چکا تھا۔۔ بزنس کنورسیشن کے دوران انہوں نے کافی ختم کی تھی اور کچھ دیر بعد مسٹر قریشی واپس جا چکے تھے۔۔ طلال کی نظروں نے آفس سے باہر جانے تک ان کا تعاقب کیا تھا۔۔ وہ اس معاملے میں بہت اکڑ والا تھا۔۔ مخالفوں کو چھوڑنے وہ باہر تک نہیں جایا کرتا تھا۔۔اسے یہ سب چاپلوسی لگتی تھی۔۔اب یہ عادت اچھی تھی یا بری لیکن وہ ایسا ہی تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"شکر ہے ماہ تم آ گئی میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔۔ جلدی سے فریش ہو کر کھانا کھا لو پھر ہمیں مارکیٹ تک بھی جانا ہے۔۔۔"امان ملک کا آفس ڈرائیور اسے کالج سے لیتے گھر ڈراپ کر گیا تھا۔۔بیگ اتار کر لاؤنج میں موجود صوفے پر رکھتے وہ صوفے پر ڈھے سی گئی تھی۔۔۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔۔میں فریش ہو کر آتی ہوں پھر چلتے ہیں۔۔۔ویسے جانا کس لئے ہے؟؟"جاتے جاتے وہ یاد آنے پر پوچھ بیٹھی تھی۔۔۔

"وہ مجھے گروسری کا کچھ سامان لینا تھا۔۔۔"

"گروسری کا سامان تو بابا ہر مہینے لا دیتے ہیں پھر کس چیز کی ضرورت پڑ گئی؟؟؟"وہ حیرانی سے بولی تھی۔۔۔

"دماغ کیا کالج میں بھول کر آئی ہو محالہ!!!بھول گئیں رات کو شریف انکل آنے والے ہیں اوران کے لیے ڈنر ریڈی کرنا ہے۔۔اب کچھ چیزیں ہیں جو مجھے چاہییں جو کہ گھر میں موجود نہیں ہیں۔۔۔تفتیش ہو گئی پوری یا مزید کچھ پوچھنا ہے؟؟؟"میشا تو اس کے انداز پر تپ ہی گئی تھی۔۔

"اوہ تیری!!!میں تو سچ میں بھول گئی۔۔آج حمہ کی طبیعت خراب تھی نا وہ کالج بھی نہیں گئی تو میرے ذہن سے ہی نکل گیا تھا۔۔ابھی بھی فریش ہو کر اس کے پاس جانا تھا میں نے۔۔۔پھر اس کے بعد آپ کے ساتھ بھی چلی جاؤں گی۔۔۔"وہ تو اس سنگین موضوع کو حمہ کے ساتھ ڈسکس کرنا قطعاً بھول چکی تھی۔۔مزید کوئی بات کیے بنا وہ جلدی سے فریش ہونے گئی تھی۔۔۔

"حمہ کو کیا ہوا یہ تو بتاتی جاتی پاگل لڑکی۔۔۔"میشا خفگی سے سر جھٹکتے بولی تھی۔۔۔

"شاہ میں ابھی حمہ سے مل کر آرہی ہوں۔۔۔"فریش ہو کر باہر آتے جلد بازی میں اسے بتاتی وہ جاچکی تھی۔۔

"کیا کروں اس لڑکی کا۔۔مجھے بھی ساتھ جانا تھا۔۔اب اکیلی کیسے جاؤں!! چلو کل مل لونگی۔۔۔"خود سے ہی سوال جواب کرتی میشا چکر کاٹتے ماہ کا انتظار کرنے لگی تھی۔۔۔

"السلام وعلیکم بیٹا!!!"

"وعلیکم السلام بابا آپ!!! آج جلدی کیسے آگئے؟؟؟وہ خوشگوار حیرت سے جواب دیتی ان کے لیے کچن سے پانی لانے کو بھاگی تھی۔۔۔

"بس مجھے لگا آج میری بیٹی کو میری ضرورت ہو گی اسی لیے آگیا۔۔۔"وہ مسکراتے بولے تھے۔۔

"ہائے بابا آپ بہت اچھے ہیں مجھے واقعی ضرورت تھی آپ کی۔۔۔"ان کو پانی دے کر وہ ان کے ساتھ ہی صوفے پر ٹک کر بیٹھ چکی تھی۔۔۔

"ہاں میں جانتا ہوں میری بیٹی کسی کو کوئی کام کہنے سے ہچکچاتی ہے۔۔وہ خود تو وہ کام کرلے گی لیکن کسی اور سے نہیں کہے گی۔۔۔اسی لیے پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھیں نا۔۔۔"اس کے گرد بازو حمائل کرتے وہ ناز سے بولے تھے۔۔۔

"ہاں نابس مجھے اچھا نہیں لگتا کسی کو پریشان کرنا۔۔۔" چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے وہ انگلیاں مروڑتے بولی تھی۔۔۔

"کسی کا احساس کرنا بہت اچھی عادت ہوتی ہے میشا۔۔ چلو اب جلدی سے عبایہ پہن کر آؤ پھر چلیں۔۔"

"بابا پہلے آپ کھانا تو کھالیں۔۔۔ پھر چلتے ہیں۔۔"

"نہیں کھانا پھر آکر کھاؤں گا ابھی چلو۔۔ اور ماہ کہاں ہے؟ یہ لڑکی بھی نہ سکون سے نہیں بیٹھتی۔۔"

"بابا وہ حمہ کے پاس گئی ہے۔۔ کہہ رہی تھی اس کی طبیعت نہیں ٹھیک اور وہ آج کالج بھی نہیں گئی۔۔۔" میشا پریشانی سے بولی تھی۔۔۔

"راحمہ بیٹا کو کیا ہو گیا؟؟؟" صادق ملک بھی پریشان ہو چکے تھے۔۔۔

"پتہ نہیں۔۔ میں نے پوچھا بھی لیکن وہ بنا بتائے چلی گئی۔۔" میشا نے کندھے اچکاتے لاعلمی ظاہر کی تھی۔۔۔

"چلو ساتھ چلتے ہیں۔۔ راحمہ کی خبر گیری بھی کر لیں گے اور ماہ کو بھی بتا دیں گے۔۔۔" وہ اٹھتے بولے تھے۔۔۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔"وہ چہکتے بولی تھی۔۔۔جلدی سے تیار ہوتی وہ اپنے بابا کے ساتھ چلتی "ملک مینشن" کے لیے روانہ ہو چکی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"اٹھو یار راحمہ۔۔۔حد ہے میں یہاں اتنی پریشان ہوں اور تمہاری نیندیں ہی ختم نہیں ہو رہیں۔۔آج تم واقعی رومان بھائی کی بہن لگ رہی ہو۔۔۔"ماہ جب وہاں پہنچی تو صرف نایاب بیگم ہی لاؤنج میں موجود تھیں۔۔رومان شاید ان کے آتے ہی آفس جا چکا تھا۔۔۔ان کو سلام کر کے وہ ان سے راحمہ کے متعلق پوچھتی اس کے کمرے میں آ چکی تھی۔۔۔اور راحمہ کو کب سے جگانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ تھی کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

"راحمہ یار اٹھ جاؤ نا۔۔"آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ جب راحمہ اسے جگانے آتی ہو گی تو اسے کتنی کوفت کا سامنا کرنا پڑتا ہو گا۔۔۔

"کیا ہو گیا ماہ!!! کیوں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو؟؟؟"مندی مندی آنکھوں سے اس نے لیٹے لیٹے ہی پوچھا تھا۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟؟ذرا سے گول گپے ہی تو کھائے تھے۔بیمار ہو کر بیٹھ گئی ہو۔۔پتہ ہے تمہاری وجہ سے کالج کا سارا دن بیکار گزرا میرا۔۔اور اب آئی ہوں تو تب بھی تم گھوڑے، گدھے بیچ کر سو رہی ہو۔۔بس کرو اب ٹھیک ہو جاؤ نا۔۔ماہ تمہارے بنا ادھوری ہے حمہ۔۔۔"بیڈ پر اس کے ساتھ جگہ بنا کر بیٹھتے وہ روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"ہائے میری جان۔۔سوری نا۔۔۔اب بیمار ہونا نہ ہونا میرے اختیار میں تو نہیں ہے نا۔۔۔تم تو ایسے اداس نہ ہو۔۔کل پکا میں تمہارے ساتھ کالج جاؤں گی۔۔پھر مزے کریں گے۔۔۔"
فوراً سے اٹھ کر اس کے گرد بازو حمائل کرتی راحمہ بھی روہانسی ہو چکی تھی۔۔۔

"اچھا وہ باتیں چھوڑو ایک پریشانی ہو چکی ہے۔۔۔"

"خدا خیر کرے۔۔کون سی پریشانی ہو گئی۔۔۔"

"وہ۔۔۔۔"ابھی وہ آگے کچھ بولتی کہ راحمہ کے کمرے کا دروازہ کھولتے نایاب بیگم، میشا اور صادق ملک داخل ہوئے تھے۔۔۔وہ دونوں سیدھی ہو کر بیٹھ چکی تھیں۔۔۔اور ان دونوں کو بیٹھاتے نایاب بیگم ان کے لیے کھانے کو کچھ لینے کی غرض سے کچن کا رخ کر چکی تھیں۔۔۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟؟؟"صادق ملک اپنائیت سے بولے تھے۔۔۔

"اب تو ٹھیک ہوں انکل بس تھوڑی سی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔"وہ مسکراتے بولی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"آئندہ ایسی بدپرہیزی نہیں کرنی تم نے حمہ۔۔۔"میشا دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔

"جی آپی آئندہ نہیں کروں گی۔۔۔"وہ اس کی بات کی تائید کرتے بولی تھی۔۔

"اچھاماہ میں بابا کے ساتھ مارکیٹ تک جارہی ہوں تب تک تم یہی رک جانا۔۔گھرا کیلی نہ بیٹھنا۔۔۔"اب وہ ماہ سے مخاطب تھی۔۔۔

"اوکے شاہ۔۔۔"وہ فوراًہامی بھر چکی تھی۔۔۔اتنے میں نایاب بیگم جوس وغیرہ لے آئی تھیں۔۔مزید کچھ دیر وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے وہ دونوں جاچکے تھے اور نایاب بیگم بھی اپنے کاموں میں مشغول ہو چکی تھیں۔۔اب وہ دونوں پھر سے آمنے سامنے تھیں کہ جیسے کسی بہت اہم موضوع کو زیر بحث لانا ہو۔۔۔

"اب بتاؤ کیا ہوا؟؟؟"وہ بات کا سرا وہیں سے جوڑ رہی تھی۔۔۔

"یار آج رات شریف خاندان تشریف لارہا ہے ہمارے گھر۔۔۔"وہ اس کے ہاتھوں کو تھامتے پریشانی سے بولی تھی۔۔۔

"واٹ!!!شریف خاندان کیوں آرہا ہے تمہارے گھر؟؟؟ان کو کیا ضرورت پڑ گئی؟اور سارے آرہے ہیں کیا؟؟؟"راحمہ بھی پریشان ہو چکی تھی۔۔۔

"یار خاندان میں سارے افراد شامل ہوتے ہیں۔۔۔ظاہر سی بات ہے۔۔مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ شاہ کا رشتہ نہ مانگ لیں۔۔۔"محالہ نے اپنی پریشانی اس کے سامنے رکھی تھی۔۔

"نہیں اللہ نہ کرے۔۔ایسا ہوا تو بھیا کا کیا ہو گا!!!"وہ اس کی بات کی نفی کر رہی تھی۔۔۔

"وہی تو مسئلہ ہے میں بابا سے بات کرو نگی کہ مجھے شریف انکل کا اکلوتا بیٹا بلکل نہیں پسند۔۔۔"ماہ ایک عزم سے بولی تھی۔۔

"اوہ بہن رشتہ میشا آپی کا آنا ہے تمہارا نہیں۔۔جو تمہاری پسند ناپسند کو مد نظر رکھا جائے گا۔۔" وہ تو اپنی بیماری کو بھول ہی چکی تھی۔۔اتنی پریشانی میں وہ بیماری کو نہ بھولتی تو کیا کرتی۔۔۔

"ہاں وہی وہ لڑکا مجھے شاہ کے لیے پسند نہیں ہے۔۔۔چپکو کہیں کا۔۔۔تم بھی سمجھ جایا کرو ناہر بات کی ڈیٹیل دینی پڑتی ہے تمہیں۔۔۔"ماہ سخت کوفت کا شکار تھی۔۔

"اچھا بھیا آجائیں میں ان سے بات کروں گی۔۔۔کوئی حل نکل ہی آئے گا۔۔۔"

"مجھے تو بہت ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔"ماہ انگلیاں چٹخاتے بولی تھی۔۔۔

"فکر نہ کرو۔۔اللہ پاک بہتر کریں گے۔۔۔"وہ اسے دلاسہ دے رہی تھی۔۔۔

"ان شاءاللہ۔۔"وہ دونوں ایک دوسرے کی امید تھیں۔۔ایک دوسرے کے دکھ سکھ کی ساتھی۔۔سگی بہنوں سے بڑھ کر پیار تھا ان دونوں میں۔۔۔اور اس مسئلے کے حل کے لیے ان دونوں کو دی گریٹ رومان ملک کا انتظار کرنا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"ہاں یار کہاں گم تھے صبح سے نہ کوئی کال نہ میسیج؟؟؟بے وفا ہوتے جا رہے ہو۔۔۔"صبح سے اس کی طرف سے رابطہ نہ ہونے پر طلال پریشان ہو چکا تھا۔۔کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا کہ وہ

طلال سے رابطہ نہ کرے۔۔اور اب طلال نے خود ہی رومان کو کال کر کے خیریت دریافت کرنا چاہی تھی۔۔۔

"کہاں یار رومان ملک سب کچھ ہو سکتا ہے مگر بے وفا نہیں۔۔۔بہن کی طبیعت خراب تھی تو میں دوپہر میں ہی آفس آیا ہوں پھر بابا کے ساتھ کام میں بزی ہو گیا۔۔ابھی تمہیں ہی کال کرنے والا تھا کہ تمہارا فون آ گیا۔۔۔"اپنے آفس میں بیٹھا وہ طلال سے بات کر رہا تھا۔۔۔

"اوہ!!!وہی میں سوچوں۔۔کہ رومان نے آج میرا سر نہیں کھپایا۔۔۔"وہ مسکراہٹ ضبط کرتے بولا تھا۔۔۔

"فکر نہ کرو اتنی آسانی سے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے والا۔۔"وہ شان بے نیازی سے بولا تھا۔۔۔

"ہاں تم جیسی بلاؤں سے پیچھا چھڑانا ناممکن سا ہے۔۔۔"انداز سنجیدہ سا تھا۔۔۔

"رومان ملک کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہو تم۔۔۔"لہجہ رعب دار تھا۔۔۔

"بڑا آیا بادشاہ سلامت کی اولاد۔۔۔"وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔۔۔

"اس سے کم بھی نہیں ہوں۔۔۔"وہ کہاں باز آنے والا تھا۔۔۔

"ہاں بس شوخ پن جتنا مرضی کروالو تم سے۔۔مجھے بتاؤ پریزینٹیشن پر بھی کوئی کام کیا یا نہیں؟؟؟"وہ مطلب کی بات پر آیا تھا۔۔۔

"استغفراللہ!!! یہ نہیں تم سے کہ تمہارا بھائی سارے دن کا تھکا ہوا ہے۔۔اس سے کام نہ کرواؤں الٹا تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ کام کیا یا نہیں؟؟؟"

"You're So Mean Mr. Talal Ansari!!!"

رومان مصنوعی ناراضگی سے بولا تھا۔۔۔

"مصروف تم آج تھے۔۔اور یہ کام کافی دنوں سے چل رہا ہے تو کیا تم نے کسی دن بھی اس پروجیکٹ پر کام نہیں کیا؟؟؟"اب وہ واقعی سنجیدہ تھا۔۔۔

"کیا ہے نا۔۔رات کو دیکھا دوں گا۔۔تم جانتے ہو کام کے معاملے میں "رومان ملک""طلال انصاری"کا بھی باپ واقع ہوتا ہے۔۔۔"رومان کی ٹون ہنوز قائم تھی۔۔

"بس یہی بڑے بڑے ڈائیلاگز بلوالو تم سے۔۔ہماری کنورسیشن میں سو میں سے نوے فیصد تمہاری یہی فضولیات ہوتی ہیں۔۔۔"وہ خفگی سے بولا تھا۔۔

"قدر کرو مجھ جیسے دوست کی طلال انصاری قدر کرو۔۔تمہارے پاس ایسا ہیرا ہے جو کسی کے پاس نہیں۔۔۔"وہ فخریہ انداز اپناتے بولا تھا۔۔۔

"اس ہیرے کو فریم کروا کر اپنے روم میں نہ سجا کر رکھ دوں؟؟؟"انداز طنزیہ سا تھا۔۔۔

"نہیں ہیروں کو سب کے سامنے نہیں رکھا جاتا یار۔۔۔کب عقل آئے گی تمہیں!!انہیں لاکر میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔۔اور تم اس ہیرے کو ہمیشہ اپنے دل کے لاکر میں چھپا کر

رکھنا۔۔"وہ اس پل سنجیدہ تھا۔۔۔ایسی سنجیدگی اس پر کبھی کبھی ہی طاری ہوتی تھی۔۔اس کے انوکھے انداز ہمیشہ طلال کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دیتے تھے۔۔۔اور اب بھی یہی ہوا تھا۔۔۔

"یہ ہیرا جب سے ملا ہے تب سے اسی لاکر میں محفوظ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔۔۔"وہ محبت سے جواب دے رہا تھا۔۔۔دونوں کے لبوں پر اس لمحے ایک دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہوا تھا۔۔

"رومان ملک طلال انصاری کا ریفریشمنٹ موڈ تھا۔۔جسے آن کرتے ہی وہ بلکل فریش ہو جاتا تھا۔۔بات نا جانے کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوتی تھی۔۔۔لیکن ایک بات تو طے تھی کہ بات کے اختتام تک طلال کے لبوں پر مسکراہٹ ضرور آجاتی تھی۔۔اور اس فون کال کا اختتام بھی ایسا ہی تھا۔۔طلال کے پاس ایک ہی دوست تھا رومان ملک اور وہی سب سے انمول تھا اس کے لیے۔۔۔ایک اکلوتا پیس جسے طلال کبھی بھی کھونا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی کھونے کا تصور کر سکتا تھا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"میری دوستی کا باغ چھوٹا

مگر پھول سارے گلاب رکھتا ہوں

دوست کم ضرور ہیں مگر

جو دوست رکھتا ہوں لاجواب رکھتا ہوں"

☆☆☆☆☆

میشا اپنے بابا کے ساتھ سب سامان لے کر آتے ہی کام پر لگ چکی تھی تاکہ رات تک سارا انتظام ہو سکے۔۔اور ماہ کافی دیر وہاں بیٹھنے کے بعد اب میشا کے ساتھ کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹا رہی تھی۔حمہ نے اس سے یہی کہا تھا کہ وہ رومان کے آتے ہی اس سے بات کر لے گی اور ویسے بھی وہاں ایسے ہی بیٹھے رہنا بیکار تھا۔۔اسی لیے وہ واپس گھر آ چکی تھی۔۔

"شاہ اگر یہ لوگ آپ کا رشتہ لینے کی غرض سے آ رہے ہوئے تو کیا آپ ہامی بھر لیں گی؟؟؟" ایسے ہی کام کے دوران محالہ کے ذہن میں سوال آیا تو وہ پوچھ بیٹھی۔۔۔

"میری زندگی کا اتنا اہم فیصلہ میں اکیلے تھوڑی کروں گی یہ فیصلہ تو بابا کریں گے نا۔۔۔وہ جو بھی کہیں گے میں وہی کروں گی لیکن فلحال میں شادی کے لیے بلکل بھی ریڈی نہیں ہوں ماہ۔۔۔میں تمہیں اور بابا کو اکیلا چھوڑ کر کہیں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔"خالص مشرقی لڑکیوں کی طرح میشا نے بھی اس فیصلے کا حق اپنے بابا کو دیا تھا۔۔۔

"یہ تو ہے لیکن پھر بھی۔۔مجھے تو ان کا اکلوتا پیس بلکل بھی پسند نہیں ہے۔۔تو اگر بابا نے ہاں کر بھی دی تو آپ کیسے اس کے ساتھ ساری زندگی گزاریں گی؟؟؟"ماہ کو اب بھی مطمئن سا جواب نہیں ملا تھا یا شاید وہ جواب جو وہ سننا چاہ رہی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"میں نے تمہیں ہزار بار سمجھایا ہے ماہ کہ کسی کو ایسے ہی جج نہ کر لیا کرو۔۔جو میرے نصیب میں ہو گا وہ ہو جائے گا۔۔تم میری فکر چھوڑو اور اپنے کام پر دھیان دو۔۔۔"میشا اس بار خفگی بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"حد ہے اب بندہ آپ کی فکر بھی نہ کرے۔۔ماما ہوتی تو وہ بھی تو ایسے ہی فکر مند ہوتیں نا۔۔میں بھی ہو گئی تو کیا برائی ہے اس میں!!!"ماہ مصنوعی ناراضگی سے گویا ہوئی تھی۔۔میشا نے صرف اسے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔۔کیونکہ یہ ماہ کا روز کا کام تھا جہاں اس کی بات نہ مانو یا اس کے خیالات کی نفی کرو تو وہ فوراً اپنی ماما کا نام درمیان میں لے آتی تھی۔۔جبکہ ماہ نے اس پل اس کی گھوری کو فل اگنور کیا تھا۔۔۔میشا سر جھٹکتے سالن تیار کرنے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔جیسے کہہ رہی ہو کہ ماہ میڈم کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"اب میری لاڈلی کی طبیعت کیسی ہے؟"گھر میں داخل ہوتے راحمہ کو بے چینی سے ادھر سے ادھر چکر کاٹتے دیکھ کر امان ملک نے پوچھا تھا۔۔امان ملک تو گھر آ چکے تھے لیکن رومان نہیں آیا تھا۔۔

"اب تو کافی بہتر ہے بابا الحمدللہ۔۔"اس نے گلے لگتے مسکرا کر جواب دیا تھا اور ان سے الگ ہوتی پانی کا گلاس لانے کو کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔اس کے چہرے پر عجیب بے چینی سی تھی۔پرپل کلر کے فراک کے ساتھ ہم رنگ پاجامہ اور ڈوپٹہ گلے میں ڈالے وہ بالوں کا میسی سا

جوڑا بنائے ہوئے تھی۔چہرہ ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش نہیں تھا۔کچھ بخار کا اثر تھا تو کچھ رومان کی فکر تھی جو اس کے چہرے پر ویرانی رقص کر رہی تھی۔۔سنہری آنکھیں شدید اضطراب کا شکار تھیں۔۔۔بابا کو پانی دیتی وہ ان کے ساتھ ہی آ بیٹھی تھی۔اور اس کی ماما بھی باہر اتے ان کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔۔

"میرا بچہ پریشان سا لگتا ہے سب خیریت ہے نا؟؟؟"بابا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا تھا۔۔اس نے نظریں اٹھا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔اگر بابا نے اس کی پریشانی بھانپ لی تھی تو یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔۔وہ ہمیشہ سے جان جاتے تھے۔۔

راحمہ کو میشا بہت عزیز تھی۔۔ہمیشہ سے اس نے یہی سوچا تھا کہ وہی اس کی بھابھی بن کر اس کے گھر آئے گی۔اور اب نا جانے کیا ہونے والا تھا۔۔

"بابا آپ کو میشا آپی کیسی لگتی ہیں؟؟"اس نے تمہید باندھنی چاہی تھی۔۔

"بہت اچھی بچی ہے ماشاءاللہ۔۔کیوں کچھ ہوا ہے کیا؟؟؟"وہ فکر مندی سے استفسار کر رہے تھے۔۔

"آپ کو پتہ ہے آج شریف انکل اور ان کی فیملی ان کے گھر آ رہے ہیں۔۔۔"وہ روہانسے لہجے میں بمشکل بول پائی تھی۔۔۔

"ہاں مجھے بتایا تھا صادق نے لیکن اس میں رونے کی کیا بات ہے؟؟؟"وہ سمجھ نہیں پائے تھے۔۔۔مابس خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی تھیں۔۔جانتی تھیں وہ باپ بیٹی ایک دوسرے کو زیادہ اچھے سے جانتے تھے۔۔

"وہ ان کا رشتہ لے کر آرہے ہیں۔۔میں جانتی ہوں آپ لوگ بھی انہیں رومان بھیا کی دلہن بنانے کی چاہ رکھتے ہیں۔۔لیکن آپ نے اب تک بات کیوں نہیں کی؟؟اگر انکل نے وہاں ہاں کر دی تو کیا ہو گا؟؟میں نہیں چاہتی وہ مجھ سے دور جائیں۔۔۔"ساری بات بتاتے آخر میں وہ بابا کے گلے لگتے ہچکیوں سے رو دی تھی۔۔ناجانے اسے اتنا رونا کیوں آرہا تھا۔۔یا شاید دل کے رشتے ہوتے ہی ایسے ہیں کہ خونی رشتوں سے بھی بڑھ کر وہ ہمیں پیارے ہو جاتے ہیں۔۔۔

"ارے میرا بچہ کس نے کہا کہ وہ رشتہ لا رہے ہیں؟؟اور اگر لا بھی رہے ہیں تو صادق ایسے ہی تھوڑی ہاں کر دے گا۔۔یہ سب نصیب کے کھیل ہوتے ہیں راحمہ۔۔اگر میشا کا نصیب رومان کے ساتھ جڑا ہے تو اسے ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔باقی فکر نہ کرو میں موقع دیکھتے ہی صادق سے بات کروں گا۔۔کوشش تو انسان کے ہاتھ میں ہی ہے نا۔۔۔امید ہے وہ مجھے افسردہ نہیں کرے گا لیکن پہلے تم چپ کرو۔۔پھر طبیعت خراب کر لو گی۔۔۔یہ لو پانی پیو شاباش۔۔"انہوں نے اس کی پیٹھ تھپکتے دلاسہ دیا تھا اور پانی پلایا تھا جو کہ نایاب بیگم لائی تھیں۔۔دو گھونٹ بھرتے اس نے گلاس کو لبوں سے جدا کر دیا تھا۔۔

"آپ سچ میں بات کریں گے نا؟؟؟"وہ چھوٹے بچوں کی طرح تصدیق چاہ رہی تھی۔۔لیکن جانتی تھی اگر اس کے بابا نے کہا تھا کہ وہ بات کریں گے تو وہ ضرور کریں گے۔۔۔

"ہاں ہمیں میشا رومان کے لیے بہت پسند ہے۔بلکہ ہم دونوں جا کر ان سے بات کریں گے۔۔"ماما نے بھی دوسری طرف سے اسے گلے لگاتے کہا تھا۔۔

"ویسے آپس کی بات ہے بیگم یہ پہلی نند ہے جو بھابھی کو اتنا چاہتی ہے۔۔"امان ملک ہنستے ہوئے اپنی بیگم سے مخاطب ہوئے تھے۔۔جس پر وہ بھی روتے روتے ہنس دی تھی۔۔

"اچھی بات ہے نا۔۔یہ ایسا کرے گی تو کل کو اسے بھی اچھی نند ملے گی۔۔"نایاب بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔۔

"بلکل اللہ پاک میری بیٹی کے نصیب بہت اچھے کرے گا۔۔جن کے دل صاف ہوں اللہ پاک ان کے ساتھ بھی کبھی برا نہیں ہونے دیتا۔۔"بابا نے محبت سے بیٹی کو تکتے دعا دی تھی۔۔جس پر اس کی ماما نے بھی زیر لب آمین کہا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"بابا بھیا کیوں نہیں آئے آپ کے ساتھ؟؟؟"آنسو پونچھتے وہ بھائی کے متعلق پوچھ رہی تھی۔۔

"رومان اور طلال پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں اسی لیے وہ لیٹ آئے گا۔۔"وہ صوفے سے اٹھتے بولے تھے۔۔

"اچھا۔۔"وہ سمجھتے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"آپ جلدی سے فریش ہو کر آجائیں میں کھانا لگاتی ہوں۔۔"نایاب بیگم شوہر کو کہتی خود کچن کی جانب چل دی تھی۔۔جس پر وہ بھی اثبات میں سر ہلاتے روم کی جانب قدم بڑھا چکے تھے۔۔جبکہ راحمہ وہیں صوفے پر کشن رکھے لیٹ گئی تھی۔۔۔

اس کے برعکس ساتھ والے گھر میں جھانکا جائے تو وہاں کافی چہل پہل تھی۔۔ایسا لگتا تھا مہمانوں کی آمد ہو چکی تھی۔شریف انکل اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کے ساتھ ان کے ڈرائنگ روم میں براجمان تھے۔۔میشا ان سب کو سلام کرتی واپس آکر سب چیزوں کا جائزہ لے رہی تھی۔۔سب چیزوں کے اوکے ہوتے ہی اس نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔محالہ اپنے بابا کے ساتھ وہیں بیٹھی تھی اب اسے سب چیزوں کا جائزہ بھی تو لینا تھا۔۔۔جبکہ امان ملک اور نایاب ملک خود ہی نہیں آئے تھے کیونکہ وہ لوگ صادق ملک سے ملنے آئے تھے تو یہی بہتر تھا کہ وہ آپس میں ہی بات کر لیں۔۔۔

www.novelsclubb.com

"شریف انکل خود تو پیٹو ہیں ہی ساتھ ساتھ بیوی اور بیٹے کا بھی یہی حال ہے۔۔اور بیٹے کے تو سر کے درمیانی حصے کے بال ہی غائب ہیں۔۔مجھے تو ان کی صحت سے لگتا ہے خاندانی پہلوان ہیں یہ لوگ۔۔۔"محالہ اپنے دل میں ان کو عجیب و غریب القابات سے نواز رہی تھی۔جبکہ وہ سب صادق ملک کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔۔کچھ دیر میں میشا نے کھانا لگا دیا تھا۔اور انہوں نے ایسے کھایا تھا جیسے کھانے کا حق ہو۔۔ساتھ ساتھ وہ کھانے کی تعریف بھی کر رہے

تھے۔۔ان کا بیٹا گاہے بگاہے میشا پر نظر بھی ڈال لیتا۔۔اور خواہ مخواہ ہی شرمانے لگتا۔۔جو کہ ڈائننگ ٹیبل کے پاس کھڑی تھی کہ کسی چیز کی کمی نہ ہو۔۔۔خود پر کسی کی نظریں وہ محسوس کر رہی تھی اور اسے یہ سب بہت عجیب لگ رہا تھا۔۔۔

"آپی دیکھ رہی ہیں ایسے کھا رہے ہیں جیسے صبح سے بھوکے ہوں۔۔۔اور بیٹے کو دیکھیں آپ کو ایسے دیکھ رہا ہے جیسے خوبصورت لڑکی پہلی بار دیکھی ہو۔۔۔" محالہ نے بظاہر مسکراتے بہن کو دانت پیستے کہا تھا۔۔۔

"ایسے نہیں بولتے ماہ۔۔ان کے لیے ہی تو سب بنایا ہے اور وہ کھا رہے ہیں تو اچھی بات ہے نا۔۔۔دوسری بات کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔"میشا اسے ڈپٹتی مزید سالن لینے گئی تھی جو کہ ٹیبل پر ختم ہو چکا تھا۔۔۔

"بھئی مزہ آگیا آج تو۔۔بہت ذائقہ ہے تمہاری بیٹی کے ہاتھ میں صادق۔۔۔ہم تو انگلیاں چاٹتے رہ گئے۔۔۔" کھانے کے بعد چائے پیتے انہوں نے کھانے کی تعریف کرتے کہا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"ہاں بھئی کھانا واقعی بہت مزے کا تھا۔۔"مسز شریف نے بھی شوہر کی بات کی تائید کرتے کہا تھا۔۔۔

"بس صوفیہ کے جانے کے بعد میشا نے ہی سب سنبھالا ہوا ہے۔۔اور پکاتے پکاتے تو ذائقہ آ ہی جاتا ہے۔۔۔"صادق ملک نے مسکراتے جواب دیا تھا۔۔

"ماں نہ ہو تو بیٹیوں کو سب سنبھالنا ہی پڑتا ہے بھائی صاحب۔۔وہ نہ کریں تو کون کرے۔۔" مسز شریف نے ان کا دکھ سمجھتے کہا تھا۔۔۔

"ہاں صحیح کہا آپ نے بھابھی۔۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے بولے تھے۔۔لہجہ افسردہ سا تھا۔۔

"آج میں تم سے بہت اہم بات کرنے آیا ہو صادق۔۔امید ہے تم مثبت جواب دو گے۔۔" آخر کار شریف صاحب پتے کی بات پر آ ہی گئے تھے۔۔ محالہ کے کان ان کی بات پر فوراً کھڑے ہوئے تھے۔۔

"کیسی بات؟؟؟" انہوں نے نا سمجھی سے استفسار کیا تھا۔۔۔

"بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے بیٹے کے لیے میشا بہت پسند ہے۔۔اور ہم چاہتے ہیں کہ میشا کو اپنی بہو بنالیں۔۔سب کچھ تو تم جانتے ہو۔۔اکلوتا بیٹا پے ہمارا سب کچھ اسی کا ہے۔۔اور جو اس کا ہو گا وہ سب میشا کا ہی تو ہو گا۔۔ باقی تم سوچ سمجھ کر جواب دینا۔۔ لیکن مجھے مایوس مت کرنا میں بہت آس لے کر آیا ہوں۔۔۔" انہوں نے ایک ہی بار میں ساری بات کہہ دی تھی۔۔ محالہ کی آنکھیں حیرت سے پوری کی پوری کھل چکی تھیں۔۔اپنی پیاری سی بہن کو اس پہلوان کے ساتھ امیجن کرتے اس نے منہ کے زاویے بگاڑتے جھرجھری لی تھی۔۔

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔" وہ فوراً سے فیصلہ کر چکی تھی۔۔

"دیکھو شریف یہ سب نصیب کے کھیل ہیں۔۔میں اپنی بیٹی سے پوچھ کر ہی کچھ جواب دوں گا اس کا فیصلہ سب سے اہم ہے میرے لیے۔۔زندگی اسی نے گزارنی ہے۔۔باقی جوڑے تو آسمانوں پر بنتے ہیں۔۔میشا اگر تمہارے بیٹے کے نصیب میں پہلے سے لکھ دی گئی ہے تو یہ رشتہ ہونے سے روکنے والا میں بھی نہیں ہوں۔۔۔"انہوں نے مناسب الفاظ کا چناؤ کرتے جواب دیا تھا۔۔جس پر وہ بھی ہامی بھر چکے تھے۔۔۔کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہ الوداعی کلمات کہتے جا چکے تھے۔۔۔

☆☆☆☆☆

"بڑی جلدی آ گئے آپ؟؟"وہ تب سے صوفے پر لیٹے ہی اس کا انتظار کر رہی تھی جب وہ گھر آیا تھا۔۔مسٹر اینڈ مسز ملک تو کب کے سو چکے تھے۔۔۔

"ہاں وہی میں بھی سوچ رہا تھا ذرا جلدی آ گیا ہوں ذرا دیر سے آتا۔۔ہے نا!!!"وہ صوفے پر ڈھے جانے کے انداز میں بیٹھتا نہایت ہی سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"بھیا کبھی کبھی تو انسان کو لائف میں سیریس بھی ہو جانا چاہیے۔۔۔"وہ شدید کوفت کا شکار تھی۔۔

"نہ نہ سیریس نام کا لفظ رومان ملک کے لیے بنا ہی نہیں ہے۔۔"وہ شیخی بھگاڑتے بولا تھا۔۔۔

"افوہ ایک آپ اور ایک آپ کے فلسفے کبھی ختم نہیں ہونے۔۔۔"وہ اکتاتے بولی تھی۔۔۔

"اچھا مطلب کی بات بتاؤ میرا انتظار کیوں کر رہی تھی تم؟ کوئی اپنا ہی مطلب ہو گا ورنہ اتنی اچھی تو ہو نہیں تم۔۔اور میرے لیے تو تم جاگنے سے رہی۔۔۔"وہ چلتا اپنے کمرے میں جا رہا تھا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔۔۔

"نہیں اس بار فائدہ آپ کا ہی ہے۔۔"وہ اس کے روبرو آتے بولی تھی۔۔۔

"خیریت میرے لیے کیوں؟؟"وہ ماتھے پر بل ڈالے استفسار کر رہا تھا۔۔۔

"آپ الٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہیں اور وہاں وہ پہلوان لے اڑا شاہ کو۔۔۔"اس بار وہ صوفے پر آرام دہ حالت میں بیٹھتے اسے جلاتے بولی تھی۔۔۔

"کیا مطلب؟ کون سا پہلوان؟؟؟"وہ اس بار سچ میں پریشان ہوا تھا۔۔۔

"وہی شریف انکل کا اکلوتا سپوت۔۔۔"وہ ہاتھ نچا نچا کر بولی تھی۔۔۔

"اچھا وہ۔۔۔اس کو چھوڑو تم اس کی کوئی ٹینشن نہیں ہے۔۔مجھے سو فیصد یقین ہے کہ صادق انکل میشا کا رشتہ وہاں کبھی نہیں کریں گے۔۔۔"وہ ہاتھ سے دفع کرتے بولا تھا۔۔۔

"اچھا اور آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟؟؟"اس بار پریشان ہونے کی باری راحمہ کی تھی۔۔

"تم انہی شریف انکل کی بات کر رہی ہو نا جو صادق انکل کے کولیگ ہیں؟؟؟"وہ تصدیق کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔

"ہاں وہی۔۔"وہ جلدی سے اثبات میں سر ہلاتے بولی تھی۔۔۔

"وہی جو اسی بلڈنگ میں بھی رہتے ہیں؟؟؟"

"ارے ہاں وہی اب کیا لکھ کر دوں آپ کو؟؟"وہ کوفت کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

"ہاں وہ لوگ جو ہیں نا وہ صرف نام کے شریف ہیں ورنہ تو اول درجے کے دو نمبر لوگ ہیں۔۔"وہ سرگوشی نما انداز میں بولا تھا۔۔اور وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"کیا واقعی؟؟؟"وہ حیرت نما انداز میں بولی تھی۔۔۔

"ہاں نا۔۔ان کا بیک گراؤنڈ سیاہ ہے۔فکر نہ کرو کچھ نہیں ہونے والا۔۔تم جا کر آرام سے سو جاؤ۔۔۔"وہ کافی حیران تھی لیکن اس پل اثبات میں سر ہلاتی جا چکی تھی۔۔

"میشا ملک صرف رومان ملک کی ہے وہ ازل سے میری ہیں اور میری ہی رہیں گی۔۔۔"وہ تصور میں اس کے سراپے کو آنکھوں کے سامنے لاتے ایک عزم سے بولا تھا۔۔ایک سکون سا تھا جو یہ الفاظ دہراتے اس کے رگ وپے میں سرایت کر گیا تھا۔۔۔

لیکن کون جانے کہ رومان ملک کی یہ پر اعتمادی پر اثر ثابت ہونے والی تھی یا نہیں۔۔اس کا فیصلہ تو وقت نے کرنا تھا۔۔۔اور وقت تو بڑے بڑوں کی بازی پلٹ دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔۔۔

☆☆☆☆☆

"ہم میشا آپی کی شادی وہاں نہیں کریں گے بابا۔۔" وہ سب لاؤنج میں موجود صوفوں پر براجمان تھے۔۔جب ماہ نے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔۔

"تم سے کسی نے پوچھا ہے کیا؟؟ میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ اس کا فیصلہ بابا کریں گے۔۔۔" شاہ نے اس بار اس کا لحاظ نہیں کیا تھا۔۔

"میں آپ سے نہیں بابا سے مخاطب ہوں۔۔" وہ بھی کہاں باز آنے والی تھی۔۔

"رشتہ تو میرا آیا ہے نا!!! جب تمہارا آئے تب یہ بات کرنا۔۔۔" شاہ نے اپنے بابا کے کندھے پر سر رکھتے کہا تھا۔۔

"بابا۔۔" ماہ نے بے بسی سے اپنے بابا کو پکارا تھا۔۔

"تم دونوں بحث کیوں کر رہی ہو؟؟ نہ وہ ہو گا جو ماہ چاہتی ہے اور نہ وہ ہو گا جو میں یا میشا چاہتے ہیں۔۔ ہو گا وہی جو نصیب میں پہلے سے ہی لکھ دیا گیا ہے۔۔اسی لیے آپس میں بحث کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔۔اور میں ایسے ہی تھوڑی اپنی لاڈلی کا رشتہ کہیں بھی طے کر دوں گا۔۔ یہ سب معاملات تو بہت سوچ سمجھ کر اور سوچ بچار کے بعد طے کیے جاتے ہیں۔۔" صادق ملک نے اپنی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لگاتے باری باری ان کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا تھا۔۔۔

"بابا باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن پلیز میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔کم از کم تب تک جب تک ماہ میچور نہیں ہو جاتی۔۔تب تک تو میں آپ دونوں کو اکیلا چھوڑ کر جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔"ان کے ساتھ لپٹتے شاہ روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔اور اس کی بات سنتے وہ دونوں بھی غمگیں ہو چکے تھے۔۔۔

"اللہ خیر کرے گا میشا۔۔"وہ فقط اتنا ہی بول پائے تھے۔۔اس کے بعد وہ دونوں بھی خاموش ہو چکی تھیں۔۔۔بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں یا شاید بیٹیوں کو رخصت کرنے کا مرحلہ ہوتا ہی ایسا ہے کہ انسان نا چاہتے ہوئے بھی غمگیں ہو جاتا ہے۔۔۔

"بیٹیوں کو تو رخصت ہونا ہی ہوتا ہے چاہے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔۔جگرا ہوتا ہے ان کا جو اپنی پھول جیسے بیٹیوں کو کسی اور کے حوالے کر دیتے ہیں۔۔ساری زندگی پال پوس کر بڑا کرتے ہیں اور ایک دن انہی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے کسی اور کو سونپ دیتے ہیں۔۔۔"

"میرے آنچل پہ بکھرے ہیں

ہزاروں رنگ چاہت کے

کبھی ممتا کبھی بہنا

کبھی بیٹی کی صورت میں۔۔"

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

طلال رات گئے تک گھر آیا تھا۔۔گھر آ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا تاکہ فریش ہو کر ڈنر کر سکے۔۔وہ جانتا تھا واثق اور موم بھی اس کے انتظار میں بھوکے بیٹھے ہونگے۔۔

اس نے کبرڈ سے اپنے لیے بلیک شرٹ اور بلیو پینٹ نکالی تھی اور جلدی سے فریش ہونے جا چکا تھا۔۔10 منٹ میں ہی وہ بال وغیرہ بنا کر نیچے موم کے کمرے میں موجود تھا۔۔

"سوری بیوٹیفل پیپلز میں ذرا لیٹ ہو گیا۔۔"سلام کرنے کے بعد طلال بھی بیڈ پر بیٹھتے بولا تھا جہاں واثق اور موم پہلے سے ہی موجود تھے۔۔۔

"نہیں نہیں کوئی بات نہیں ذرا اور بھی دیر سے آ جاتے۔۔ہمارا کیا ہے بھوک سے مر بھی جاتے تو کیا ہو جاتا۔۔۔"واثق فل تپا بیٹھا تھا۔۔

"واثق انصاری اس وقت ریڈ شرٹ اور بلیو پینٹ میں ملبوس تھا۔۔بال اس وقت ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے جبکہ بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کیا گیا تھا۔۔۔"

"بکو مت۔۔اور موم چلیں ڈنر کرتے ہیں۔۔مجھے خود بھی بہت بھوک لگی ہے۔۔۔"اسے سناتے وہ اپنی موم سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

"ہاں چلو۔۔اور واثق ایسی مرنے مارنے کی باتیں مت کیا کرو۔۔میرے پاس تم دونوں کے علاوہ ہے ہی کون!!!"موم نے اپنے لاڈلے کا ساتھ دیتے واثق کو بھی کھری کھری سنا دی تھیں۔۔۔

"ہاں میں تو ہوں ہی سوتیلا نا!!!اس لاڈلے سے کبھی کچھ مت کہیے گا ہو نہہ۔۔۔"واثق اپنی بھڑاس نکالتا باہر جا چکا تھا۔۔طلال نے معنی خیز سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی تھی۔۔جسے دیکھ وہ مزید تپ چکا تھا۔۔

"طلال تم جانتے ہو نا کہ وہ بھی تمہارے بنا کھانا نہیں کھاتا تو کوشش کیا کرو کہ جلدی آجایا کرو۔۔اگر کبھی دیر ہونی ہو تو پہلے ہی بتا دیا کرو تا کہ وہ تمہارے انتظار میں بھوکا نہ بیٹھا رہے۔۔۔"اس کے جاتے ہی انہوں نے طلال کو بھی سمجھایا تھا۔۔۔

"اوکے موم آئندہ سے خیال رکھوں گا۔۔۔"اس نے ہامی بھرتے بات کو ختم کرنا چاہا تھا۔۔

"اب چلو اسے بھی منانا پڑے گا تمہیں۔۔۔"

"قسم سے چھوٹے بچوں کی طرح روٹھتا ہے یہ۔۔۔"وہ کوفت سے بولا تھا۔۔۔

"وہ جتنا بھی بڑا ہو جائے تمہارے ساتھ اس کا رویہ چھوٹے بچوں کے جیسا ہی رہے گا۔۔۔"موم نے مسکراتے کہا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"جانتا ہوں اور وہ مجھے چھوٹا بھائی نہیں چھوٹا بیٹا لگتا ہے۔۔"طلال نے مسکراتے سر جھٹکتے کہا تھا۔۔۔

"چھوٹے بہن بھائی بھی بڑے بھائی کے لیے اولاد کی ہی حیثیت رکھتے ہیں بیٹا۔۔۔"موم نے اس کو تکتے کہا تھا۔۔۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن بچے بڑے بھی تو ہو جاتے ہیں لیکن یہ بچہ تو بلکل بھی بڑا نہیں ہو رہا موم۔۔۔"طلال آنکھیں پھاڑے حیرت سے گویا ہوا تھا۔۔۔

"جب شادی ہو گی تو بڑا بھی ہو جائے گا۔۔"باتوں کے دوران ہی وہ ڈنر ٹیبل پر آ بیٹھے تھے جہاں واثق پہلے سے منہ پھلائے بیٹھا تھا۔۔۔

"تو کرا دیں نا اس بچے کی شادی روکا کس نے ہے؟؟؟"طلال نے بھی اپنی نشست سنبھالتے واثق کے بال بگاڑتے کہا تھا۔۔۔

"ہاں بڑا بھائی بیٹھا رہے اور چھوٹا شادی کر لے یہ کہاں کا انصاف ہے!!!"واثق نے منہ کے زاویے بگاڑتے کہا تھا۔۔۔

"لاحول ولا قوۃ الا باللہ!!! یہ سارا ڈرامہ میری شادی کا تھا کیا!!!"طلال تو ان کی اداکاری پر اش اش کر اٹھا تھا۔۔۔ حیرت سے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے کو کرے تیور لیے ان دونوں کو گھور رہا تھا۔۔۔اور وہ دونوں نظریں چرا رہے تھے۔۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا نا کہ مجھے شادی نہیں کرنی ابھی تو نہیں کرنی۔۔آپ زبردستی کیوں کر رہے ہیں؟؟؟"وہ تو اس ٹاپک سے اکتا ہی چکا تھا۔۔ڈنر بھلائے اب وہ تینوں نئی بحث چھیڑے بیٹھے تھے۔۔۔

"کیا برائی ہے شادی کرنے میں؟؟؟ہر انسان کرتا ہے۔۔ہاں اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہے تو تم بتا سکتے ہو۔۔کسی لڑکی کا معاملہ ہے کیا؟؟؟"واثق سینے پر ہاتھ باندھے اس سے پوچھ گچھ میں مصروف تھا۔۔۔

"نہیں کرنی تو نہیں کرنی بس!!!"وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتے بولا تھا۔۔۔

"بیٹا وجہ بھی تو ہو نا!!!"اب کی بار موم نے استفسار کیا تھا۔۔۔طلال نے اکتاہٹ سے اپنا رخ موڑا تھا۔۔جیسے خود کو کچھ الٹا سیدھا کہنے سے باز رکھنا چاہ رہا ہو۔۔۔

"بولو نا۔۔یوں رخ موڑنے سے بات ختم نہیں ہو جائے گی۔۔۔"موم بھی آج بضد تھیں۔۔۔

"آپ کے شوہر کے کرتوت ہیں اس لائق کہ اس گھر میں کسی کی بہن بیٹی کو لایا جائے!!!"اس بار وہ آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بولا تھا۔۔کچھ پل کو انصاری ولاء میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔ملازم ان کی بحث سے بظاہر لاتعلقی ظاہر کیے اپنے کاموں میں مصروف رہے تھے۔۔۔

"ان کے کرتوت جیسے بھی ہوں طلال لیکن ان سب کا تمہاری شادی یا تمہاری بیوی سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تھیں۔۔۔

"کیوں کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے؟؟؟جو بھی لڑکی میری بیوی بن کر آئے گی وہ اسی گھر میں رہے گی نا۔۔۔"وہ شہادت کی انگلی کو چاروں طرف گھماتے بولا تھا۔۔۔

"اس کی حفاظت کا ذمہ تمہارا ہو گا طلال!!!اور تم ایک اچھے شوہر ثابت ہو سکتے ہو۔۔۔"

واثق نے اسے سمجھانا ضروری سمجھا تھا۔۔

"دن کے چوبیس گھنٹے میں اس کی حفاظت نہیں کر سکتا واثق۔۔وہ میرے ازلی دشمن ہیں۔۔وہ میری عزت کا بلکل خیال نہیں کریں گے۔۔ادھر میری نظر چونکی اور ادھر میں بہت بڑے خسارے کا شکار ہو سکتا ہوں۔۔اور مزید خساروں کا بوجھ میں اپنے کندھوں پر لادنے کی ہمت نہیں رکھتا۔۔۔"وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے بے بسی سے بولا تھا۔۔اس کا کرب کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا کوئی بھی نہیں۔۔موم اور واثق نے نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔۔

"تم ڈیڈ کو اتنا گرا ہوا سمجھتے ہو طلال۔۔وہ بیٹیوں جیسی بہو کے ساتھ ایسا بلکل بھی نہیں کریں گے۔۔تمہیں ایک بار اس موضوع پر سوچنا چاہیے۔۔۔"اس کی بات سنتے طلال کا قہقہہ بے ساختہ گونجا تھا۔۔سر پیچھے کو گرائے اسے اپنی ہنسی ضبط کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔۔موم نے بروقت نظریں جھکائی تھیں۔۔

www.novelsclubb.com

واثق حیرانی سے اس کو ہنستے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔وہ اس پل اسے کوئی دیوانہ ہی تو لگ رہا تھا۔۔۔

"سنا آپ نے موم واثق نے کیا کہا؟؟؟بیٹیوں جیسی بہو کا خیال کریں گے مسٹر انصاری۔۔۔لائک رئیلی۔۔۔"ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر ادا کیا گیا تھا۔۔اس کا چہرہ اس پل مارے ضبط کے سرخ ہو چکا تھا۔۔

"مثبت سوچو طلال۔۔ صرف اس ایک وجہ سے کیا تم ساری زندگی کنوارے بیٹھے رہو گے؟؟؟"موم فکر مند تھیں۔۔۔

"یہ ایک وجہ ساری وجوہات پہ بھاری ہے موم۔۔۔ سوری ٹو سے بٹ طلال انصاری اپنی فیملی بنانے کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔۔ البتہ جو شادی کرنا چاہتا ہے وہ شوق سے کرے۔۔۔"وہ واثق کو دیکھتے بولا تھا۔۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھتا کئی کئی سیڑھیاں پھلانگتا اپنے روم میں جاتے دروازہ بند کر چکا تھا۔۔۔ واثق نے نا سمجھی سے پہلے طلال اور پھر اپنی موم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"موم ایسی بھی آخر کیا بات ہے جو میں نہیں جانتا پلیز بتائیں ورنہ میرا سر یہی سب سوچ سوچ کر پھٹ جائے گا۔۔"وہ عاجزانہ لہجے میں اپنی موم کا ہاتھ تھامتے بولا تھا۔۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے واثق تم پلیز اس سب کے بارے میں زیادہ مت سوچو۔۔ طلال سے میں پھر کبھی اکیلے میں بات کرونگی امید ہے وہ مان جائے گا۔۔۔"انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے اسے دلاسہ دیا تھا۔۔ واثق ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔

اتنا تو وہ جان چکا تھا کہ ایسی کوئی بات ضرور ہے جو وہ نہیں جانتا اور وہ بھی کوئی چھوٹی موٹی نہیں بہت بڑی بات۔۔ لیکن اسے ان سب کا پتہ خود لگانا تھا۔۔ اس نے خود سے عہد کیا تھا۔۔۔ڈنر

ویسا کا ویسا ہی پڑا رہا تھا جو کہ ملازم رکھ کر گئے تھے۔۔اور وہ سب باری باری اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔سب کی سوچوں کا محور الگ الگ تھا۔۔

"انصاری ولاء کے در و دیوار اپنے اندر کئی گہرے راز سموئے ہوئے تھے۔۔کئی سنگین راز۔۔۔ کہ اگر کوئی جان جائے تو اس کی روح تک کانپ جائے۔۔۔"

☆☆☆☆☆

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟؟؟اتنے سکون سے کیسے سو سکتے ہیں آپ؟؟؟کیا آپ سب کچھ فراموش کر چکے ہیں!!!واہ تو یہ تھی بس آپ کی محبت۔۔ہاں کچھ وقت گزرنے کی دیر ہوتی ہے پھر تو سب ہی بھول جاتے ہیں۔وقت رہتے انسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے سب کچھ۔ اور آخر کار آپ بھی بھول ہی گئے۔۔۔بھول گئے آپ بھی۔سب بھول گئے آپ۔۔سب کچھ۔"وہ جنس روتے بھاگتے یہی کچھ بڑبڑا رہا تھا۔آواز کے بھاری پن سے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ فرد یہ سب روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔وہ جو کوئی بھی تھا وہ بھاگتا آنسو پونچھتا جا رہا تھا۔۔ کہ اس کو پتہ ہی نہ چلا کہ بھاگتے میں ہاتھ لگنے سے میز پر پڑا گلدان نیچے گرتے زمین بوس ہو چکا تھا۔۔اور یہی وہ وقت تھا جب اس کی آنکھ ایک دم سے کھلی تھی۔۔وہ پورا کا پورا پسینے میں نہایا ہوا تھا۔۔اے سی کی ٹھنڈی ہوا بھی اس پر اس وقت کوئی اثر نہیں کر رہی تھی۔۔ماتھے تک ہاتھ لے جاتے اس نے اپنا پسینہ صاف کیا تھا۔۔کچھ پل اس نے گہرے گہرے سانس لیتے خود کو نارمل کیا تھا۔۔۔

"نہیں!!! میں کچھ نہیں بھولا میں کچھ بھی نہیں بھولا!!! ناجانے مجھے کیسے نیند آگئی۔۔میں سکون سے نہیں سو سکتا بلکل ٹھیک کہا آپ نے میں تب تک سکون سے نہیں سو سکتا جب تک میں اپنا بدلہ نہیں لے لیتا۔۔میں اس انسان کو ایسے ہی گھومنے نہیں دوں گا۔۔۔"اپنے سر کو تھامتے وہ ایک ہی جست میں بولے جا رہا تھا۔۔

"ہاں کچھ پتہ لگا؟؟؟"آدھی رات کو اس نے کسی کو فون ملاتے دریافت کرنا چاہا تھا۔۔سامنے سے کال فوراً اٹھالی گئی تھی۔۔۔

"سر فلحال کچھ پتہ نہیں چل پایا۔۔وہ انسان بہت شاطر ہے۔۔کوئی بھی ثبوت ہاتھ آنے نہیں دے رہا۔۔وہ غلط کام بعد میں کرتا ہے اور ثبوت پہلے مٹاتا ہے۔۔ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی نہ کوئی سراغ ہاتھ آ ہی جائے۔۔انسان کتنا ہی شاطر کیوں نہ ہو ایک نہ ایک بھول ضرور کر جاتا ہے۔۔ہمیں بس اسی ایک موقعے کا انتظار ہے۔۔"اس نے تفصیل سے سب کچھ اس کے گوش گزار کیا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"فکر نہ کرو نعمان۔۔اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے ظالم کی رسی ڈھیلی ہے تو پکڑ میں بھی ضرور آئے گی ان شاءاللہ!!! تم لوگ کوشش جاری رکھو۔۔اور ہر لمحے کی خبر سے مجھے آگاہ کرتے رہو۔۔۔"اپنی بات کہتے اس نے فون بند کر دیا تھا۔۔لہجہ اس پل بے حد سنجیدہ اور بے بسی بھرا تھا۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی اسے کوئی ٹھوس ثبوت ملتا اور وہ اس شخص کو سلاخوں کے پیچھے لا کھڑا کرتا۔۔۔

" کبھی کبھی انسان کتنا بے بس ہو جاتا ہے نا!!! کہ ظالم سامنے ہو ہم اس کے بارے میں سب جانتے بھی ہوں۔۔ لیکن کچھ نہ کر پا رہے ہوں کیونکہ اس قانون کو ثبوت چاہیے ہوتا ہے۔۔ یہ دنیا والے انسان کی گواہی پر نہیں ٹھوس ثبوتوں پر یقین کرتے ہیں۔۔۔ لیکن کوئی بات نہیں یہ بے بسی بھرے دن کسی دن تو ختم ہو ہی جائیں گے ایک دن "طلال انصاری" بھی اس بے بسی سے چھٹکارا حاصل کر ہی لے گا۔۔ میرا رب کبھی بھی انسان کی محنت رائیگاں نہیں جانے دیتا۔۔ وہ تو خاموش دلوں کے حال بھی اچھے سے جانتا ہے۔۔۔" اوپر کی طرف چہرہ اٹھاتے وہ آس بھری نظروں سے دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔ طلال انصاری بے بسی کی جس انتہا پر تھا اس کا اندازہ اس پاک رب کے سوا کوئی بھی نہیں لگا سکتا تھا۔۔۔ اس کا دل ایک دم سے شدید گھبراہٹ کا شکار ہو چکا تھا۔۔ نیند تو طلال انصاری سے نا جانے کتنے برسوں سے خفا تھی۔۔ بیڈ سے اٹھ کر قدم قدم چلتا وہ اپنی کبرڈ تک گیا تھا۔۔ کبرڈ کے خفیہ دراز سے اس نے ایک چابی نکالی تھی۔۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ اپنے کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔ سارا گھر اس وقت نائٹ بلب کی روشنی میں نہایا ہوا تھا۔۔ جگہ جگہ نصب نائٹ بلبز اور اس گھر کا سناٹا ایک عجیب سا وحشت نما منظر پیش کر رہا تھا۔۔ اوپر سے ہی سارے گھر پر نظر دوڑاتا وہ تیزی سے سیڑھیاں عبور کر گیا تھا۔۔ سیڑھیوں کی دائیں جانب موجود ایک کمرہ لاکڈ تھا۔۔ شاید وہ ہمیشہ لاکڈ ہی رہتا تھا۔۔ اسے کھولنے کی اجازت صرف "طلال انصاری" کو ہوتی تھی۔۔ اور اس کمرے کے راز سے یا وہ واقف تھا یا پھر اس کی موم!!! دروازہ ان لاک کرتے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ دروازہ

احتیاط سے دوبارہ اندر سے لاک کر دیا گیا تھا۔۔ہاتھ بڑھا کر اندازے سے اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے بٹن آن کئے تھے۔۔لائٹ جلنے کی دیر تھی کہ سارا کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا اور طلال انصاری کے زخم پھر سے تازہ کر گیا تھا۔۔وہ جان بوجھ کر تو آتا تھا یہاں کہ اپنے مقصد کو بھول نہ پائے۔۔خود کو اذیت پہنچا کر وہ اپنے آپ کیلئے ایک نیا عزم اور ایک نئی امید لیے یہاں سے نکلتا تھا۔۔آگے بڑھتے وہ دیواروں پر نصب ان بڑی بڑی تصویروں کو باری باری ہاتھ سے چھو رہا تھا۔۔اور ہر تصویر کو چھوتے وہ اندر سے ٹوٹتا بھی جا رہا تھا۔۔وہ بہت مضبوط تھا وہ سب کے سامنے ٹوٹنے والوں میں سے نہیں تھا لیکن یہ ایک ایسی اذیت تھی جو ناسور کی طرح اس کے ساتھ چپک کر رہ گئی تھی۔۔اور اذیت دینے والا کھلے عام گھوم رہا تھا۔۔یہ اذیت اس سے بھی بڑھ کر تھی۔۔طلال انصاری کیلئے تو ہر طرف اذیت ہی اذیت تھی۔۔جیسے ہی اس نے اس مسکراتی تصویر کو دیکھا تو لب خود بخود ہی مسکرا اٹھے تھے۔۔اور لبوں پر مسکراہٹ کے ساتھ ہی چہرے پر ایک درد بھرا سایہ آ کر گزرا تھا۔۔۔

"وہ حسین یادیں تو میرا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہی میں کیا کروں!!!جب بھی یہاں آتا ہوں وہ سب کچھ تازہ ہو جاتا ہے۔۔وہ سب یادیں وہ آپ کے ساتھ گزرے سارے حسین پل!!! لیکن آپ فکر نہ کریں میں سب سے حساب لوں گا۔۔میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اذیت دینے والوں کو اس اذیت سے دوچار نہ کیا نا تو میرا نام بھی طلال انصاری نہیں۔۔۔یہاں آ کر میں کمزور نہیں بلکہ اور بھی مضبوط ہو جاتا ہوں۔۔کبھی نہ کبھی میرے ہاتھ بھی کوئی سراغ آ ہی

جائے گا۔۔کچھ پل اس کمرے میں گزارنے کے بعد وہ اسے لاک کرتا دوبارہ اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔کپڑے بدل کر کے تہجد کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ نماز فجر کی ادائیگی کیلئے مسجد روانہ ہوا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

آج شریف صاحب کو رشتے کی بات کیے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔۔اور مسٹر اینڈ مسز ملک بھی اپنی طرف سے مناسب طریقے سے میشا کے لیے رومان کی بات کر چکے تھے۔۔صادق ملک بھی ساری تحقیق کر رہے تھے۔۔لیکن ان کا ارادہ یہی تھا کہ وہ شریف صاحب کی طرف ہی ہاں کریں گے۔۔ان کو یہی لگ رہا تھا کہ امان ملک میشا کا رشتہ فقط ہمدردی کے تحت مانگ رہے ہیں۔۔پہلے ہی ان کے اتنے احسانات تھے اب ان میں مزید احسانات اٹھانے کی سکت نہیں تھی۔۔انس شریف کی صرف ایک عادت بری تھی کہ اس کے دوستوں کی سنگت ٹھیک نہیں تھی۔۔مالی طور پر وہ اسٹیبل تھے۔۔رشتے دار بھی اتنے نہیں تھے اور انس ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔ان کا خیال تھا کہ میشا کے اس کی زندگی میں شامل ہوتے ہی وہ دوستوں کو بھول جائے گا کچھ مزید تحقیق کے بعد وہ انہیں مثبت جواب دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔لیکن پہلے انہیں میشا سے اس بارے میں بات کرنی تھی۔۔وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھے جب میشا ان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی لیکن انہیں پتہ ہی نہیں چلا تھا۔۔

"بابا آج آپ بینک کیوں نہیں گئے؟؟" صبح سے اسے بابا کچھ کھوئے کھوئے سے لگ رہے تھے اور آج وہ ڈیوٹی پر بھی نہیں گئے تھے۔۔اور وہ ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی تھی انہیں تب بھی اندازہ نہیں ہوا تھا۔۔۔ماہ کے کالج جانے کے بعد اب جب وہ فارغ ہوئی تو ان کے کمرے میں آتے پوچھ رہی تھی۔۔

"ویسے ہی نہیں گیا۔۔سوچ رہا تھا کہ میری بیٹیاں اتنی بڑی ہو گئیں کہ اب ان کے رشتے آنا شروع ہو گئے ہیں۔۔تمہاری ماں تو پہلے ہی چھوڑ گئی اب بس میں تم دونوں کا فرض ادا کر دوں تو زندگی میں سکون ہو جائے گا۔۔میشا میں جانتا ہوں میں تمہارا باپ ہوں اور ایسی بات کرنا مجھے زیب بھی نہیں دیتا لیکن میری بھی مجبوری ہے۔۔۔" وہ ایک دم جیسے ہوش میں آئے تھے۔۔ اس کو جواب دیتے وہ اگلی بات کے لیے تمہید باندھ رہے تھے۔۔۔

"کیسی بات بابا؟؟" وہ صرف اتنا ہی بول پائی تھی۔۔رومان کی طرف آئے رشتے سے وہ بھی ناواقف نہیں تھی۔۔رومان کی آنکھوں میں خود کے لیے پسندیدگی وہ شروع سے ہی دیکھتی آئی تھی۔۔لیکن وہ ایک مشرقی لڑکی تھی وہ وہی کرے گی جو اس کے بابا چاہیں اور کہیں گے۔۔ دل میں تو ایک انجانی سی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔۔لیکن وہ دل کی نہیں دماغ کی سننے والوں میں سے تھی۔۔وہ جذباتی ہو کر اپنی خوشی کو نہیں وہ اپنے بابا کے فیصلے کو اہمیت دے گی اور اس بات کا فیصلہ میشا ملک شروع سے ہی کر چکی تھی۔۔۔

"میشا تم جانتی ہو نا کہ تمہارے لیے دو رشتے آئے ہیں۔۔اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ رومان ہر لحاظ سے بہترین ہے۔۔"رومان کے نام پر فوراً سے آنکھیں اٹھا کر اس نے اپنے بابا کو دیکھا تھا۔۔دل ایک عجیب ہی لے میں دھڑک رہا تھا۔۔قسمت نا جانے کون سے کھیل کھیلنے کو تیار تھی۔۔

"لیکن۔۔۔"اتنا کہتے وہ خاموش ہو گئے تھے۔۔اور ان کے خاموش ہوتے ہی میشا کے دل کی دھڑکن بھی رک سی گئی تھی۔۔۔

"لیکن کیا بابا!!!"وہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی تھی۔۔

"امان کے مجھ پر بہت سے احسانات ہیں میشا اور ان سے تم بھی واقف ہو۔۔تمہاری ماں کے جانے کے بعد اس کی فیملی نے ہمیں بہت سنبھالا ہے۔۔میں جانتا ہوں وہ اب بھی اسی دوستی اور ہمدردی کے ناطے مجھ سے رومان کیلیے تمہیں مانگ رہا ہے۔۔لیکن میں ایسا نہیں چاہتا۔۔میں چاہتا ہوں اس بار میں اس کا احسان نہ لوں۔۔تم سمجھ رہی ہو نا۔۔۔"اور یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ میشا کا دل بری طرح سے ٹوٹا تھا۔۔اس بارے میں تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔کہ ایک رشتہ ہمدردی کا بھی تو ہو سکتا ہے۔۔لیکن وہ لبوں سے کچھ نہیں بول پائی تھی اس نے نظریں نیچے ہی مرکوز لیے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔آنکھیں نمکین پانی سے لبریز تھیں۔۔۔

www.novelsclubb.com

"انس بھی اچھا لڑکا ہے میشا۔۔۔"اس بار وہ اپنی لاڈلی اور سمجھدار بیٹی کا ہاتھ تھامتے بولے تھے۔۔

"دوستوں کی سنگت تو شادی کے بعد بدل جاتی ہے نا۔۔بلکہ دوستوں کے پاس جانے کا وقت ہی نہیں مل پاتا۔۔زندگی کی الجھنوں میں انسان الجھ کر رہ جاتا ہے۔۔دل کا بہت اچھا ہے وہ۔۔ اور اس کی فیملی بھی بہت اچھی ہے۔۔اگر تم کہو تو میں وہاں ہاں کر دوں؟؟اگر نہیں تو ہم انتظار کر لیں گے کوئی اور اچھا رشتہ آتے دیر تھوڑی لگتی ہے۔۔۔"وہ اپنے طرف سے بہت سوچ سمجھ کر الفاظ ادا کر رہے تھے۔۔

"بابا!!!آپ کو جو بہتر لگے آپ وہ کر سکتے ہیں۔۔آپ میرے بابا ہیں آپ میرے بارے میں غلط فیصلہ کیسے لے سکتے ہیں!!!آپ کا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے دل و جان سے منظور ہو گا۔۔۔"مشرقی لڑکی نے اپنی زندگی کا فیصلہ اپنے بابا کو سونپ دیا تھا۔۔اس نے دل کی نہیں سنی تھی اس نے اپنے بابا کو مان بخشا تھا۔۔اور پھر بیٹیاں تو ہوتی ہی مان رکھنے کے لیے ہیں نا۔۔۔ اس نے بھی اپنے بابا کا مان برقرار رکھا تھا۔۔آنسوؤں کو اپنے اندر اتارتی وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔اور اس کے جواب پر صادق ملک کا سارا بوجھ پانی کی طرح بہہ سا گیا تھا۔۔انہوں نے مسکراتے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے کئی دعاؤں سے نوازا تھا۔۔

"لیکن بابا مجھے فی الحال شادی نہیں کرنی۔۔۔"اس بار وہ واقعی پریشانی سے گویا ہوئی تھی۔۔

"میں جانتا ہوں میں ان سے اس بارے میں بات ضرور کروں گا لیکن جو وقت اس رب نے تمہارے لیے مقرر کیا ہے اسی وقت تمہاری شادی ہو گی۔۔میں یا تم یا پھر وہ لوگ اس میں کچھ نہیں کر سکتے دعا کرو اللہ پاک خیر کا وقت لائے۔۔۔"

"آمین۔۔"اتنا بولتے وہ کسی کام کا بہانہ کرتی ان کے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔اور پیچھے صادق ملک نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔

اپنے کمرے میں جاتے اس نے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔اور دروازے کے ساتھ ہی لگتے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔دل کی حالت ابتر تھی۔۔شدید ابتر۔۔۔اس پل اس کے اندر بہت کچھ ٹوٹا تھا۔۔۔

"میں نے ایسا کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہو گا۔۔میں نے ان کی پسندیدگی پر کبھی بھی مثبت جواب یا اشارہ نہیں دیا تھا۔۔میں نے ہمیشہ سے یہ حق اپنے بابا کو سونپا تھا لیکن آج پتہ نہیں میرا دم کیوں گھٹ رہا ہے!!میرا دل کسی اور کے نام ہونے پر اداس کیوں ہو رہا ہے!!!بابا کا مان رکھ لینے کے بعد بھی میں دل سے خوش کیوں نہیں ہوں؟؟؟مجھے اتنا رونا اخر کیوں آرہا ہے؟؟؟"اتنا کہتے وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔الفاظ ساتھ چھوڑ گئے تھے۔۔وہ سب کچھ جانتے بھی انجان بن رہی تھی۔۔وہ اپنی حالت کو "محبت"کا نام نہیں دینا چاہتی تھی۔۔وہ خود کو اس درد سے شناسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔وہ خود کو ہی بیوقوف بنا رہی تھی۔۔لیکن قبول نہ کرنے سے یہ درد ختم تو نہیں ہو جانا تھا۔۔محبت کا

روگ میشا ملک کی روح میں بھی اندر تک سرایت کر گیا تھا۔۔وقت نے ناجانے اسے آگے کون کون سے روگ لگانے تھے۔۔اس موم کی گڑیا نے ناجانے کون کون سے درد سہنے تھے۔۔اس خاموش سی رہنے والی لڑکی نے اور کتنا خاموش رہنا تھا۔۔یہ سب فیصلے اس کی قسمت نے کرنے تھے۔۔

"نہیں میں ایسے رو نہیں سکتی۔۔میں اپنے بابا کو مزید احسانات کا بار اٹھانے نہیں دونگی میں ان کے کندھوں پر مزید کوئی بوجھ نہیں ڈالوں گی۔۔۔جو فیصلہ بابا کریں گے میں اسی میں خوش رہوں گی۔۔مجھے خوش رہنا ہے مجھے بلکل بھی اداس نہیں ہونا۔۔مجھے اپنے بابا کو کوئی دکھ نہیں دینا۔۔مجھے ان کو دکھ دینے کی وجہ نہیں بننا۔۔"اپنے آنسو صاف کرتی وہ خود سے عہد کر رہی تھی۔۔۔اس نے خود سے ایک پل میں کئی عہد کر لیے تھے۔۔ان عہدوں کو اسی نے نبھانا تھا اور خوب نبھانا تھا۔۔

"میشا ملک دوسروں کا دل توڑنے والوں میں سے نہیں تھی وہ خود کا دل توڑ کر باقیوں کے دلوں پر مرہم رکھنے والوں میں سے تھی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"Look At There Guys Love Birds Are Coming!!!"

وہ دونوں کلاس سے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے گراؤنڈ سے نکل رہی تھیں جب امایہ نے انگلی سے اس طرف اشارہ کرتے ہانک لگائی تھی۔۔۔لہجہ تمسخرانہ تھا۔۔اس کی آواز سنتے ان دونوں نے

نظریں اٹھاتے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور پھر امایہ کو جو کہ سینے پر ہاتھ باندھے مسکراتے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

"ماہ پلیز اس کو اگنور کرو اور سیدھا کینٹین کی طرف چلو۔۔ابھی مجھ میں بحث کرنے کی ہمت نہیں ہے۔۔"حمہ نے اسے تاکید کرتے اپنے ساتھ کھینچنا چاہا تھا۔۔

"نہیں اس کو جواب دے کر ہی جائیں گے۔۔۔"مضبوط لہجے میں کہتی وہ حمہ کو ساتھ لیتی امایہ کے روبرو آ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"What's Your Problem Amaya!!!"

ماہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تھا۔۔۔

"Nothing!!!"

وہ کندھے اچکا گئی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"تو اگر کوئی پرابلم نہیں ہے تو دوسروں کے ساتھ پنگے لینے سے اجتناب ہی برتا کرو اوکے۔۔ فضول میں ہمارے منہ لگنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔۔اپنے انہی چیلوں تک ہی اپنا رعب جھاڑا کرو کیونکہ تمہارا رعب صرف انہی پر ہی چل سکتا ہے۔۔۔"ماہ نے اس کے دونوں اطراف میں کھڑی حنا اور حریم کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔وہ دونوں تو غصے سے آنکھیں پھاڑے ماہ کو گھورنے میں مصروف تھیں۔۔۔

"میرا رعب کس پر چلتا ہے اور کس پر نہیں یہ سب تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔اور تم بھی اتنا ایٹیٹیوڈ دیکھاتی ہو اس کی آخر وجہ کیا ہے!!!"

"میں فالتو لوگوں کو جواب دینے کے حق میں بلکل نہیں ہوں۔۔۔" محالہ مزے سے اسے جواب دیتی حمہ کو ساتھ لیتی جا چکی تھی۔۔جس بات سے امایہ چڑتی تھی محالہ آخر میں ہمیشہ وہی سب کرتی تھی۔۔اس کے جواب کا انتظار کیے بنا ہی آگے بڑھ جاتی تھی جس پر وہ کلس کر رہ جاتی تھی۔۔غصے سے اس نے اپنا پیر زمین پر پٹخا تھا۔۔جبکہ "ماہ حمہ "اپنی ہنسی کو دبائے کینٹین کی طرف بڑھ چکی تھیں۔۔وہ جانتی تھیں امایہ اس وقت شدید غصے میں ہو گی۔۔۔لیکن اس میں ان کی تو کوئی غلطی نہیں تھی۔۔پہل تو ہمیشہ امایہ ہی کرتی تھی نا۔۔۔

"تم کیوں خاموش تھی اس کے سامنے؟؟؟"وہ دونوں کینٹین میں آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھی تھی جب ماہ نے حمہ سے پوچھا تھا۔۔آرڈر وہ آتے ہی دے چکے تھے۔۔۔

"ماہ میرا دل نہیں تھا کچھ بھی کہنے کو۔۔پتہ نہیں کیوں ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ برا ہونے والا ہے۔۔"وہ واقعی پریشان سی لگتی تھی۔۔

"اللہ خیر کرے۔۔کبھی بھی کچھ اچھا نہ سوچنا۔۔ہمیشہ تمہیں بری وائبز ہی آتی ہیں۔۔"وہ ریلیکس سی ہوتی کرسی سے ٹیک لگا گئی تھی۔۔ساتھ اسے کوسنا بھی نہیں بھولی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"محالہ ملک کسی بات کو سیریس لینے والوں میں سے نہیں تھی لیکن راحمہ ملک بات کی گہرائی تک جانے والوں میں سے تھی۔۔وہ دونوں اس معاملے میں بلکل مختلف تھیں۔۔۔"

"ماہ اب تم نے پوچھا تو میں نے بتا دیا۔۔ناجانے دل کیوں اداس سا رہنے لگا ہے۔۔اور ماما بابا کی بات کا انکل نے اب تک کوئی جواب بھی نہیں دیا۔۔بھیا تو بلکل ریلیکس گھوم رہے ہیں بلکل تمہاری طرح!!!انہیں پورا یقین ہے کہ انکل ہاں میں ہی جواب دیں گے لیکن ان کی خاموشی مجھے کسی اور طرف ہی اشارہ دے رہی ہے۔۔۔"وہ دھیمے لہجے میں اسے اپنے دل کا حال سنا رہی تھی۔۔۔

"ٹھیک کہتے ہیں رومی بھائی تمہیں ہر بات کی ہی فکر لگی رہتی ہے لائف میں چل کرنا سیکھو حمہ۔۔شاہ کہتی ہیں ہمیشہ ہمیں ہر بات کا مثبت پہلو سوچنا چاہیے۔۔ہمیشہ اچھے کی ہی امید رکھنی چاہیے۔۔اور ہاں رومی بھائی کی طرح مجھے بھی پورا یقین ہے کہ بابا ہاں میں ہی جواب دیں گے۔۔"فرائز کا بائٹ لیتے وہ اب بھی مطمئن انداز میں بولی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

"اللہ کرے تم دونوں کی سوچ صحیح ثابت ہو اور میری وائبز غلط ہی نکلیں۔۔۔"وہ ٹیبل پر سر رکھے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

"توبہ ہے۔۔دکھی آتمہ تو تم منٹ میں بن جاتی ہو اٹھو اور یہ سب جو منگوایا ہے نا وہ کھاؤ۔۔آج تو میں نے منگوائے بھی اپنے پیسوں سے ہیں اور میرا ایک روپے بھی ضائع ہو جائے یہ مجھ سے

برداشت نہیں ہوتا۔۔"اسے جھنجھوڑ کر سیدھا کرتی وہ انگلی اٹھاتے ساتھ وارن بھی کر رہی تھی۔۔۔

"ناجانے وہ کون سا وقت تھا جب میں نے ماہ نامی چڑیل کو اپنی بیسٹ فرینڈ ڈکلیئر کیا تھا!!!" اس بار وہ بھی اپنی ٹون میں واپس آتی بولی تھی۔۔

"جو بھی وقت تھا بہت اچھا تھا۔۔آفٹر آل میں دی گریٹ محالہ ملک تمہاری زندگی میں آئی تھی۔۔"وہ بھی محالہ تھی۔۔خود کی تعریف کرنا تو اس نے اپنے اوپر فرض ہی کیا ہوا تھا۔۔۔

"اپنے منہ میاں مٹھو۔۔۔"

"یہ بھی کسی کسی کا کام ہوتا ہے راحمہ میڈم۔۔"وہ باز نہیں آئی تھی۔۔

"ہمم یہ بھی صحیح کہا۔۔اب ایسی بونگیاں ہر کوئی تو مارنے سے رہا۔۔۔"

"جیلیس پیپلز ہونہہ۔۔۔"وہ ہاتھ سے اسے دفع کرتے بولی تھی۔۔۔

"ہو ہی نہ جائے کوئی۔۔۔"راحمہ بھی دوبدو جواب دے رہی تھی۔۔

"اب تم بھی بونگیاں ہی مار رہی ہو اچھا۔۔جلدی سے سب ختم کرو اور اٹھو اگلے لیکچر کا وقت ہونے والا ہے۔۔قسم سے سارے کم عقل انسان میرے ہی پلے پڑے ہوئے ہیں پہلے اس امایہ کی بچی نے وقت برباد کیا اور اب یہ حمہ میڈم بھی لگتا ہے اس سے کلاسسز لے کے آئی

بیٹھی ہیں۔۔ مجال ہے جو مجھے دو پل خوش ہونے دو تم لوگ۔۔" وہ تو خوا مخواہ ہی تپ گئی تھی اور اس کی بڑبڑاہٹ سنتے راحمہ کا قہقہہ بے ساختہ گونجا تھا۔۔

"اچھا اچھا اپنا خون نہ جلاؤ چلو چلتے ہیں۔۔" اٹھ کر اسے گلے لگاتے وہ اسے ساتھ لگاتے ہی باہر کی طرف چل دی تھی۔۔

"ویسے امایہ غلط بھی نہیں کہہ رہی تھی ماہ!!! حرکتیں تو ہماری لو برڈز والی ہی ہیں۔۔۔ تم نے اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی پورے کالج میں بدنام کیا ہوا ہے۔۔۔" وہ اپنے قہقہے کا گلہ گھونٹتے بظاہر سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔

"خبردار جو اس میک اپ کی دکان کی طرفداری کی تم نے۔۔ دوست میری اور طرفداریاں اس کی۔۔۔" وہ ہاتھ جھلاتے بولی تھی۔۔۔

"اوکے بوس نہیں کرتی۔۔۔ لیکن تم نا یہ چھچھوڑی حرکتیں چھوڑ دو نا تو اس کالج میں ہماری بھی کوئی عزت بن ہی جائے گی۔۔۔" اس بار وہ کہتی گراؤنڈ کی جانب دور لگا گئی تھی۔۔

"تمہیں تو میں ابھی بتاتی ہوں بے وفا عورت میرے پیار کی قدر ہی نہیں ہے تمہیں۔۔ فری میں مل جاتا ہے نا اسی لیے۔۔ لوگ تو ترستے ہیں کہ محالہ ملک ان سے دوستی کر لے۔۔ اور ایک تم ہو کہ تمہیں قدر ہی نہیں ہے۔۔۔" اس کے پیچھے بھاگتے اس کی بڑبڑاہٹ جاری تھی۔۔ گارڈن میں بیٹھے سارے اسٹوڈنٹ ان کا یہ ٹوم اینڈ جیری شو دیکھ رہے تھے۔۔۔ کچھ انجوائے کر

رہے تھے تو کچھ فقط سر جھٹک کر دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے جیسے کہہ رہے ہوں کہ یہ تو ان کا روز کا کام ہے۔۔ لیکن ابھی "ماہ حمہ" کا یہ شو کچھ دیر جاری ہی رہنے والا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"آج رات کو تمہاری ساری فیملی میرے گھر ڈنر پر انوائیٹڈ ہے۔۔ میں کچھ نہیں سن رہا بھابھی اور بچوں کو ساتھ لے کر آنا ہے تم نے۔۔۔" فرہاد انصاری فون پر کسی سے مخاطب تھے۔۔۔

"آپکی بھابھی کا تو پتہ ہی ہے آپ کو۔۔۔ اس کی زندگی اپنے ہی سوشل سرکل کے گرد گھومتی ہے۔۔ پارٹیز، فرینڈز، گیٹ ٹوگیدر وہ کہاں آپائے گی لیکن انویٹیشن آپ کا میں اس تک پہنچا دوں گا۔۔" مقابل نے بھی تفصیلاً جواب دیا تھا۔۔

"ہاں یار مزے میں ہو تم اور ایک ہم ہیں جن کو بی بی جی دے دی گئی ہیں۔۔ میں تو اپنی بیوی کو کسی پارٹی میں لے جانے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔۔ بے عزتی ہی ہونی ہے میری۔۔۔" وہ اس وقت لاؤنج میں موجود صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے تھے۔۔ بات کرنے کے دوران ٹانگ کو مسلسل جھلایا جا رہا تھا۔۔۔

"بس ماں جی نے بھی کہاں پھنسا دیا آپ کو۔۔ میں تو پسند کی شادی کر کے مزے میں ہوں۔۔ ویسے طلال کا رویہ کیسا ہے آپ کے ساتھ؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"طلال تو ہاتھ دھو کے میرے پیچھے پڑا ہے یار۔۔واثق میرے ہاتھوں میں ہے اس کی کوئی فکر نہیں ہے لیکن طلال!!! گلے کا طوق بن چکا ہے وہ تو۔۔لیکن وہ بھی کیا بگاڑ لے گا میرا۔۔میں بھی اسی کا باپ ہوں۔۔اتنے سالوں سے تو کوئی سرا اس کے ہاتھ آیا نہیں تو اب بھی نہیں آنے والا۔۔۔"وہ بے فکر سے تھے۔۔

"طلال کا شادی کا ارادہ بنا یا نہیں؟؟؟"وہ پوری ہسٹری ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔

"طلال کا شادی کا ارادہ بھی بنالیں گے اور بے فکر رہو تمہاری بیٹی ہی میری بہو بن کر اس گھر میں آئے گی۔۔۔"

"اتنی ماڈرن بیٹی ہے میری۔۔جس کی بیوی بنے گی اس کی تو قسمت ہی کھل جائے گی۔۔طلال کی بزنس پارٹیز میں اس کے شانہ بشانہ کھڑی رہے گی۔۔۔اس کی ایج اتنی نہیں ہے لیکن جب تک آپ طلال کو کنوینس کریں گے تب تک میں اس کی شادی کر دوں گا۔۔پڑھائی تو ہوتی ہی رہتی ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"ٹھیک کہا تم نے۔۔ویسے میری ذاتی رائے ہے طلال بھی اسے پسند ضرور کرتا ہے۔۔"

"اتنی قابل اور زبردست سے بیک گراؤنڈ والی لڑکی کو کون نہ اپنائے بھائی صاحب۔۔میرا سب کچھ میرے انہی دو بچوں کا ہی تو ہے۔۔اور بزنس میں کچھ شیئرز بھی میں نے اپنی بیٹی کے

نام کیے ہیں۔۔ظاہر ہے طلال ان سب باتوں سے بخوبی واقف ہے۔۔میری بیٹی سے شادی اسے مزید کامیاب بنادے گی۔۔۔یہ گولڈن چانس وہ کیوں گنوائے گا!!!"

"طلال کو تو منا ہی لیں گے۔۔لیکن وہ بعد کا مسئلہ ہے فی الحال تم شام کو ضرور آنا۔۔ایک شاندار ڈنر تمہارا منتظر ہے۔۔۔"

"ضرور بھائی صاحب پھر شام میں ملاقات ہوتی ہے۔۔۔"

"ہاں باقی کی کنورسیشن رات میں کریں گے۔۔گڈ بائے!!!"

"کس کو دعوت نامے دیے جارہے ہیں؟؟؟"وہ بات کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ انہیں اپنے عقب سے کسی کی آواز سنائی دی تھی۔۔ان کا رنگ فق ہوا تھا۔۔۔

"تم۔۔۔تم کب آئے؟؟؟"وہ اڑی رنگت لیے مخاطب ہوئے تھے۔۔

"میں آج جلدی آگیا تھا۔۔باہر آیا تو آپ کسی کو ڈنر پر انوائیٹ کر رہے تھے کون تھا وہ؟؟" واثق گہری نظروں سے ان کا جائزہ لیتے پوچھ رہا تھا۔۔

"مطلب تم نیچے ابھی ابھی آئے ہو؟؟؟"انہوں نے جیسے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔اڑی رنگت بحال ہوئی تھی۔۔۔

"ہاں لیکن آپ کا رنگ فق کیوں ہو گیا؟"وہ سنجیدہ تاثرات لیے ہوئے تھا۔۔

"نہیں وہ ویسے ہی بس!!! خیر ڈنر پر تمہارے انکل کو انوائیٹ کیا ہے ان کی فیملی کے ساتھ۔۔۔"چند قدم کا فاصلہ عبور کرتے وہ اس کے سامنے جا کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

"خیریت؟؟؟"

"کیا مطلب اب میں اپنے بھائی کو اپنے ہی گھر ڈنر پر انوائیٹ بھی نہیں کر سکتا؟؟؟"وہ الٹا سوال کر رہے تھے۔۔

"کر سکتے ہیں لیکن کوئی خاص وجہ بھی تو ہو نا!!! آپ اچھے سے جانتے ہیں طلال کو ان کی فیملی اور وہ ایک آنکھ نہیں بھاتے اور آپ مہینے میں ایک بار تو لازمی ان کو انوائیٹ کرتے ہیں اور وہ بھی منہ اٹھائے آ جاتے ہیں۔۔۔"واثق بھی لحاظ کیے بنا بولا تھا۔۔۔

"بھائی کے نقش قدم پر چلتے باپ کے ساتھ تم بھی ایسا رویہ رکھو گے واثق!!! طلال انہیں پسند کرے یا ناپسند لیکن وہ میرا بھائی ہے جب تک میں اس گھر میں ہوں وہ لوگ آتے رہیں گے اور میں کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ میرے بھائی یا اس کی فیملی کے خلاف اول فول بکے۔۔۔"اس کو جواب دیتے وہ اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔۔۔

"مجھے لگتا ہے اس گھر میں رہتے میں تو ایک نا ایک دن پاگل ہی ہو جاؤں گا۔۔ہر انسان کے اپنے مسئلے ہیں۔۔طلال خود ہی نمٹے گا ان سے اب۔۔۔"وہ سر نفی میں ہلاتے کہہ رہا تھا۔۔ملازم کو کافی کا آرڈر دیتا وہ بھی واپس اوپر جا چکا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

وہ اپنے آفس میں بیٹھا کانوں میں ہینڈ فری لگائے میوزک سننے میں مصروف تھا۔۔ میوزک سنتے وہ خود بھی ساتھ ساتھ جھوم رہا تھا اور اپنی چیئر کو بھی گھما رہا تھا۔۔ کہ ایک دم سے اس کے موبائل پر کسی کی کال آئی تھی اس نے کوفت سے آنکھیں کھول کر سکرین پر نگاہ دوڑائی تھی۔۔ اور جس کا نام سامنے سکرین پر جگمگا رہا تھا اسے دیکھ کر وہ خاصا بدمزہ ہوا تھا۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟؟؟" فون پیس کرتے ہی وہ اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولا تھا۔۔

"میرا کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کا مسئلہ ہے۔۔ بڑا یقین تھا نا آپ کو کہ صادق انکل اپ کے حق میں ہی فیصلہ کریں گے تو کان کھول کر سن لیں وہ لوگ شریف خاندان کو مثبت جواب دینے کا ارادہ کیے بیٹھے ہیں۔۔ آپ رہیں مزے میں اور لیں ہر بات کو مذاق میں۔۔ شاہ کو تو وہ پہلوان سچ میں لے اڑا۔۔۔" اپنی سناتے راحمہ کھٹاک سے فون بند کر چکی تھی۔۔ راحمہ کی آواز بھرائی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔ اور رومان ملک!!! اس کے تو کان سائیں سائیں کر رہے تھے جیسے اسے یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ اس نے آخر سنا کیا ہے!!! جیسے اسے یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ اس کا مان اس کا یقین ٹوٹ چکا ہے۔۔ ایک اور چیز بھی تو تھی جو رومان ملک کی ٹوٹی تھی۔۔ کیا تھا وہ؟؟؟ شاید اس کا "دل" "شاید نہیں یقیناً!!! وہ ویسی ہی حالت میں بیٹھا کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا۔۔۔

"ایسا نہیں ہو سکتا!!!" وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔۔

"نہیں ہو سکتا ایسا!!!"ایک دم سے اٹھتے اس نے ٹیبل پر پڑی ساری چیزوں کو ایک جھٹکے سے زمین پر پٹخ دیا تھا۔۔

"میں یہ رشتہ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ یشا صرف میری ہے صرف میری۔۔۔"اس نے موبائل، ہینڈ فری سب کچھ دور پھینک دیا تھا۔۔

"رومان!!! یہ کیا کر رہے ہو!!! خیر تو ہے!!!"ایسا رومان نے زندگی میں پہلی بار کیا تھا۔۔ لیکن دل بھی تو پہلی ہی بار ٹوٹا تھا نا!!! ہمیشہ سے وہ ہی طلال کو ایسا کرنے سے روکتا تھا اور آج وہ خود ہی یہ سب کر رہا تھا۔۔(طلال جو کسی کام سے رومان کے آفس آیا تھا۔۔اس کے آفس کا دروازہ کھولتے ہی اسے رومان وہ سب کرتا دیکھائی دیا تھا جو کہ اس کے لیے بلکل غیر یقینی سا تھا۔۔)

"یہ لو پانی پیو اور ریلیکس ہو جاؤ۔۔اور مجھے بتاؤ آخر ایسا بھی کیا ہوا ہے جو تم اتنا آپے سے باہر ہو گئے ہو۔۔۔"طلال نے اسے زبردستی صوفے پر بٹھاتے ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر دیا تھا۔۔ اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔۔دو گھونٹ بھرتے اس نے گلاس واپس کر دیا تھا۔۔اور خاموشی سے نظریں جھکائے گہرے گہرے سانس لینے لگا تھا۔۔اس کا پورا وجود پسینے میں نہا گیا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟؟"اس کی پیٹھ تھپتھپاتے وہ نرمی سے اس سے استفسار کر رہا تھا۔۔ اپنے دوست کی ایسی حالت اسے بھی پریشان کر گئی تھی۔۔وہ اب بھی کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

"رومان۔۔۔"طلال کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ وہ اچانک سے اس کے گلے لگا تھا۔۔کچھ پل وہ ایسے ہی بے مقصد سا اس کے ساتھ لگا رہا تھا۔۔طلال نے بھی کچھ نہیں کہا تھا وہ خاموشی سے اس کی پیٹھ تھپکتا رہا تھا۔۔۔

" کبھی کبھی مقابل کو سنانا یا سمجھانا نہیں بلکہ سننا بھی چاہیے تاکہ وہ آپ کے سامنے اپنے دل کا سارا بوجھ ہلکا کر سکے۔۔۔"

"دل کا معاملہ ہے کیا؟؟؟"وہ اس سے دور ہوا تو طلال نے اس کی نظروں کو تکتے اندازہ لگایا تھا۔۔جو کہ مارے ضبط کے سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔میشا کے لیے رومان کی پسندیدگی طلال کی نظروں سے بھی پوشیدہ نہ تھی۔۔طلال کے بلکل ٹھیک اندازے پر اس نے ایک دم سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔اور پھر ہلکا سا مسکراتے سر جھٹک گیا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"انکل نے رشتہ کہیں اور طے کر دیا ہے۔۔میں تو شاید کہیں تھا ہی نہیں۔۔"وہ سیدھا ہو کر انگلیوں کو باہم پھنسا کر زخمی سا مسکراتے دھیمے لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔ نظریں کسی غیر مرئی نقطے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔

"رشتہ کہیں اور کرنے کی کوئی وجہ؟؟؟" وہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ آخر رومان کو انکار کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔۔۔

"مجھے تو ابھی راحمہ نے بتایا ہے۔۔وجہ جو بھی ہو لیکن اگر انکل یہاں نہیں کرنا چاہتے تو میں میشا کو اس دلدل میں بھی نہیں دھنسنے دوں گا۔۔وہ لڑکا میشا کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔ہاں لیکن جہاں تک ممکن ہوا میں اپنا آپ بھی منوا کر رہوں گا۔۔۔"

"میشا سے بات ہوئی؟؟؟"

"نہیں!!!" یک لفظی جواب آیا تھا۔۔۔

"تم ایک بار بات تو کر کے دیکھو۔۔۔"

"کیا بات کروں وہ اپنے بابا کی بات مانے گی۔۔وہ جو کہیں گے وہ وہی کریں گی۔۔بات کرنے کا کیا فائدہ!!!"

www.novelsclubb.com

"تو تم انکل سے ایک بار بات کر لو۔۔۔"

"کیا بات کروں!!! کیا وہ انجان تھے؟؟؟"

"کیا پتہ انجان ہی ہوں۔۔" وہ کندھے اچکاتے بولا تھا۔۔

"محبت کی بھیک مانگوں؟؟؟"

"محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے رومان ملک!!!ایک بار کوشش تو ہر انسان کو کرنی چاہیے۔۔۔یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے تو کچھ نہیں ہونے والا۔۔۔"طلال کے کہنے پر وہ چپ ہو گیا تھا۔۔سوچوں کا محور بہت کچھ تھا۔۔۔طلال جس کام کے لیے آیا تھا اس کا ذکر کرنا بے کار تھا۔۔اس کو مفید مشورے سے نوازتا وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔پیچھے رومان تنہا رہ گیا تھا۔۔۔

"میشا!!!"بے بسی کے عالم میں دھیمے سے اپنے محبوب کا نام لیتے وہ صوفے کی پشت پر سر ٹکاتے آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔

"ابھی تو محبت نے بہت سے کھیل کھیلنے تھے۔۔ابھی تو محبت نے کئی رنگ دیکھانے تھے۔۔ ابھی تو محبت کی شروعات تھی۔۔محبوب کی قربت نصیب ہونی تھی یا محبوب سے جدائی مقدر بننی تھی اس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی تھا۔۔وہ جو محبت کو مذاق سمجھ رہا تھا تو وقت کے فیصلے نے ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا تھا کہ جس کا درد منہ پہ نہیں دل میں اٹھا تھا اور خوب اٹھا تھا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"سنو تم میرے ہو،

اور ہمیشہ میرے ہی رہو گے،

نہ حکم ہے،نہ التجا،

اک مان ہے، بے نام سا!!!"

☆☆☆☆☆

"دیکھا باباوہی ہوا جس کا ڈر تھا۔رومان بھیا کبھی بھی کسی بات کو سیریس نہیں لیتے۔اب کیا ہو گا!!"راحمہ سیدھا اپنے بابا کے پاس اپنی فریاد لے کر آئی تھی جو کہ خود بھی پریشان دیکھائی دیتے تھے۔۔

"میں بھی وہی سوچ رہا ہوں کہ صادق آخر انکار کیسے کر سکتا ہے!!ایسی بھی آخر کیا بات ہو گئی جو وہ ایسا کر رہا ہے۔۔۔"وہ سب پریشانی سے بس ایک دوسرے کا چہرہ تک رہے تھے۔۔

"آپ نے رومان کو فون کیا؟وہ کہاں ہے؟ابھی تک آیا بھی نہیں ہے۔۔"نایاب بیگم کو رومان کی فکر لاحق ہوئی تھی۔۔

"چھوڑیں ماما رہنے دیں انہیں اپنی ہی بے فکری بھری زندگی میں۔۔جب آنا ہو گا آجائیں گے۔۔۔"راحمہ کہتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

"اللہ خیر کرے۔آپ ایک بار پھر سے صادق بھائی سے بات ضرور کیجیئے گا۔۔"وہ اپنے شوہر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے افسردگی بھرے لہجے میں بولی تھیں۔اور امان ملک صرف اثبات میں سر ہلا کر رہ گئے تھے۔چہرے پر پریشانی ہنوز رقم تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

وہ کافی وقت آفس میں اسی حالت میں بیٹھا رہا تھا۔سارا اسٹاف جا چکا تھا۔وقت کا احساس ہوتے ہی وہ بھی جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"یہ میرا اسٹائل نہیں ہے!!میں خاموش رہنے والوں میں سے نہیں ہوں۔مجھے روگ لگا کر نہیں بیٹھنا۔اس سے کوئی فائدہ نہیں ہونے والا جو کرنا ہو گا مجھے خود ہی کرنا ہو گا۔کچھ کر دیکھانے کا وقت تو یہی ہے رومان ملک!!"خود سے مخاطب ہوتا وہ ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کرتے بولا تھا۔خود کو تسلی دیتا جیسے وہ خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کر رہا تھا۔گھر سے بھی کئی کالز موصول ہوئی تھیں اس نے کسی کا فون اٹھانا ضروری نہیں سمجھا تھا لیکن اتنا تو اسے اندازہ تھا کہ گھر میں سب بہت پریشان ہوں گے۔۔۔

"کہاں تھے تم اب تک؟؟؟"وہ جس پل گھر میں داخل ہوا تو اس کے ماما بابا اسی کے انتظار میں لاؤنج میں ٹہل رہے تھے۔اس کو دیکھتے ہی امان ملک کا پارہ ہائی ہوا تھا اور وہ سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آفس میں تھا۔۔"مقابل نے فقط اتنا ہی کہا تھا کوئی وضاحت نہیں دی گئی تھی۔۔

"پہلے تو کبھی تم اتنی دیر تک آفس میں نہیں بیٹھے تو اب کیا ضرورت پیش آ گئی؟"وہ طنز آمیز لہجے میں بولے تھے۔

"آج دل کیا تو بیٹھ گیا۔"وہ آرام دہ انداز میں صوفے پر بیٹھتے بولا تھا۔

"رومان کھانا کھایا تم نے؟"اس کی ماما بھی اس کے قریب بیٹھتے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتی ممتا سے بھرپور لہجے میں بولی تھیں۔

"آپ کے شوہر کو انویسٹی گیشن تو کر لینے دیں پھر کھانا بھی کھالوں گا۔"وہ کن اکھیوں سے انہیں دیکھتے بولا تھا۔

"کسی بھی معاملے میں جذباتی پن کا مظاہرہ کرنا بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے رومان۔صرف ان کے کہیں اور جگہ ہامی بھرنے کی خبر سن کر تم ایسا ری ایکٹ کیسے کر سکتے ہو! ہم صادق سے بات کریں گے۔معاملے کی تحقیق کریں گے۔ایسے ہی سب کچھ نہیں ہو جاتا۔"بابا بھی اس کے ساتھ بیٹھتے ہاتھوں کو باہم انگلیوں میں پھنسائے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولے تھے۔

"میں جانتا ہوں میں کچھ پل کے لیے جذباتی ہو گیا تھا۔میں ایسا نہیں ہوں نہ ہی یہ میرا طریقہ ہے۔آپ حرف باحرف ٹھیک ہیں۔میں خود بھی اب معاملے کی تحقیق کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔اب میں جذباتی ہو کر کچھ نہیں کروں گا بے فکر رہیں۔۔بس کوئی وقت ہوتا ہے ایسا جب انسان کو نہیں پتہ ہوتا کہ وہ کیسا ری ایکٹ کرے۔میرے ساتھ بھی وہی ہوا۔۔"وہ بے بسی بھرے انداز میں بولا تھا۔

"خدا تمہارے حق میں سب بہتر کرے گا رومان۔"وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے بولے تھے۔

"آمین۔"کہتے وہ جا چکا تھا۔ماما اسے مخاطب کرنے ہی لگی تھی کہ امان ملک نے منع کر دیا تھا۔۔

"کچھ وقت اسے اکیلا رہنے دیں۔"امان ملک نے بیگم کو سمجھاتے کہا تھا۔جس پر وہ خاموش ہو گئی تھیں۔۔۔ملک مینشن پر اس وقت ہر سو اداسی نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔۔اس گھر کا ہر ایک فرد پریشانی میں مبتلا تھا۔

☆☆☆☆☆

انصاری ولاء میں عجیب گہما گہمی سی مچی ہوئی تھی۔ملازموں کا سیلاب سا تھا جو ہر جگہ کچھ نہ کچھ کرتا دیکھائی دے رہا تھا۔فرہاد انصاری اپنے جاننے والوں کے لیے ایسے ہی انتظام کروایا کرتے تھے۔ملازم ان کی ایک پکار پر بھاگے آیا کرتے تھے اور اب بھی ان کے ایک حکم پر سارا انصاری ولاء ریسٹورنٹ کا سا نظارہ پیش کر رہا تھا۔۔

"یہ سب کیا ہے؟"طلال نے گھر میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلا سوال یہی کیا تھا۔

"آنکھیں کیا آفس میں بھول کے آئے ہو!! نظر نہیں آرہا کہ تیاریاں ہو رہی ہیں۔۔۔"فرہاد انصاری طنزیہ لہجے میں بولے تھے۔۔

www.novelsclubb.com

"آنکھیں تو میں ساتھ لایا ہوں لیکن آپ کا دماغ شاید کہیں چل گیا ہے!!اس گھر میں میری مرضی کے خلاف کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہے تو یہ خاص تیاریاں کس کے لیے ہو رہی ہیں؟؟"طلال بھی انہی کے انداز میں بولا تھا۔۔

"وہ اس وقت انتہائی رف حلیے میں تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ کوٹ بازو پر ڈالا ہوا تھا، شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے جبکہ چہرے پر تھکن اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ سیاہ آنکھیں اس وقت شدید اکتاہٹ کا شکار تھیں۔۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ تم میرے نہیں بلکہ میں تمہارا باپ ہوں۔ میرے ساتھ فضول بحث مت کی کرو۔ میں جسے چاہوں بلا سکتا ہوں اور مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔""کسی" پر کافی زور دیا گیا تھا۔

"آنے دیں اپنے سو کالڈ مہمانوں کو تب ہی جواب دوں گا۔۔" سخت لہجے میں کہتا وہ اپنے کمرے کی طرف چل دیا تھا۔

"تم نے کچھ الٹا سیدھا کیا تو میں تمہارا لحاظ نہیں کروں گا طلال۔۔۔" وہ اس کی پیٹھ کو گھورتے غصے سے پھنکارے تھے۔ لیکن طلال نے کوئی جواب نہیں دیا تھا جس پر وہ فقط مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے تھے۔ ان کی حالت سوچتے طلال کے چہرے پر ایک متبسم سی مسکراہٹ ابھری تھی۔ وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا تھا۔ اسے واقعی کچھ دیر میں بہت مزہ آنے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"بابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں شاہ! کیا کمی ہے رومی بھائی میں جو انہوں نے بنا سوچے سمجھے انکار کر دیا! میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ آپ نے کچھ کہا بھی نہیں۔ آپ کو کچھ تو بولنا چاہیے تھا۔ آپ سے بات کر رہی ہوں میں جواب تو دیں۔۔" میشا اس کی سب باتوں کو اگنور کرتی اپنے

کاموں میں ایسی مگن تھی کہ جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہوں۔ تبھی ماہ نے اسے دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑتے اکتاہٹ سے کہا تھا۔

"میں بتا رہی ہوں آپ کو میں آپ کا رشتہ وہاں کسی صورت نہیں ہونے دوں گی سنا آپ نے! یہ جو خوش ہونے کا لبادہ آپ نے اپنے اوپر اوڑھ رکھا ہے نا میں اچھے سے جانتی ہوں۔ میشا ملک اپنے لیے آواز اٹھائے یا نہ اٹھائے لیکن محالہ ملک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر سکون سے بیٹھ کر تماشہ دیکھنے والوں میں سے نہیں ہے۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر کہتی محالہ تو اپنی بھڑاس نکالتی راحمہ کے پاس جا چکی تھی اور میشا پیچھے کھڑی ایک گہری سانس بھر کر رہ گئی تھی۔ یک لخط کئی آنسو آنکھوں میں جمع ہوئے تھے جنہیں اس نے بے دردی سے صاف کیا تھا۔

"میں صبر کے اس مقام پر ہوں محالہ جہاں سے ہر وہ مشرقی لڑکی گزرتی ہے، جو اپنے ماں باپ کا مان رکھتی ہے۔ وہ اپنی خوشی کو نہیں اپنے والدین کی خوشی کو ترجیح دیتی ہے، میں خود دکھی رہ سکتی ہوں لیکن اپنے بابا کو اس عمر میں دکھ نہیں دے سکتی۔ ہاں محالہ ملک ایسی ہو یا نہ ہو لیکن میشا ملک ایسی ہی ہے۔" میشا تصور میں محالہ کے ہیولے سے مخاطب ہوتے بولی تھی اور کسی کے آنے سے پہلے ہی اپنے کمرے میں جا چکی تھی تاکہ کوئی بھی اس کی حالت کے بارے میں نہ جان سکے۔

☆☆☆☆☆

ویلکم ! ویلکم ! تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا۔ فرہاد انصاری اپنے بھائی سے بہت گرمجوشی سے ملتے مخاطب ہوئے تھے۔

"بس بھائی صاحب یہ جو آپ کے لاڈلے ہیں نا ان کے کام ہی ختم نہیں ہوتے۔" وہ اپنے بچوں کی طرف اشارہ کرتے بولے تھے۔

"Hey Uncle How Are You?"

ایان انصاری بھی نہایت گرمجوشی کا مظاہرہ کر رہا تھا اور یہی حال اس کی بہن کا بھی تھا۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے وہ چاروں اب ڈرائنگ روم کی جانب قدم بڑھا رہے تھے۔ باتیں ہنوز جاری تھیں۔۔۔

"اور سناؤ بھابھی نہیں آئیں؟" ان کے آتے ہی مختلف لوازمات ٹیبل پر سج چکے تھے کچھ دیر میں انہوں نے ڈنر کرنا تھا۔ اور اب گوسپس سیشن اسٹارٹ ہو چکا تھا۔

"بس آپ کو بتایا تو تھا کہ اس کے اپنے ہی کام ہیں۔ البتہ میری بیٹی بہت ایکسائیٹڈ تھی یہاں آنے اور طلال سے ملنے کے لیے۔" انہوں نے مسکرا کر امایہ کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

"بلکل ہونا بھی چاہیے ! طلال اپنے کمرے میں ہے تم مل سکتی ہو۔" انہوں نے اسے کھلے دل سے اجازت دی تھی۔

"اوکے انکل میں ابھی آتی ہوں۔۔"وہ فوراً سے ہامی بھرتی جاچکی تھی۔شاید اسے انتظار ہی اسی بات کا تھا۔ امایہ کے جاتے ہی وہ تینوں اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔

☆☆☆☆☆

"How Are You Talal??"

وہ جس پل اوپر آئی تو طلال کے کمرے کا دروازہ پہلے سے ہی کھلا تھا اور وہ گلاس ڈور کے پاس کھڑا کافی پی رہا تھا۔امایہ کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔وہ نہایت ہی پر اعتمادی سے طلال سے اس کا حال پوچھ رہی تھی۔چہرے پر ایک اطمینان بھری مسکراہٹ رقم تھی۔اس کی آواز سنتے طلال نے کوئی ریسپانس نہیں دیا تھا۔وہ خاموشی سے کھڑا اپنی کافی کے سپ لیتا رہا تھا۔ایک دم سے پلٹتے اس نے اکتاہٹ بھری نظروں سے مقابل کو دیکھا تھا۔وہ اس وقت سکن اور بلیک کلر کے نائٹ ڈریس میں ملبوس تھا۔بال ابھی بھی گیلے تھے۔ایسا لگتا تھا جیسے وہ ابھی ہی فریش ہو کر باہر آیا ہو۔۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو مجھ سے روڈلی بی ہیو کرتے دکھ نہیں ہوتا!!"اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی۔

"نہیں مجھے تب دکھ ہوتا ہے جب تم نیچے میری موم سے ان کا حال چال پوچھے بنا میرا حال پوچھنے آجاتی ہو۔مجھے تب دکھ ہوتا ہے جب تم کہتی ہو کہ میں تمہارا کزن ہوں اسی لیے تم میرے ساتھ اچھے سے پیش آتی ہو۔ٹھیک ہے میں تمہارا کزن ہوں لیکن میں کلیئر کرنا چاہوں گا کہ واثق بھی تمہارا ہی کزن ہے وہ بھی میرا سگا بھائی ہے۔تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں اس کا بھی

حال چال پوچھنا چاہیے؟؟؟ یہ بلکل ساتھ والا جو روم ہے ناوہ واثق کا ہی ہے تم اس سے بھی حال چال پوچھ سکتی ہو۔۔"وہ باقاعدہ باہر نکل کر اسے بتا رہا تھا۔لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی سخت ہو چکا تھا اور امایہ کا چہرہ لال بھبھوکا ہوا تھا۔اپنی توہین برداشت کرنا اس کے لیے انتہائی مشکل کام تھا۔۔

"آپ ہر بار میری انسلٹ نہیں کر سکتے!!!"وہ بے بسی بھرے انداز میں غرائی تھی۔

"مجھے تو ایسا نہیں لگتا۔۔"وہ سینے پر ہاتھ باندھے مطمئن انداز میں بولا تھا۔اور اس کا یہ انداز مقابل کو آگ لگانے کے لیے کافی تھا۔۔۔

"طلال!!!"وہ ہاتھ کی مٹھیوں کو سختی سے بھینچتے بولی تھی۔

"یس مائی ڈیئر سسٹر!!"وہ آنکھیں جھپکتے معصومیت سے بھرپور لہجہ اپناتے بولا تھا۔۔امایہ کا لہجہ جتنا سخت تھا طلال کا لہجہ اتنا ہی مٹھاس بھرا تھا۔جو کہ مقابل کو طیش دلا رہا تھا۔

"سسٹر مائی فٹ!!"وہ پیر پٹختے تیز لہجے میں بولی تھی۔۔اس کے انداز پر طلال نے سر پیچھے کو گرائے دل کھول کر قہقہہ لگایا تھا۔وہ ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا تھا اتنا کہ اس کی آنکھوں کے کناروں سے پانی بہنا شروع ہو گیا تھا۔۔وہ آج امایہ کو جی بھر کر زچ کرنے کے موڈ میں تھا اور مزے کی بات یہ تھی کہ وہ ہو بھی رہی تھی۔وہ نا سمجھی سے اسے پاگلوں کی طرح قہقہے لگاتے دیکھ رہی تھی۔۔

"سوری۔۔سوری۔۔میں جانتا ہوں یہ کچھ زیادہ ہی ہو گیا!!لیکن میری پیاری بہنا تم کیسے یہ سب کر لیتی ہو؟"وہ بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کرتا آنکھوں کے کنارے انگلی کے پوروں سے صاف کرتے بولا تھا۔مقابل اب بھی نا سمجھی سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"کتنی دیدہ دلیری سے تم مجھ پر حق جماتی ہو نا!لیکن میں بھی تمہیں ایک بار پھر بتا دوں کہ مجھ پر حق چلانے کا حکم تو میرے باپ کو بھی نہیں ہے اور جب میں اپنے باپ کا ایسا لہجہ برداشت نہیں کرتا تو باپ سے جڑے کسی رشتے کا ایسا لہجہ برداشت کرنے کا تو دور دور تک کوئی امکان نہیں ہے۔۔سو بی کیئر فل فار دی نیکسٹ ٹائم!مائی ڈیئر سسٹر!!!"اس کے ارد گرد گھوم کر کہتا وہ اسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔آخری بات پر اچھا خاصا زور دیا گیا تھا۔۔

"اچھا میں ذرا نیچے کا ایک راؤنڈ لگا آؤں!!نیچے بھی اچھا خاصا شغل لگ جائے گا۔۔"اب کی بار لہجہ کافی مزاحیہ تھا۔

"وہ لہجوں کا رنگ بدلنا اچھے سے جانتا تھا۔"

www.novelsclubb.com

امایہ کی کان کی لوئیں تک سرخ ہو چکی تھیں۔وہ کچھ پل مٹھیاں بھینچے وہی کھڑی رہی تھی۔کچھ وقت لگا تھا اسے خود کو کمپوز کرنے میں۔۔ارد گرد نگاہ دوڑانے پر اسے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔وہ سکون کا سانس خارج کرتی چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجاتی خود بھی نیچے کی جانب قدم بڑھا چکی تھی۔۔۔

"واہ جی واہ یہاں تو لگتا ہے کسی کا دعوتِ ولیمہ چل رہا ہے۔ مسٹر انصاری یہ تو تین افراد ہیں تو اتنا اہتمام کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم بھی محنت سے کماتے ہیں درختوں سے توڑ کر تو نہیں آتے۔ جو آپ ایسی فضول خرچی کرتے ہیں۔۔" وہ جس پل نیچے آیا وہ سب ڈنر کی ٹیبل پر براجمان تھے۔ کھانے کا اہتمام دیکھتے وہ کہے بنا نہیں رہ پایا تھا۔ ناچاہتے ہوئے بھی آخر میں لہجہ تیز ہو چکا تھا۔

"نہ کوئی سلام نہ دعا، مہمانوں سے ملنے کی تمیز بھول چکے ہو طلال؟" وہ بھی تیز لہجے میں مخاطب ہوئے تھے۔

"کون سے مہمان؟ یہ جو سامنے بیٹھے ہیں ان کا تو آنا جانا لگا ہی رہتا ہے۔" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھتا عام سے انداز میں بولا تھا۔ وہاں بیٹھے لوگوں اور پیچھے کھڑی امایہ کے چہرے کا رنگ فوراً بدلا تھا۔

"طلال!!!" مسٹر انصاری دانت پیستے بولے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اوہ یہ لوگ اگر کھا رہے ہیں تو میرے گھر والوں کا تو حق بنتا ہے! سنو واثق اور موم کو بھی بلا کر لاؤ۔ ہم بھی اس لذیذ ڈنر سے لطف اندوز ہوں گے آخر کو مسٹر انصاری نے اتنا اہتمام جو کروایا ہے۔۔۔" وہ ملازم کو اشارے سے بلا کر حکم دیتے گہری نظروں سے انہیں دیکھتے بولا

تھا۔وہ نظریں چرا گئے تھے۔۔اتنے میں واثق اور رفعت بیگم بھی آ چکے تھے۔طلال نے اٹھ کر اپنی موم کے لیے کرسی کھینچی تھی۔اس کا یہ انداز وہاں موجود کئی لوگوں کو طیش دلا رہا تھا۔

"کیا ہو گیا طلال یار! ایسا لگتا ہے مرچیں چبا کر آئے ہوئے ہو۔۔ہم بھی تمہارے کچھ لگتے ہیں مٹھاس بھرے چند بول ہی بول دو۔۔"ایان انصاری اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالتے بولا تھا۔جس پر وہ اپنی مسکراہٹ چھپانے کو لب بھینچ گیا تھا۔

"اوکے ڈن! اب تمہارے ساتھ بھی کچھ اچھا وقت تو بچپن میں گزارا ہی ہو گا۔چلو سب ڈنر کر لو پھر میں کچھ زبردست سا سناؤ گا تم سب کو۔۔"وہ فوراً سے ہامی بھرتا ایک ایک کی طرف اشارہ کرتے بولا تھا۔واثق اور موم کو چھوڑ کے۔۔۔

"قسم سے ابھی ابھی پریکٹس کر کے آیا ہوں۔۔"وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا تھا۔

"چلیں بسم اللہ پڑھیں اور ہمارے حلال رزق میں سے بنائے گئے اس لذیذ ڈنر کے مزے لیں۔۔"آج وہ کسی کو خاطر میں نہیں لا رہا تھا۔رفعت انصاری کی نظریں وہ جان بوجھ کر اگنور کر رہا تھا۔سب نے ڈنر کرنا شروع کیا تھا۔اور رفعت انصاری بھی ہچکچاتے کھانا شروع کر چکی تھی۔البتہ واثق مطمئن تھا۔۔وہ سب ڈنر میں مصروف تھے اور طلال انصاری سینے پر ہاتھ باندھے انہیں رغبت سے کھانا کھاتے دیکھ رہا تھا۔لبوں سے مسکراہٹ جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔نا جانے وہ کیا ارادہ کیے بیٹھا تھا۔

"وہ لفظوں کی مار مارنے والوں میں سے تھا۔۔"

"اب بولو طلال کیا بولنا ہے تم نے۔۔" کھانا کھانے کے بعد وہ سب لاؤنج میں آ چکے تھے جب ایان پھر سے طلال سے مخاطب ہوا تھا۔

"اچھا یار پہلے تم یہ بتاؤ اچھے سے ڈنر کر لیا نا؟" وہ دوستانہ انداز میں اس کے کندھے پہ بازو ڈالتے بولا تھا۔ طلال کا یہ رویہ دیکھتے مسٹر انصاری، واجد انصاری اور امایہ کے چہروں پر بیک وقت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

"ہاں ہاں کر لیا۔ اور سب چیزیں بہت مزے کی بنی تھیں۔۔" وہ کھلے دل سے کھانے کی تعریف کرتے بولا تھا۔۔

"اچھا چلو تم نا اپنے ڈیڈ اور انکل کے درمیان میں بیٹھ جاؤ پھر میں کچھ بہت زبردست سا سناؤں گا۔ امید کرتا ہوں آپ سب کو پسند آئے گا۔۔۔" وہ ان پر نظریں مرکوز کیے بولا تھا۔ تھری سیٹر صوفے کے ساتھ موجود سنگل صوفہ پر امایہ براجمان تھی۔ اور تھری سیٹر صوفے کے عین سامنے موجود دوسرے تھری سیٹر صوفے پر واثق اور رفعت بیگم براجمان تھیں۔۔۔

"اہم۔۔۔ اہم۔۔۔" وہ گلہ کھنکارتے خود کو تیار کر رہا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ ہنوز رقم تھی۔ وہ سب شدت سے اس کے بولنے کے منتظر تھے۔ طلال نے ایسا رویہ پہلی بار اختیار کیا تھا۔ ملازم بھی کان لگائے اسے سننے کے منتظر تھے۔ بلآخر اس نے بولنا شروع کر ہی دیا تھا۔

"میں لوگوں سے ملاقاتوں کے لمحے یاد رکھتا ہوں،

میں باتیں بھول بھی جاؤں تو لہجے یاد رکھتا ہوں!"

لہجہ ایک پل میں انتہا کا سنجیدہ ہو چکا تھا۔ذہن کے پردوں پر ماضی لہرایا تھا۔آنکھوں میں وحشت اتر آئی تھی۔ان تینوں پر اپنی سخت نظریں گاڑھے وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔ان چاروں کو جو کچھ پل کی خوشی نصیب ہوئی تھی تو وہ اب حیرانی میں بدل چکی تھی۔پہلے ناسمجھی اور اس کے بعد غصے اور اضطراب کی کیفیت ان سب پر طاری ہو چکی تھی۔وہ ہاتھ مسل کر رہ گئے تھے لیکن طلال کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔

"میں لوگوں سے ملاقاتوں کے لمحے یاد رکھتا ہوں،

میں باتیں بھول بھی جاؤں تو لہجے یاد رکھتا ہوں!"

"سرِ محفل نگاہیں مجھ پہ جن لوگوں کی پڑتی ہیں،

نگاہوں کے معانی سے وہ چہرے یاد رکھتا ہوں!"

www.novelsclubb.com

نظریں ہنوز ان پر جمی ہوئی تھیں۔۔

"ذرا سا ہٹ کے چلتا ہوں میں زمانے کی روایت سے،

کہ جن پہ بوجھ میں ڈالوں وہ کاندھے یاد رکھتا ہوں!"

سینے پر ہاتھ باندھ کر قدم قدم چلتا وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

"میں یوں تو بھول جاتا ہوں خراشیں تلخ باتوں کی،

مگر جو زخم گہرے دیں وہ رویے یاد رکھتا ہوں!"

وہ دل کے مقام پر مٹھی سے دستک دیتا ایک آخری اور کٹیلی نگاہ ان سب پر ڈالتے وہاں سے ایک پل میں اوجھل ہو چکا تھا۔ان سب نے نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔غصے و بے بسی کی سی کیفیت میں مبتلا وہ گنگ بیٹھے رہ گئے تھے۔۔واثق بھی موم کو لیتا ان کے روم میں جا چکا تھا۔کچھ تھا جو واثق کے دل میں بری طرح سے چبھا تھا۔طلال کے یہ معنی خیز سے الفاظ اسے بہت کچھ باور کروا گئے تھے۔معاملہ کافی سنگین تھا۔یہ سب سوچتے اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا۔۔لاؤنج اور اس میں موجود نفوسوں کو گنگ چھوڑتے وہ سب وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔

☆☆☆☆☆

یہ نمازِ فجر کا وقت تھا۔آسمان پر اب بھی نیلاہٹ باقی تھی۔اللہ کے نیک بندے اپنی نیند کی پرواہ کیے بنا اس کو راضی کرنے کی تگ و دو میں تھے تو کچھ ہمیشہ کی طرح بے خبری کی نیند میں غرق تھے۔ایسے میں میشا ملک بھی فجر کی نماز ادا کر چکی تھی۔نماز کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔وہ کافی دیر اپنی ہتھیلیوں کو گھورتی رہی تھی۔وہ سیاہ سوٹ میں ملبوس تھی اور سیاہ رنگ کا ہی ڈوپٹہ نماز کے سٹائل میں لیا ہوا تھا۔بلب کی مدھم سے روشنی میں اس کا سیاہ ڈوپٹے کے ہالے میں لپٹا معصوم اور اداس سا چہرہ بہت بھلا معلوم ہوتا تھا۔وہ اس وقت دعا بھی کیا

مانگتی؟ماہ اس سے ناراض تھی کہ اس نے اپنے لیے آواز نہیں اٹھائی تھی۔حمہ بھی خفا خفا سی لگتی تھی۔لیکن۔۔۔اس کے بابا بہت خوش تھے۔

"بابا!!!!"اس نے زیر لب پکارا تھا۔

"میرے لیے میرے بابا کی خوشی بہت عزیز ہے۔وہ خوش ہیں تو میں بھی خوش ہوں۔۔اللہ پاک جو بھی میرے حق میں بہترین ہو میرے لیے وہی کریئے گا،میں اپنے اچھے اور برے سے قطعاً واقف نہیں ہوں لیکن آپ تو سب بخوبی جانتے ہیں نا!آپ تو اپنے بندے سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں نا!تو اپنی اس بندی کے حق میں بھی سب بہترین کیجیئے گا۔اور میشا ملک تو اپنے رب کی رضا میں راضی رہنے والوں میں سے ہے۔میرے رب کا مختص کیا گیا فیصلہ میرے لیے ہر فیصلے سے افضل ہے۔۔بس مجھے ثابت قدم رکھنا کہ میں اپنے بابا کا مان ہمیشہ یونہی برقرار رکھوں آمین۔۔۔"ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتی وہ جائے نماز کا سرا ایک طرف سے مورتی کھڑی ہو چکی تھی۔اب اس کا ارادہ ماہ کو جگانے کا تھا تاکہ وہ بھی وقت پر نماز ادا کر سکے۔محالہ ملک فجر کی نماز کا الارم سیٹ کر کے ہر اگلے پانچ منٹ بعد کا الارم لگاتی تھی۔ اور ہر پانچ منٹ بعد الارم کی رنگ ٹون بجنے پر اسے آف کر دیتی۔۔محالہ کو فون والا الارم نہیں صرف میشا ملک کا الارم جگا سکتا تھا۔کیونکہ میشا نماز کے معاملے میں اس سے ذرا سختی سے پیش آتی تھی اور اگر وہ نہ جاگتی تو وہ اس کے منہ پر ٹھنڈے پانی کا بھرا جگ بھی انڈیل دیتی تھی۔ لیکن آج ایسا نہیں ہوا تھا۔وہ میشا کی پہلی آواز پر ہی جاگ چکی تھی۔یا شاید آج وہ پہلے سے ہی

جاگ رہی تھی اور اسی لیے لیٹی رہی تھی تاکہ میشا آکر اسے جگا سکے۔اپنے اوپر سے چادر ہٹاتی چپل پہنتی وہ واشروم میں بند ہو چکی تھی۔میشا نے اس کی پیٹھ کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"یہ لڑکی بھی نا!!"وہ فقط اتنا ہی کہہ پائی تھی۔اور پھر سر جھٹکتے قرآن پاک کی تلاوت کرنے بیٹھ گئی تھی تاکہ کچھ دیر اللہ کا ذکر کرنے کے بعد اپنے باقی کے کام نمٹا سکے۔۔

☆☆☆☆☆

ملک مینشن آج خاموش خاموش سا لگتا تھا۔ایسے جیسے اس گھر میں ہر سو ویرانی رقص کر رہی ہو۔آج خلافِ معمول رومان جلدی جاگ چکا تھا لیکن وہ اب تک اپنے کمرے میں ہی تھا وہ بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی کبھی موبائل کی اسکرین آن کرتا اور اسے خالی خالی نظروں سے گھورتا اور پھر سے آف کر دیتا۔نا جانے وہ کب سے یہ عمل دوہرا رہا تھا۔

"مجھے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا،ایسے تو کچھ نہیں ہونے والا!!"اس کے دماغ میں کوئی کھچڑی پک رہی تھی۔دماغ کی سوچ پر عمل کرتے اس نے کسی کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"تم کب تک فری ہو گے؟"سلام دعا کے بعد وہ اصل مدعے پر آیا تھا۔

"آج ہم غریبوں کی یاد کیسے آگئی دی گریٹ رومان ملک کو!!"سامنے والے نے گہرا طنز کیا تھا۔

"بس کسی کا دماغ ٹھکانے لگانا تھا، سوچا اسی کو یاد کروں جس کے پاس دماغ بھی ہو!!" وہ سر کھجاتے کھسیانی ہنسی ہنستے بولا تھا۔

"مکھن مت لگاؤ! اصل بات بتاؤ۔۔"

"کچھ ایسا کرنا ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔۔" وہ پر سوچ انداز میں بولا تھا۔۔

"مطلب؟؟"

"وہ یہ کہ۔۔۔" اور پھر رومان نے کال پر موجود شخص کو ساری بات سے آگاہ کیا تھا۔

"ڈن باس!!! پھر جلد ہی اس پلان پر عمل کریں گے۔۔"

"اوکے!!" کال ڈسکنیکٹ ہونے کے ساتھ ہی اس کی ساری اداسی بھی ختم ہو چکی تھی۔ اس نے دونوں بازو اوپر کو اٹھاتے ایک زوردار انگڑائی لی تھی جیسے اپنی ساری تھکن اتار دینا چاہتا ہو اور پھر فریش ہونے کا ارادہ کرتے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"او حمہ رانی یہ اداسی کی دکان کھولے کیوں بیٹھی ہو؟" فریش سا رومان ملک ناشتے کی میز پر بیٹھی اداس سی حمہ کے سر کو زور زور سے گھماتے بولا تھا۔ وہ جو اپنی ہی سوچوں میں گم کپ کے کناروں پر انگلی پھیر رہی تھی اس افتاد پر بوکھلا ہی تو اٹھی تھی۔ لیکن وہ رومان سے ناراض تھی

بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتی وہ رخ موڑ گئی تھی۔ پاس بیٹھے مسٹر اینڈ مسز ملک اسے فریش سا دیکھ کر حیران بھی تھے اور خوش بھی۔

"لوگوں کو دیکھ رہی ہیں ماما! کیسے نخرے دیکھانے لگے ہیں۔" وہ گلاس میں جوس انڈیلتا مسز ملک سے مخاطب ہوا تھا۔

"ہاں لیکن کچھ لاپرواہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔۔" وہ ہاتھ نچا نچا کر بولی تھی۔

"رشتہ میرا ہونا ہے اور اداس یہ ہوئی بیٹھی ہے، مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔" وہ جوس کا ایک سپ لیتا پرسوچ انداز میں بولا تھا۔

"بھائیوں کے معاملے میں بہنیں ایسے ہی فکر مند ہو جایا کرتی ہیں رومان! جتنی بھائیوں کو اپنی فکر نہیں ہوتی ان سے کئی زیادہ وہ فکر پالے ہوئے ہوتی ہیں۔۔" اب کی بار امان ملک نہایت دھیمے لہجے میں اسے سمجھاتے بولے تھے۔۔

www.novelsclubb.com

"ان کو کیا پتہ بابا!" وہ ہنوز اسی انداز میں بولی تھی۔

"ہاں باقی تو پتہ ہی تمہیں ہے نا!!"

"ہاں ہے تو؟" وہ اب کی بار اسے اپنی آنکھوں کو بڑا کر کے دھمکاتے بولی تھی۔

"اچھا وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ بھینس جیسی آنکھوں سے گھورنا تو بند کرو۔۔قسم سے میں ڈر جاتا ہوں۔۔"وہ اپنی ہنسی ضبط کرتے بولا تھا۔

"اتنی پیاری آنکھیں ہیں میری ہونہہ!"وہ تو برا ہی مان گئی تھی۔

"چلو میں چلتا ہو آج بہت کام کرنے ہیں دعا کرنا اللہ کامیاب کرے۔۔"وہ اس کی بات کو اگنور کرتا جاتے جاتے پھر سے اس کے بال نوچ گیا تھا۔

"کیا ہے بھیا!!!"وہ بھیا لفظ کو لمبا کھینچتے چلائی تھی۔

"اللہ حافظ بہنا۔۔"وہ اپنے ازلی لہجے میں مخاطب ہوتا دروازہ عبور کر گیا تھا۔

"آپ دونوں انہیں کچھ نہیں کہتے!قسم سے سر گھما کر رکھ دیا ہے۔۔۔"وہ نروٹھے پن سے بولتی پیر پٹختی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔

"یہ دونوں کبھی نہیں سدھرنے والے۔۔"مسز ملک نفی میں سر ہلا کر رہ گئی تھیں۔۔اور مسٹر ملک نے ان کی بات سے پورا پورا اتفاق کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"تم گھر آئے مہمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کیسے کر سکتے ہو طلال؟؟"رات سے مسٹر انصاری بے چین سے تھے کہ کب صبح ہو اور وہ طلال سے اس کے رویے کا جواب مانگ سکیں،اور اب

جب وہ آفس کے لیے تیار نیچے لاؤنج میں پہنچا تو وہ غصے سے پھنکارتے جواب طلب کر رہے تھے۔۔۔

"کیونکہ میرا دل چاہ رہا تھا۔۔" وہ شاید جانتا تھا ایسا ہی کچھ سین ہو گا۔ مطمئن سے انداز میں اس نے مختصر سا جواب دیا تھا۔

"طلال! میرے ساتھ مت الجھو ورنہ ایسا حال کروں گا کہ کبھی بھی سلجھ نہیں پاؤ گے!!" وہ انگلی اٹھاتے اسے وارن کر رہے تھے۔ آنکھوں سے انگارے ٹپک رہے تھے۔

"آہاں! انٹرسٹنگ! آپ کے ساتھ الجھنے میں مجھے واقعی بہت مزہ آنے والا ہے سو کب سے شروع کریں یہ الجھنے سلجھنے کا کھیل؟؟" وہ ہاتھوں کو مہارت سے اپنے اور ان کی طرف کرتے چیلنجنگ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"کافی شوق ہے تمہیں مجھ سے الجھنے کا، لیکن یہ شوق صرف شوق ہی رہ جائے گا! تم مجھ سے مقابلہ کر ہی نہیں سکتے۔ ابھی بچے ہو تم۔ جاؤ ذرا بڑے ہو کر آؤ۔۔" وہ اس کے کوٹ سے نادیدہ گرد جھاڑتے طنزیہ لہجے میں بولے تھے۔۔

"طلال انصاری کو انڈر ایسٹیمیٹ کرنے کی غلطی، غلطی سے بھی مت کیجیئے گا۔۔" وہ ان کے ہاتھ کو غصے سے جھٹکتے دانت پیستے بولا تھا۔

"بڑا آیا طلال انصاری!!" وہ استہزایہ ہنسی ہنسے تھے۔

"اگر میں نے آپ کو منہ کے بل نہ گرایا تو میرا نام بھی "طلال انصاری" نہیں!! باقی کی ساری زندگی آپ سلاخوں کے پیچھے گزاریں گے۔یاد رکھئے گا۔۔"اور ایک جھٹکے سے انہیں صوفے پر دھکیلتے خود ان کے اوپر جھکتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کر رہا تھا۔

"اور یقین کریں میں اتنا سا بھی ترس نہیں کھانے والا!!!"وہ انگوٹھے اور انگلی میں تھوڑا سا فاصلہ قائم رکھتے تیز لہجے میں بولا تھا۔اسی اثناء میں واثق انصاری بھی نک سک سا تیار وہاں داخل ہوا تھا، یا شاید وہ کب سے وہاں موجود تھا۔

"پیچھے ہٹو یار، ڈیڈ ہے وہ تمہارے!!!"واثق نے اسے کندھے سے تھامتے پیچھے کیا تھا۔

"بدقسمتی سے!!"وہ اس کے ہاتھ کو فوراً جھٹک چکا تھا۔واثق ایک گہرا سانس بھر کر رہ گیا ہے۔۔

"تم سب نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔جس سے بھی میں کچھ پوچھتا ہوں وہ مجھے یہ کہہ کر ٹال دیتا ہیں کہ جیسا میں سوچ رہا ہوں ویسا کچھ نہیں ہے لیکن میں بھی بات کی گہرائی تک جا کر رہوں گا اور جو بھی غلط نکلا، اسے اس کے انجام تک بھی پہنچا کر رہوں گا پھر چاہے وہ کوئی بھی ہو!!"وہ دونوں پر باری باری نظریں گاڑھے ایک عزم سے بولا تھا۔مسٹر انصاری کو بروقت کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔ملازم نے جلدی سے پانی کا گلاس لاتے انہیں تھمایا تھا۔دونوں بھائیوں نے نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔اور بیک وقت اپنے باپ کو دیکھا تھا جس کے چہرے کے رنگ بدل رہے تھے۔

"یہ تو ہے ہی بیوقوف اب کیا تم بھی اسی کیٹیگری میں شامل ہونا چاہتے ہو؟؟"وہ واثق سے مخاطب تھے۔

"بس ڈیڈ نو مور ایکسکیوزز!!اتنا تو میں جان ہی چکا ہوں کہ کوئی بات ضرور ہے اور وہ کون سی بات ہے اس کا پتہ بھی میں جلد ہی لگالوں گا۔۔"وہ ہاتھ اٹھاتے فوراً سے انہیں ٹوک گیا تھا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب وہ کسی کی باتوں میں نہیں آئے گا۔

"واثق بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے جو غلط ہو گا وہ اپنے انجام تک پہنچ جائے گا،اور اگر آپ غلط نہیں ہے تو آپ کو پریشان ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔نہیں؟"وہ سوالیہ انداز اپناتے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔۔ہاں۔۔مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے اور جب ایسی ویسی کوئی بات ہے ہی نہیں تو مجھے کیا مسئلہ ہو گا۔۔"طلال کو جواب دیتے ان کا چہرہ پھیکا پڑ چکا تھا۔واثق کی جانچتی نظریں دونوں پر مرکوز تھیں۔اسے کچھ وقت لگنا تھا اور وہ سب کچھ خود ہی پتہ لگالے گا۔وہ دونوں ان پر آخری نگاہ ڈالتے اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔اور فرہاد انصاری کے چہرے کی چمک مزید ماند پڑ گئی تھی۔انہیں اب چوکنا رہنا تھا۔

"ایک پاگل کیا کم تھا جو دوسرا بھی اسی کام پر لگ گیا ہے!اپنی ہی اولاد بے وفا نکلی میری تو!کوئی تو حل نکالنا ہی ہو گا۔۔"وہ مسلسل بڑبڑا رہے تھے۔۔۔

☆☆☆☆☆

وہ دونوں کالج کا سارا دن بور گزار کر آئی تھیں۔آج کچھ لیکچرز بھی مس کر دیے تھے گھر آ کر بھی موڈ ویسا ہی تھا۔حمہ تو چینج کر کے اپنے کمرے میں ہی بیٹھ چکی تھی لیکن محالہ جب گھر آئی تو شاہ قسم قسم کے کھانے بنانے میں مصروف تھی۔۔اس نے اچھنبے سے ایک ایک چیز کو دیکھا تھا۔

"یہ کہاں مصروف ہیں آپ؟"ساری ناراضگی کو بالائے طاق رکھتے وہ ہاتھ اٹھاتے حیرانگی سے پوچھ رہی تھی۔

"تم مجھ سے بات ہی نہیں کر رہی تھی ورنہ میں تمہیں بتا دیتی کہ آج بابا نے شریف انکل وِد فیملی بلایا ہے۔۔بس اسی کی تیاریاں کر رہی ہوں۔۔اور آج بابا بھی جلدی آ جائیں گے۔۔۔

"آپ کو تو پہلی ملاقات میں ہی اندازہ ہو گیا ہو گا نا کہ وہ لوگ کتنا کھاتے ہیں اسی لیے شاید آج آپ ابھی سے اتنی ڈشز ریڈی کر رہی ہیں۔میں بتا رہی ہوں اگر اس پہلوان کے ساتھ شادی ہو گئی نا آپ کی،تو آپ کی تو ساری زندگی کچن میں ہی گزر جانی ہے۔۔"وہ ہاتھ نچا نچا کر اسے اس کی اگلی زندگی کے دکھرے سنا رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں ماہ!بیٹیاں تو گھر سنبھالتی ہی اچھی لگتی ہیں نا!!"وہ نرم لہجے میں اسے بتا رہی تھی۔

"گھر سنبھالتے لگتی ہیں! 24 گھنٹے کچن سنبھالتی نہیں۔۔"لہجہ طنزیہ سا تھا۔

"خیر ہے میری فکر چھوڑو تم اور جا کر فریش ہو جاؤ۔بہت کام پڑے ہیں۔۔"

"ان مہمانوں کو نہ کرواکر ہی دم لوں گی ہاں!"وہ دل ہی دل میں پختہ ارادہ کرتی اندر کی جانب قدم بڑھا چکی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"یار آ بھی جاؤ اب یہی وقت ہے۔"وہ عجلت میں فون پر موجود دوسرے شخص سے مخاطب ہوا تھا۔

"ہاں بس آ گیا!"ادھر اس نے فون کٹ کیا اور سامنے سے اسے بلیک گاڑی آتی دیکھائی دی تھی۔وہ گاڑی سے نکلتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

"وہ دونوں اس وقت بلیک شرٹ اور بلیو پینٹ میں ملبوس تھے، پیر سفید جوگرز میں مقید تھے۔ سر پر بلیک پی کیپ اور چہرے پر بلیک ماسک لگایا ہوا تھا تاکہ کوئی بھی انہیں پہچان نہ پائے۔۔"

"کیسے کیسے کام کروا رہے ہو مجھ سے یار؟"ہلکی بھوری آنکھیں گہری بھوری آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔

"کچھ نہیں ہوتا یار بے فکر رہو! کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ ہم کون ہیں۔۔"

"یوں دن دیہاڑے کسی کے گھر جانے پر کسی کو پتہ نہیں چلے گا؟" دوسرے آنے والے لڑکے نے طنزاً کہا تھا۔

"یہ کسی کا گھر نہیں ٹھکانہ ہے ڈفر!" پہلا لڑکا دوسرے والے کے سر پر چپت لگاتے بولا تھا۔۔

"تمیز سے اچھا! ورنہ یہیں سے یوٹرن لے لونگا۔۔" وہ لڑکا اپنے بال سلجھاتے دھمکی دے رہا تھا۔

"اوکے اوکے!" پہلا لڑکا ہاتھ کھڑے کر گیا تھا۔

"ویسے اتنا پاگل بھی ہوگا کوئی کہ یوں دن کی روشنی میں ایسے کام کرے! تم نے سہی انفارمیشن تولی تھی نا؟" دوسرا لڑکا اب تصدیق چاہ رہا تھا۔

"ہاں یار میں کیا تمہیں شکل سے پاگل لگتا ہوں؟ وہ لوگ یہیں اسی وقت آتے ہیں کیونکہ وہ اسی وقت ہی فری ہوتے ہیں اور ریفریشمنٹ کے طور پر یہ سب کرتے ہیں۔۔" پہلا لڑکا اب اسے تفصیل سے سب بتا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ آئی سی!!" وہ ہونٹوں کو گول کرتے سمجھنے والے انداز میں بولا تھا۔

"سو لیٹس گو۔۔" وہ دونوں قدم سے قدم ملاتے چل رہے تھے۔

یہ منظر ایک زیر تعمیر عمارت کا تھا، جہاں پر ہر جگہ کاٹھ کباڑ، سیمنٹ وغیرہ بکھرے ہوئے تھے۔ وہاں کچھ دوست نشے میں دھت بیٹھے عجیب و غریب انداز میں باتیں کر رہے تھے۔

آوازیں بالائی منزل سے آرہی تھیں۔۔وہ اپنے دھن میں بے فکرے سے بیٹھے تھے۔

دوسرے لڑکے نے اپنی پاکٹ سے موبائل نکال کر کیمرہ آن کیا تھا تاکہ سامنے نظر آنے والے سارے مناظر کیمرے کی آنکھ میں قید کر سکے۔کچھ مشکل نہیں تھا ان کو زیر کرنا! ویڈیو بنانے کے بعد وہ دونوں ان کی جانب قدم بڑھا چکے تھے۔وہ ان کے سر پر پہنچ چکے تھے اور تب انہوں نے اچھنبے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔اس سمیل سے ان کی حالت بھی عجیب سی ہو رہی تھی لیکن چہرے پر ماسک ہونے کی وجہ سے وہ کافی حد تک اس بدبو سے بچ چکے تھے۔

"کیا۔۔۔ہے؟"ان میں سے ایک لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولا تھا۔

"ویسے تو کچھ نہیں ہے، لیکن یہ جو پہلوان جی ہیں نا انہوں نے ہماری راہ میں کافی روڑے اٹکائے ہوئے ہیں۔۔"رومان نے انس شریف کو کالر سے پکڑتے ایک جھٹکے سے اٹھاتے اپنے سامنے کھڑا کیا تھا اور واثق سے پانی کی بوتل پکڑتے ایک دم سے سارا پانی اس کے منہ پر پھینک دیا تھا۔وہ فوراً سے ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوبھائی چھوڑو اسے! یہاں کیا کرنے آئے ہو تم؟"انس کے ساتھ والے لڑکے نے لڑکھڑاتے انس کو تھامتے اس کا دفاع کرنا چاہا تھا۔

"ہٹو یار!!! میں یہاں زیادہ کچھ بھی نہیں کرنے آیا لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ جہاں آج کل رشتے کی بات چلا رہے ہو نا وہاں سے سیدھا سیدھا انکار کر دینا۔نہ تو میں ہاتھا پائی کرنے آیا ہوں

اور نہ ہی تم لوگوں کو یہ ناجائز کام کروانے پر پولیس کے حوالے کروں گا لیکن جو بات میں نے تم سے کہی ہے اس پر عمل ضرور کرنا۔ ورنہ تمہارے اس کام کی ویڈیو میرے پاس محفوظ ہے۔ تم نے خود انکار نہ بھی کیا تو یہ ویڈیو بھی انکار کروا ہی دے گی۔۔" وہ اسے اب بھی کالر سے پکڑے کھڑا تھا۔ آواز میں ایسا درد تھا جو اس نے پہلے کبھی خود بھی محسوس نہیں کیا تھا۔ وہ ایسا دھمکانے والا کام کبھی نہ کرتا اگر سب کچھ سیدھے طریقے سے ہو جاتا تو۔۔ انس چپ چاپ سب سن رہا تھا۔ اور پھر اچانک سے اپنے پیلے دانتوں کی نمائش کرتا ایک زبردست سا قہقہہ لگا گیا تھا۔ اس کی دیکھا دیکھی اس کے ساتھ موجود باقی دوست بھی ہنسنے لگے تھے۔ رومان اور واثق نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"چل ہٹ یہاں سے!" وہ ایک جھٹکے سے خود کو آزاد کروا چکا تھا۔

"میرا رشتہ بھی ہو گا اور شادی بھی ہو گی اور وہیں ہو گی جہاں بات چل رہی ہے۔ تو روک سکتا ہے تو روک لے۔ نہیں ڈرتا میں تجھ جیسوں سے۔۔ جا جو کرنا ہے کر لے۔۔" وہ دو قدم پیچھے ہوتا مغرورانہ انداز میں بولا تھا۔

"اور تجھے بتا دوں میری ہونے والی بیوی آج اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے میرے لیے لذیذ۔۔۔" ابھی اس کا فقرہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ رومان نے ایک ہی جست میں آگے بڑھتے ایک مکا اس کے جبڑے پر دے مارا تھا۔۔

"تیری ہونے والی بیوی نہیں ہے وہ سمجھا! وہ صرف میری بیوی بنے گی۔ صرف میری۔۔"
انس کے چیلے بھی آگے بڑھ چکے تھے۔

"دیکھ یار مجنوں آیا ہے! لیلی کا مجنوں۔ لیکن کیا ہے نا وہ لیلی بڑی بھولی ہے۔اپنے باپ کی جی حضوری کرتی ہے اور وہ بڈھا بھی میرے حق میں فیصلہ کرنے والا ہے۔۔" وہ قہقہوں کے درمیان بمشکل اپنی بات پوری کر پایا تھا۔رومان نے آگے بڑھتے اس پر تھپڑوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔ساری فریقین میں ادھم سا مچ گیا تھا۔وہ سب نشے میں ہونے کی وجہ سے کچھ ہی دیر میں ڈھے گئے تھے۔چوٹیں تو ان دونوں کو بھی آئیں تھیں لیکن رومان کا غصہ تھا کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔وہ اس کے اوپر چڑھتے مسلسل اس پر تھپڑوں کی بوچھاڑ کر رہا تھا۔

"چھوڑو یار چلو یہاں سے کیوں ان پاگلوں سے بھرتے ہو! وہ ویڈیو ان کے انکار کے لیے کافی ہے۔۔" واثق نے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے کہا تھا۔اور ان سب کو اسی حالت میں چھوڑتے وہ دونوں ایک ہی گاڑی میں روانہ ہوتے وہاں سے جا چکے تھے۔رومان کی گاڑی پِک کرنے کو واثق ڈرائیور کو فون کر چکا تھا۔پورا راستہ وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھا رہا تھا۔

"رومان پہلے ڈاکٹر سے چیک کروا لیتے ہیں تمہیں بازو اور ہاتھ پر کافی چوٹیں آئی ہیں۔۔" واثق کا لہجہ فکر مند سا تھا۔رومان کے دائیں طرف کی کہنی سے اب بھی خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں جنہیں وہ رومال کی مدد سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"خیر ہے معمولی سی چوٹیں ہیں گھر جا کر خود ہی بینڈیج کر لوں گا تم مجھے بس گھر چھوڑ دو۔۔"

اس کے لہجے میں ایک درد تھا، ایسا درد جو صرف اور صرف وہ ہی سمجھ سکتا تھا، یا پھر ہر وہ محبت کرنے والا جو محبت کے اس کٹھن امتحان سے گزرتا ہو گا۔ دل کو کسی پہر سکون نہیں آ رہا تھا۔ وہ کیسے میشا کو ایسے انسان کے ہاتھوں میں سونپ سکتا تھا جو ایسی عادات کا مالک ہو۔ دماغ اسی نہج پر آ کر کام کرنا چھوڑ دیتا تھا۔ واثق نے اس کی حالت کو مدِ نظر رکھتے مزید کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس نے اس کے گھر پہنچتے گاڑی کو بریک لگائی تھی۔

"اندر چھوڑنے آؤں؟؟؟"

"نہیں میں چلا جاؤں گا۔ بہت شکریہ میرا ساتھ دینے کے لیے۔ وہ ویڈیو مجھے واٹس ایپ کر دینا یاد سے۔" کھڑکی کے پاس جھک کر وہ اسے ہدایات دے رہا تھا۔ جس پر واثق نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ اور گاڑی زن سے بھگا لے گیا تھا۔ رومان کی نظروں نے دور تک اس کی گاڑی کا تعاقب کیا تھا۔ سر جھٹکتے وہ بھی گھر میں داخل ہو چکا تھا۔ فریش ہو کر جب وہ باہر آیا تو وہ بینڈیج بھی کر چکا تھا۔ کسی نے اسے اس حالت میں نہیں دیکھا تھا سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ اور اب وہ باہر آتے اپنے لیے چائے بنا رہا تھا۔ چائے کپ میں انڈیلتے وہ باہر گارڈن میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ چہرے پر سنجیدگی رقم تھی لیکن دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔ کپ کو ہاتھ میں تھامے وہ کسی گہری سوچ میں گم لگتا تھا۔ قدم قدم چلتا وہ باہر گارڈن میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ چکا تھا۔ پیر لمبے کر کے سامنے موجود میز پر رکھتے وہ آرام دہ انداز میں وہیں بیٹھ

چکا تھا۔سوچوں کا محور اب بھی وہی ایک لڑکی تھی جو نا جانے کب سے اس کے دل میں گھر کر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

"واثق کہاں سے آرہے ہو؟اور یہ چوٹ کیسے لگی؟"رفعت انصاری نے واثق کو اس حالت میں دیکھا تو پریشانی کی کیفیت میں پوچھ بیٹھی تھیں۔۔

"کچھ نہیں موم بس پاؤں سلپ ہو گیا تو یہاں تھوڑی سی چوٹ لگ گئی۔۔"وہ ماتھے کو چھوتے سرسری سے انداز میں بتا رہا تھا۔

"یہ اچھی خاصی چوٹ ہے بیٹا!اصل وجہ نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ لیکن میرے ساتھ آؤ میں تمہاری پٹی کر دیتی ہوں۔۔"وہ اسے ساتھ کھینچتے اپنے کمرے میں لے گئی تھیں۔۔

"کچھ ہوا ہے؟"اس کے زخم کو صاف کرتیں وہ پھر سے پوچھ رہی تھیں۔۔"جس پر وہ نفی میں سر ہلا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنی موم سے ناراض ہو؟"وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے بولی تھیں۔۔واثق نظریں چرا گیا تھا۔

"کیوں ناراض ہو؟"اب وہ اس کے زخم پر پٹی باندھ رہی تھیں۔۔

"آپ سب لوگ مجھے اب تک بچہ سمجھتے ہیں موم! کیا میں کچھ بھی جاننے کا حق نہیں رکھتا؟"

ان کے پٹی کرتے ہاتھ کچھ پل کو تھمے تھے۔اور پھر جب وہ بولیں تو لہجہ عام سا تھا۔

"ایسی کوئی بھی بات نہیں۔۔۔"

"بس موم!!" وہ ایک جھٹکے سے ان کا ہاتھ جھٹکتا اٹھ بیٹھا تھا۔

"کیا طلال ایسے ہی بے وجہ شادی سے انکار کر دیتا ہے؟ کون سا ایسا بیٹا ہوتا ہے جو اپنے باپ کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرتا ہے؟ آپ کے اور ڈیڈ کے درمیان کبھی بھی ہم نے وہ انسیت وہ محبت نہیں دیکھی جو ایک روایتی میاں بیوی میں ہوتی ہے؟ کیوں ہماری فیملی ایک آئیڈیل فیملی نہیں ہے؟ بات بات پہ ڈیڈ آپ کو کیوں جھاڑ دیتے ہیں بتائیں؟ کیا میں آنکھیں نہیں رکھتا جو یہ رویہ دیکھ پاؤں؟ یا میں دماغ نہیں رکھتا جو یہ سب کچھ سمجھ پاؤں؟ میں یہ سب کچھ سوچ سوچ کے تھک چکا ہوں موم۔ تھک چکا ہوں میں۔۔" وہ بولنے پر آیا تو بہت کچھ بول گیا۔وہ واقعی ان سب سے فریسٹریٹ ہو چکا تھا۔اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے کو تھیں کہ آخر ایسی بھی کیا بات ہو سکتی ہے۔جو ایک چھت تلے رہتے بھی سب کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے اتنی نفرتیں تھیں۔۔

"واثق!!" وہ اس کا ایسا جنونی انداز پہلی بار دیکھ رہی تھیں۔منہ پر ہاتھ رکھتے وہ فقط اس کا نام ہی پکار پائی تھیں۔۔۔

"کیاواثق موم؟کیاواثق؟کیامیں آپ کااتنانا سمجھ لگتاہوں جو معاملے کی نزاکت کو نہیں بھانپ سکتا؟"وہ پھر سے اسی نقطے پر آن ٹھہرا تھایاشاید وہ آج سب کچھ جاننے کاارادہ کیے بیٹھا تھا۔۔

"تم کچھ نہیں جانتے!میرا طلال بلکل ٹھیک کرتاہے وہ جو بھی کرتاہے حق پر کرتاہے۔"وہ روہانسے لہجے میں بولی تھیں۔۔

"جب تک مجھے کوئی بتائے گا نہیں میں کیسے جان پاؤں گا؟"وہ ان کو کندھوں سے تھامتے نرم لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔

"مجھے تو بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے وا۔۔۔"ابھی ان کی بات منہ میں ہی تھی کہ وہ وہیں سر کو تھامے بے ہوش ہو چکی تھیں۔واثق نے فوراً سے انہیں اپنی بازوؤں میں بھرتے بیڈ پر لٹایا تھااور ان کی گال تھپکتے ان کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"موم۔۔موم۔۔اٹھیں کیاہوا آپ کو؟؟"اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ چکی تھیں۔وہ پانی کی چھینٹوں سے بھی نہیں اٹھ پا رہی تھیں۔وہ ملازموں کو آوازیں کو آوازیں دیتا فوراً سے کال ملاتے وہ ڈاکٹر کو بھی گھر آنے کی تاکید کر رہا تھااور اگلا فون اس نے طلال کو کیا تھا جو موم کی حالت کا سنتے فوراً ہی وہاں آ چکا تھا۔وہ تب تک ان کے قریب ہی بیٹھا رہا تھا۔ڈاکٹر کے چیک کر

کے جانے تک طلال بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ڈاکٹر نے انہیں ڈرپ لگائی تھی اور دوائیوں کا ڈسکریپشن پکڑایا تھا۔

"ڈرپ کے ختم ہونے تک انہیں ہوش آجائے گا۔کچھ عمر کا تقاضا ہے اور کچھ کمزوری اور ڈیپریشن کا اثر ہے ان کا خاص خیال رکھیے گا۔"ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔پیچھے واثق نے ساری صورتِ حال سے طلال کو آگاہ کیا تھا اور اس کی بات سنتے طلال سر تھامے کھڑا رہا تھا۔۔۔

"تمہیں سکون نہیں ہے؟میں نے تمہیں ہزار بار منع کیا ہے جب وقت آئے گا میں تمہیں سب بتادوں گا۔کیوں انہیں اذیت دیتے ہو؟"وہ دبی دبی آواز میں گرایا تھا۔۔"

"طلال انصاری غصے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔۔"

"اسٹاپ اٹ طلال!بس کرو تم بھی۔۔کب آئے گا سہی وقت ہاں تم ہی بتادو۔۔میرے مرنے کے بعد؟؟؟"وہ بھی آج طلال انصاری کا بھائی ہونے کا ثبوت دے رہا تھا۔۔

"واثق۔۔۔زبان کو لگام دو۔۔"وہ اس پر ہاتھ اٹھاتے اٹھاتے خود پر ضبط کر گیا تھا۔۔

"مجھے کوئی بھی کچھ نہیں سمجھتا۔کوئی بھی نہیں۔نہ تم،نہ موم،اور نہ ہی ڈیڈ۔۔لاوارث ہوں میں تم سب کے لیے۔سنا تم نے لاوارث ہوں میں تم سب کے لیے۔۔"غصے میں اس پر چلاتے وہ وہاں سے تن فن کرتا جا چکا تھا۔طلال نے بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے

اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی تھی اور ایک جھٹکے سے کوٹ اتارتے زمین پر پھینکا تھا۔ایک نظر موم کو دیکھتے دوسری تائیدی نگاہ اس نے اس دروازے پر ڈالی تھی جہاں سے ابھی ابھی واثق نکلا تھا۔ طلال نے غور نہیں کیا تھا کہ واثق کے سر پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔فلحال اس کی سوچوں کا مرکز اس کی موم کی صحت تھی۔وہ کسی کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔اس کی موم اس کی بیک بون تھیں وہ کسی صورت انہیں کھو نہیں سکتا تھا۔کسی صورت بھی نہیں۔۔بیڈ کی دوسری طرف جاتے وہ وہیں ان کے پاس ہی لیٹ چکا تھا۔انتہائی نرمی سے وہ ان کا سر سہلا رہا تھا۔ان کا چہرہ اس وقت پر سکون سا لگتا تھا۔کتنے برس بعد اس نے انہیں اس طرح سکون سے سوتے دیکھا تھا۔ کئی برس پہلے تک وہ کبھی کبھی تو ایسا چہرہ دیکھ ہی لیتا تھا لیکن آج اتنے برس بعد وہ ان کا خوبصورت سا چہرہ اس قدر سکون میں دیکھ رہا تھا۔ورنہ تو ان کے چہرے پر ہمیشہ ایک خوف، ایک ڈر سا رہتا تھا کہ کہیں کچھ ہو ہی نہ جائے۔۔۔

☆☆☆☆☆

"کیسی ہو پارٹنر؟" وہ اسی انداز میں گارڈن میں بیٹھا کسی کو کال ملا چکا تھا۔

"میں بلکل ٹھیک آپ کیسے ہیں؟" مقابل نے بھی گرمجوشی سے جواب دیا تھا۔

"تو بات یہ ہے کہ میں نے تمہیں کچھ بھیجا ہے اور آگے کا کام تو تم جانتی ہی ہو گی۔ہے نا؟" وہ چمکتی آنکھوں سے کہتا بات ادھوری چھوڑ گیا تھا۔کال پر موجود اس کی پارٹنر نے فون ہولڈ پر لگا کے موصول ہوئی چیز کو دیکھا تھا۔جیسے جیسے وہ دیکھتی جا رہی تھی اس کی آنکھوں کی چمک بھی

بڑھتی ہی جارہی تھی۔دونوں کے لبوں پر بیک وقت ایک دلفریب مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔فون دوبارہ سے کان سے لگائے جب وہ بولی تو اس کی آواز میں بھی وہی چمک تھی جو اس کی آنکھوں میں تھی۔

"کمال ہی کر دیا یار! دل گارڈن گارڈن ہو گیا! آپ فکر ہی نہ کریں یوں سمجھیں جو آپ چاہ رہے ہیں وہ ہو گیا۔" وہ چٹکی بجاتے بولی تھی۔

"ہمم میری شاگرد ہو تم سے امید بھی یہی تھی مجھے!" وہ آرام دہ حالت میں بیٹھتا انتہائی پر سکون آواز میں بولا تھا۔

"اپنی تعریف کرنا تو آپ کبھی نہیں بھولیں گے نا!" وہ بھی اب آلتی پالتی مار کر بیٹھی اسی کے انداز میں بولی تھی۔لہجہ سرشار سا تھا۔

"نیور!" وہ ہامی بھر گیا تھا۔

"ہونہہ نیور!!" وہ اس کی نقل اتارتی بولی تھی۔اس کی آواز سنتے رومان کا قہقہہ بے ساختہ گونجا تھا۔اس کے قہقہے کی آواز سنتے وہ بھی پورے دل سے مسکرائی تھی۔

"ویسے ایک بات کہوں؟" وہ گود میں رکھے کشن پر نا جانے کون سے نقش و نگار بنا رہی تھی جب کچھ یاد آنے پر اجازت طلب کر رہی تھی۔

"تمہیں مجھ سے اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت پر گئی پارٹنر۔۔" وہ اسے مان بخش رہا تھا۔

"آپ ایسے ہی اچھے لگتے ہیں۔ ہنستے، مسکراتے، دوسروں کو تنگ کرتے یوں اداس سے آپ بلکل اچھے نہیں لگتے۔۔" وہ اپنے دل کی بات اسے بتا رہی تھی۔ اور رومان ملک اس کے ساتھ ہونے پر دل سے شکر ادا کر رہا تھا۔ ایک متبسم سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھر سی گئی تھی۔ اس کے ساتھ تو وہ جو بھی وقت بتاتا تھا وہ خوشیوں سے بھرپور ہوتا تھا۔

"کہاں کھو گئے؟" اس کا جواب نہ پا کر اس نے فون کان سے ہٹا کر چیک کیا تھا اور کال جاری ہونے پر پھر سے اسے مخاطب کر رہی تھی۔

"ہمم شکریہ پارٹنر!" وہ دل سے اس کا مشکور ہوا تھا۔

"آہاں! یہ رومان ملک نے شکریہ کہنا کب سے شروع کر دیا؟؟؟" وہ اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔

"جب سے تم جیسی مینٹل بھی سمجھدار ہو گئی ناتب سے۔۔" وہ لب دانتوں تلے دبا کر کہتا اسے تپا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"رومی بھائی!!! تمیز سے اچھا!" وہ زور سے چلائی تھی۔

"اوکے اوکے۔۔" وہ قہقہہ لگاتے اس کی بات مان گیا تھا۔ فلحال تو اسے اس کی ماننی ہی تھی۔

"ہمم گڈ!" وہ ایک ادا سے بولی تھی۔ جیسے اسے سکون ہی اب آیا ہو۔۔۔

"چلو اب یہ فضولیات کی بجائے یہ کام کر لینا

پھر شام میں تم سے ملاقات ہوتی ہے۔۔"

"اوکے اس کی آپ فکر ہی نہ کریں محالہ ملک ہے نا! وہ سب سنبھال لے گی۔۔"سب کو لمبا کھینچتی وہ اسے یقین دہانی کروا رہی تھی۔

"اوکے محالہ ملک آل دی بیسٹ۔۔"اسے کہتا وہ فون کاٹ چکا تھا۔ماہ نے بھی الوداعی کلمات کہتے فون کاٹ دیا تھا۔رومان ملک نے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی۔اسے شام تک کا انتظار کرنا تھا۔شام تک کوئی نا کوئی فیصلہ تو ہونا ہی تھا۔۔ایک جھٹکے سے اٹھتے اس نے انگرائی لی تھی اور پھر اپنے کسی کام کی غرض سے وہ کچھ دیر کو باہر جا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

"ماہ جاؤ یہ ذرا حمہ والوں کی طرف تو دے آؤ۔ویسے بھی حمہ کو میرے ہاتھ کی بنی بریانی بہت پسند ہے۔"میشا نے کچھ ڈشز پہلے سے ہی تیار کر کے رکھ دی تھیں۔اور اب وہ گرم گرم ہی انہیں بھجوا دینا چاہتی تھی اسی لیے ماہ کو کہہ رہی تھی۔لیکن ماہ نے انکار کر دیا تھا کہ وہ کہیں نہیں جانے والی۔۔

"افوہ چلو میں چینج کر کے خود ہی دے آتی ہوں۔۔"میشا نے اس سے جان چھڑواتے کہا تھا۔جلدی سے فریش ہو کر آتی وہ پنک کلر کا ڈیسینٹ سا ڈریس پہنے باہر آئی تھی، پیر کھسے میں مقید تھے۔مہمانوں کے آنے میں کچھ دیر ہی باقی تھی اسی لیے وہ ابھی سے ریڈی ہو چکی تھی۔

ڈوپٹے کو اچھے سے سر پر اوڑھتی وہ ڈش میں بریانی ڈالتی اسے اچھے سے ڈھانپ کر اندرونی

دروازے سے ہی اس طرف چل دی تھی۔اندرونی دروازہ باہر گارڈن کی جانب کھلتا تھا۔گھر میں داخل ہونے پر اسے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔گارڈن میں رکھی میز پر ایک خالی چائے کا مگ پڑا ہوا تھا۔وہ سہج سہج کر قدم بڑھا رہی تھی۔گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی کیونکہ اسے ایسے ہی کسی کے گھر آ جانا ذرا اچھا نہیں لگتا تھا۔جس پل وہ لاؤنج میں داخل ہوئی حمہ کسی کام سے باہر ہی آ رہی تھی اسے دیکھتے میشا کا سانس بحال ہوا تھا۔

"شکر ہے تم آ گئی حمہ مجھے تو فکر ہو رہی تھی کہ کوئی گھر ہے بھی یا نہیں۔یہ لو یہ بریانی بنائی ہے میں نے تمہیں پسند ہے نا میرے ہاتھ کی بنی بریانی!" وہ جوش سے اسے سب بتا رہی تھی لیکن حمہ نے محض اثبات میں سر ہی ہلایا تھا۔اس کی شکل دیکھتے شاہ کا سارا جوش ماند پڑا تھا۔کچھ نا کچھ تناؤ تو ان دونوں میں بھی آ چکا تھا۔میشا کا دل بری طرح سے اداس ہوا تھا۔بظاہر حمہ نے ایسا ہی تاثر دیا تھا کہ شاہ کو اس کی بے رخی نظر نہ آئے لیکن وہ بھی میشا تھی لہجوں کا رنگ اچھے سے سمجھتی تھی۔وہ زیادہ دیر وہاں نہیں رکنا چاہتی تھی اس کا صبر جواب نہ دے جائے اس سے پہلے ہی اسے وہاں سے جانا تھا۔

www.novelsclubb.com

باہر سے واپس اندر آتے رومان ملک اور لاؤنج سے نکلتی میشا ملک کے قدم بڑھنا شروع ہو چکے تھے۔

دونوں کی منزل جدا تھی۔دونوں کی دل و دماغ میں عجب سی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔پزل سی ہوتی وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتی باہر کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔رومان کسی غیر مرئی

نقطے کو تکتا اپنے قدم اندر کی جانب بڑھاتا ہی جا رہا تھا۔ مسلسل چلتے اپنے ہی خیالوں میں گم ان دونوں کا زبردست سا تصادم ہوا تھا۔ میشا کا سر اس کے چوڑے سینے سے جا ٹکرایا تھا۔ دونوں ہوش کی دنیا میں واپس آئے تھے۔ بروقت رومان نے اسے کندھوں سے تھامتے سنبھالا تھا۔ میشا اپنے سر سہلاتے خاموش رہی تھی۔ رومان جانچتی نظروں سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"آپ رو رہی ہیں؟" اس کی آنکھوں میں آئی نمی کو وہ فوراً بھانپ چکا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلا کر مڑ گئی تھی جب رومان نے اس کی نازک کلائی کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھاما تھا۔

"کسی کا محبوب اتنا ظالم بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے چاہنے والے کو جواب دینا بھی مناسب نہ سمجھے!" وہ بے بسی بھرے لہجے میں بولا تھا۔ وہ اب بھی نہ پلٹی تھی اور نہ ہی کچھ بولی تھی۔ شاید وہ نم لہجے میں بولنا نہیں چاہتی تھی یا شاید وہ اپنی کیفیت اس کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وجہ جو بھی تھی لیکن وہ اس پل خاموش تھی ہنوز خاموش۔۔

"میشا!" وہ دھیمے لہجے میں پھر سے اسے پکار بیٹھا تھا۔ کلائی اب بھی تھامی ہوئی تھی۔ وہ آنکھیں میچتے لب بھینچ گئی تھی۔

"کسی کو خاطر میں نہ لانے والا رومان ملک آج اپنے محبوب کے سامنے بے بس کھڑا تھا۔"

وہ اس کی کلائی کو چھوڑتے اب اس کے روبرو آ کھڑا ہوا تھا۔ اس سے فاصلے بنائے وہ بغور اس کا چہرہ تک رہا تھا۔

"آپ کی ان سیاہ آنکھوں نے ہی رومان ملک کو اپنا گرویدہ بنایا تھا۔آپ کا معصوم، سادہ اور یہ دھیما سا انداز نا جانے کب سے میرے دل میں اپنی جگہ بنا گیا مجھے خود ہی اندازہ نہ ہوا۔" وہ پھیکی ہنسی ہنستے نفی میں سر ہلاتے بولا تھا۔ نظریں اپنے ہی ہاتھوں پر مرکوز تھیں۔ میشا نظریں جھکائے اسے سننے میں مصروف تھی۔وہ نظروں کو اٹھانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ آنکھیں ایک ہی پل میں کئی راز اس پر آشکار کر جاتیں۔وہ بھی بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن زبان ساتھ دینے سے انکاری تھی۔وہ اکیلی ہوتی تو اس وقت سسکیوں سے رونا شروع کر دیتی لیکن اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی نہیں روئے گی کم از کم اس وجہ سے تو بلکل نہیں۔وہ کمزور نہیں ہے جو اتنی سی بات پر رونے لگ جاتی۔لیکن شاید یہ اتنی سی بات بھی نہیں تھی۔یہ تو دل کا معاملہ تھا اور دل تو انسان سے بہت کچھ کروا جاتا ہے۔

"آپ نے صرف آنکھیں دیکھی تھیں،

آپ نے آنکھوں میں کہاں دیکھا تھا۔"

www.novelsclubb.com

ہمت کر کے وہ بولی بھی تو فقط یہی، وہ جو اس کے جواب نہ دینے کی وجہ سے مایوس سا ہوتا پلٹ گیا تھا ایک دم سے اس کے یہ معنی خیز سے الفاظ سنتے حیرانگی سے پلٹا تھا۔لیکن وہ صرف اس کو بھاگتے ہی دیکھ پایا تھا۔اپنے آنچل کو سنبھالتی وہ اندرونی دروازہ عبور کر گئی تھی۔اور رومان ملک اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔

"آپ نے صرف آنکھیں دیکھی تھیں،

"آپ نے آنکھوں میں کہاں دیکھا تھا۔"

زیر لب اس کے منہ سے نکلے فقرے کو اس نے پھر سے دہرایا تھا۔ایک دھیمی سی مسکان اس کے چہرے کو مہکا گئی تھی۔

"تو کیا یہ یک طرفہ محبت نہیں تھی! محبت کے دیپ دونوں طرف جلے تھے۔محبت نے دونوں کے دلوں میں اپنے رنگ بکھیرے تھے۔"وہ دل ہی دل میں سوچتے مسکرایا تھا۔

"میشا اگر اپنے حق میں نہیں بول سکتی تو میں تو کچھ کر سکتا ہوں نا! ان شاءاللہ آج شام فیصلہ رومان ملک کے حق میں ہی ہو گا!"وہ دل میں ایک آس لئے پورے دل سے مسکرایا تھا۔

"تو کیا اب رومان ملک کی زندگی میشا جیسے مہکتے پھول سے کھلنے والی تھی۔تو کیا ہجر کے لمحے کٹنے والے تھے! وہ غلط راستہ اختیار نہیں کرنا چاہتا تھا۔سب کچھ وقت کے ہاتھوں سپرد کرتے وہ پر سکون ہو چکا تھا۔"

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

رفعت انصاری کو اب تک ہوش نہیں آیا تھا وہ مسلسل واثق کا نام ہی بڑبڑا رہی تھیں۔ڈرپ کب کی ختم ہو چکی تھی لیکن وہ تھیں کہ ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔

"موم!"اس نے آہستہ سے پکارا تھا۔ان کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ان کے لب اب بھی واثق کو ہی پکار رہے تھے۔

"واثق ٹھیک ہے موم!اٹھیں ہوش میں آئیں۔۔"وہ اب باقاعدہ ان کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا۔کچھ دیر کی کوشش کے بعد وہ ہوش میں آ ہی گئی تھیں۔

"آپ ٹھیک ہیں موم؟"اس نے تکیے کے سہارے انہیں لیٹاتے فکر مندی سے استفسار کیا تھا۔

"ہمم"وہ جواب دیتی ساتھ اثبات میں سر بھی ہلا گئی تھیں۔جس پر طلال نے ایک سکون کا سانس خارج کیا تھا۔ملازم کو آواز دے کر وہ ان کے لیے فروٹس وغیرہ منگوا چکا تھا اور اب اپنی نگرانی میں انہیں کھلا بھی رہا تھا تاکہ انہیں دوا بھی دے کر ہی جائے۔

"وہ ان کے معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں برتتا تھا۔"

اسے واثق کی بھی خبر لینی تھی لیکن سب سے پہلے وہ فریش ہونا چاہتا تھا۔انصاری ولاء کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں موجود "واثق انصاری" جیسے ہی اوپر آیا تو دروازہ ایک دھڑام سے بند کرتا بیڈ پر اوندھے منہ جا لیٹا تھا اور اب تک وہ اسی حالت میں موجود تھا۔دل و دماغ میں ایک عجب سی جنگ جاری تھی۔دماغ اپنوں سے بد ظن کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا تو دل ہمک ہمک کر اپنوں کی حمایت میں مصروف تھا۔وہ دل و دماغ کی اس سنگین جنگ میں بری

طرح سے پھنس چکا تھا۔وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔اسے اس پل کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔اسی حالت میں لیٹے لیٹے ہی وہ نیند کی آغوش میں جا چکا تھا۔

طلال بھی موم کو دوائی دے کر اب اپنے کمرے میں آیا تھا۔اوپر آتے اس کا دل چاہا تھا کہ وہ واثق کو ایک بار سمجھائے لیکن کچھ سوچتے وہ فلحال اپنے کمرے میں ہی جا چکا تھا۔سب سے پہلے کبرڈ سے کپڑے نکالتے وہ فریش ہونے کو گیا تھا۔اس کا دماغ بھی اس پل سکون کا متلاشی تھی۔ فریش ہو کر اب وہ پھر سے اس سنگین مسئلے پر غور کر رہا تھا۔

"اتنے برس بیت گئے اور مجھے اب تک ایک سراغ بھی نہ مل سکا کہ میں کچھ کر سکوں!" وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے چھت کو گھورتے اسی بارے میں سوچ رہا تھا۔ٹانگیں سیدھی کر کے پیروں کو قینچی کی شیپ میں رکھا ہوا تھا،بند مٹھی کو لبوں پر رکھے وہ کسی گہری سوچ میں مبتلاء لگتا تھا۔

"یا خدا تو ہی کوئی حل پیش کر!میں ایسا کیا کروں کہ ظالم نیست و نابود ہو کر رہ جائے،ظالم اپنی موج میں ہے اور اس کو یہی لگتا ہے کہ اس کی پکڑ نہیں ہو گی لیکن مجھے اپنے رب کے انصاف پر پورا یقین ہے۔وہ رب تو بہترین انصاف کرنے والا ہے نا۔" وہ دل ہی دل میں اپنے رب سے مخاطب ہوا تھا۔وہ اب تھکنے لگا تھا لیکن اسے ہمت نہیں ہارنی تھی،وہ کیسے اس موڑ پر آ کر ہمت ہار سکتا تھا۔چاہے کتنے ہی برس لگ جائیں لیکن وہ ظالم کو اس کے انجام تک پہنچا کر ہی دم لے گا۔۔

☆☆☆☆☆

ملک ہاؤس اور ملک مینشن کے لیے تو جیسے زندگی اداس سی تھی۔ان دو گھرانوں کے فرد اپنی ہی سوچوں میں غرق تھے۔شریف فیملی آج پھر حاضر ہوئی تھی۔اور انس بھی ان کے ساتھ موجود تھا۔شاید وہ ڈھیٹ ہڈی تھا جو اتنا سب ہونے کے بعد بھی ایسے وہاں آیا ہوا تھا جیسے اس کے ساتھ کچھ گھنٹے قبل کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ماہ خوش تھی لیکن شاہ اداس تھی۔آج وہ کسی اور کے نام کے ساتھ منسوب ہو جائے گی! یہ سوچ ہی کتنی جان لیوا تھی۔وہ سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے جب ماہ نے ایکسیوز کرتے اپنے بابا کو لاؤنج میں لاتے کچھ دیکھا یا تھا۔وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے اور ماہ بابا کے ساتھ لاؤنج میں آچکی تھی۔صادق ملک کے چہرے کے اتار چڑھاؤ بتا رہے تھے کہ جیسے یہ سب کچھ انہیں ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

"تمہیں یہ کس نے بھیجی ہے؟"وہ ماہ سے دبے دبے انداز میں پوچھ رہے تھے۔

"جس نے بھی بھیجی ہو بابا لیکن آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا آپ ایسے کردار کے حامل شخص کو اپنی پھول جیسی بیٹی سونپ دیں گے؟"وہ خاموش سی بیٹھی میشا کی جانب اشارہ کرتی بولی تھی۔میشا نا سمجھی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ماہ؟"وہ اٹھ کر ان دونوں کے قریب آئی تھی۔

"یہ دیکھیں۔" بابا کے ہاتھ سے موبائل لے کر اب وہ شاہ کو وہ سب دیکھا رہی تھی۔ بابا نے پہلے ماہ کو دیکھا تھا اور پھر ریشا کو۔ اور پھر وہ دوبارہ ڈرائنگ روم کی جانب چل دیے تھے۔ شاہ منہ پر ہاتھ رکھتے صدمے کی سی کیفیت میں وہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

"ماہ یہ سب!" اس سے آگے اس سے کچھ بولا ہی نہیں گیا تھا۔

"جی بلکل یہی سچ ہے۔" وہ شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتی اسے بتا رہی تھی۔

"کبھی کبھی بیٹیوں کو بھی ہمت کر لینی چاہیے شاہ! میں مانتی ہوں ماں باپ کے فیصلے کبھی غلط نہیں ہوتے لیکن وہ بھی انسان ہوتے ہیں شاہ! غلطیاں ان سے بھی ہو سکتی ہیں۔ بابا کی نیت صاف تھی انہوں نے ہر طرح سے تصدیق کر لی تھی لیکن اس لڑکے کے اس پہلو کا کیا؟ بتائیں! بابا کا کہنا تھا کہ دوستوں کی بری سنگت کوئی اتنی بری خامی نہیں ہوتی، لیکن میرا ماننا ہے کہ انسان گھر سے اتنا کچھ نہیں سیکھتا جتنا وہ دوستوں سے سیکھ لیتا ہے، پھر چاہے وہ اچھائی ہو یا برائی۔ کیونکہ ہم اپنے دن کا زیادہ وقت اپنے دوستوں کے ساتھ ہی بسر کرتے ہیں۔ اور یقین مانیں بہترین دوست کا ساتھ ہونا بھی زندگی کی سب سے بری نعمت ہوتی ہے اور اسی طرح برے دوست کا ساتھ آپ کو زندگی کے کئی موڑ پر سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں چھوڑتا!!" وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر یہ الفاظ ادا کر رہی تھی۔ شاہ نے سر اٹھا کر نا سمجھی سے ماہ کو دیکھا تھا۔ یہ وہ نا سمجھ ماہ تو نہیں تھی جسے شاہ جانتی تھی یہ تو بہت سمجھدار لڑکی تھی جو زندگی کو پرکھنا اچھے سے

www.novelsclubb.com

جانتی تھی۔یاشاید وقت نے اسے سب بہت اچھے سے سیکھا دیا تھا۔موبائل پاس پڑی ٹیبل پر رکھتی وہ خود بھی کرسی پر ڈھے سی گئی تھی۔ناجانے میشاملک کا دل کتنی بار ٹوٹنا تھا۔

"میں نے تو بابا کا مان رکھنا چاہا تھا ناماہ! کچھ غلط تو نہیں کیا تھا میں نے۔میں نے تو اپنے دل کی بھی نہیں سنی تھی۔لیکن میں یہ سب بھی ڈیزرو تو نہیں کرتی!"وہ نم آنکھوں سے محالہ کو دیکھتی اپنے دل کا حال اسے سنا رہی تھی۔

"آپ نے کچھ غلط نہیں کیا شاہ! لیکن اگر قدرت آپ کو سب کچھ ٹھیک کرنے کا،اپنے دل کی سننے کا یہ سنہرا موقع دے رہی ہے تو ایٹ لیسٹ اس بار تو آپ اپنے حق کے لیے آواز اٹھا ہی سکتی ہیں نا!"وہ اس کے ساتھ بیٹھتی اسے سمجھا رہی تھی۔اور وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"نہیں ماہ میں اتنی بہادر نہیں ہوں! تمہاری بہن میں اتنی ہمت بھی نہیں ہے کہ وہ خود کے لیے آواز اٹھا سکے۔میں پھر بھی وہی کرونگی جو بابا چاہیں گے۔اگر میں نے کہا ہے کہ میں ان کا مان برقرار رکھوں گی تو میں رکھوں گی۔"وہ ایک عزم سے بولی تھی اور ماہ کو لگا تھا کہ اس دنیا میں شاہ سے ناسمجھ کوئی ہے ہی نہیں۔۔

"یاخدا کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ بابا کا مان توڑنے کا کب کہا میں نے آپ سے؟آپ اتنی تو ناسمجھ نہ تھی جتنی اب مجھے لگ رہی ہیں۔آپ صرف بابا کو رومان بھائی کی طرف سے رضامندی تو ظاہر

کر سکتی ہیں نا! میں پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ بابا ان کو منع کرنے ہی گئے ہیں اور اس کے بعد اگر رومان بھائی کی طرف سے رشتہ دوبارہ سے آجاتا ہے تو آپ اتنا تو کر سکتی ہیں نا کہ اس رشتے کے لیے ہامی بھر لیں۔ قسم سے آپ کو بھاگ کر شادی کرنے کا بلکل نہیں کہہ رہی اور نہ ہی یہ ہماری تربیت میں شامل ہے۔۔" وہ ایک ہی سانس میں بہت کچھ بول گئی تھی۔

"استغفر اللہ! اللہ نہ کرے کہ میں ایسا کبھی کروں۔۔" شاہ جلدی سے بولی تھی۔

"ہاں تو بس جب بابا پوچھیں تو بس ایسے زور زور سے سر ہلا دینا ہے میری معصوم اور بھولی سی شاہ!!" وہ اس کے سر کو اثبات میں باقاعدہ زور زور سے ہلا کر بتا رہی تھی۔ بے ساختہ شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ ایک معصوم سی مسکان جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔۔

"شکریہ ماہ!!" وہ سچ میں اس کی مشکور ہوئی تھی۔

"آہاں ایسے شکریہ کا میں اچار ڈالوں گی؟ کوئی ٹریٹ وغیرہ چاہیے مجھے۔" وہ سینے پر ہاتھ باندھے ایک ادا سے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ڈن۔" وہ بھی مسکراتے اس کی بات مان چکی تھی۔۔ اور ڈرائنگ روم میں بیٹھی شریف فیملی کو صادق ملک صاف صاف انکار کر چکے تھے۔ انہوں نے کسی شے کا حوالہ نہیں دیا تھا۔ اعتراض تھا تو اس بات پر کہ ان کا بیٹا بری صحبت کا حامل ہے۔۔

"صادق تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ آج تم نے ہاں میں جواب دینے کو بلایا تھا ہمیں اور اب جب ہم ساری تیاری کے ساتھ آئے ہیں تو تم ہمیں یہ جواب دے رہے ہو؟" شریف صاحب کو یہ بات بلکل ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

"ہاں کیونکہ پہلے مجھے اس سب کے بارے میں پتہ نہیں تھا۔اور اب میں جانتے بوجھتے اپنی بیٹی کو ایسے شخص کے حوالے نہیں کر سکتا جس کا کردار ہی مشکوک ہو۔۔" وہ صاف گوئی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

"انکل ایسا ویسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں، یا جیسا آپ کو بتایا جا رہا ہے۔میں ایسا بلکل نہیں ہو۔۔" انس نے مداخلت کرنا فرض سمجھا تھا۔

"مجھے نہ تو کسی نے بتایا ہے اور نہ ہی میں فقط اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنا رہا ہوں بلکہ میں اپنی آنکھوں سے سب دیکھ کر آیا ہوں۔اسی لیے مہربانی ہو گی کہ آپ لوگ اس بارے میں مزید بحث نہ کریں۔بہت معذرت میں نے آپ لوگوں کو یہاں بلا کر تکلیف دی۔۔" وہ باقاعدہ ہاتھ باندھے ان سے معذرت کر رہے تھے۔وہ سچ میں کوئی بحث نہیں چاہتے تھے تاکہ تعلقات میں مزید تلخی نہ پیدا ہو جائے۔انس کے لیے اپنی توہین برداشت کرنا بہت مشکل کام تھا۔ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے بظاہر مسکرا کر ان سے ملتے وہ اپنے ماں باپ کو لیتا وہاں سے جا چکا تھا۔۔وہ دونوں بہنیں پہلے ہی اپنے کمرے میں جا چکی تھیں۔اور صادق ملک نے ان کو رخصت کرتے ہی ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کی تھی۔اللہ نے انہیں ایک بہت بڑے نقصان سے بچا لیا

تھا۔اگر وہ اپنی بیٹی کی شادی یہاں کر دیتے تو۔۔۔اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتے تھے۔جو ہوا نہیں اس کے بارے میں سوچ کر پریشان ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ایک نظر انہوں نے امان ملک کے گھر کی طرف کھلتے دروازے کو بھی دیکھا تھا۔اور نفی میں سر جھٹکتے وہ واپس اندر جا چکے تھے جہاں وہ دونوں اب انہی کا انتظار کر رہی تھیں۔۔

"کوئی بات نہیں بابا آپ کو پریشان ہونے کی بلکل ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں تو خوش ہونا چاہیے نا کہ ہم پہلے ہی اس نقصان سے بچ گئے۔۔"صادق ملک سر جھکائے ان کی طرف بڑھ رہے تھے جب میشا نے آگے بڑھتے ان کے ساتھ لگتے کہا تھا۔ماہ بھی دوسری طرف سے ان کو تھامتی اندر لے آئی تھی اور اب وہ تینوں صادق ملک کے کمرے میں موجود تھے۔

"شاہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں بابا آپ کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔لیکن ایک بات ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔"ماہ نے انگلیاں مڑورتے تمہید باندھنا چاہی تھی اور باری باری ان دونوں کو دیکھا تھا جو کہ نا سمجھی سے ماہ کو ہی دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیسی بات بیٹا؟ کھل کے بتاؤ۔۔"صادق ملک نے اس کے ہاتھ تھامتے کہا تھا۔

"بابا آپ جو سمجھ رہے ہیں ایسا بلکل بھی نہیں ہے۔امان انکل نے ہمدردی کے تحت بلکل بھی رشتہ نہیں بھیجا تھا۔میں جانتی ہوں انہوں نے سب کی باہمی رضامندی اور رومان بھائی کی چاہ جاننے کے بعد ہی آپ کو رشتے کی بات کی تھی۔میں نہیں جانتی یہ سوچ کیسے آپ کے دماغ

میں آئی لیکن مجھے لگا مجھے کھل کے آپ کو اس بارے میں بتا دینا چاہیے۔۔"وہ سر جھکائے ساری بات ان کے گوش گزار کر رہی تھی۔وہ جانتی تھی اسے یہ سب باتیں زیب نہیں دیتیں لیکن وہ جانتی تھی اب جو کرنا تھا اسے ہی کرنا تھا کیونکہ شاہ کبھی بھی کھل کے بابا کو کچھ نہیں بتائیں گی۔

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو محالہ؟"وہ اب بھی مطمئن نہیں ہوئے تھے۔

"مجھے حمہ نے بتایا تھا بابا اور یہ ویڈیو جو ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے دیکھی۔یہ بھی مجھے رومان بھائی نے ہی بھیجی تھی۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ شاہ کے ساتھ کچھ بھی برا ہو۔۔"ایک نظر شاہ کو تکتے وہ آج سب کچھ ہی کلیئر کر رہی تھی۔صادق ملک نے سمجھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں تمہارے بات مان بھی لوں محالہ لیکن میں انہیں انکار کر چکا ہوں اور ایک بیٹی کا باپ ہوتے میں خود دوبارہ سے ان سے رشتے کی بات نہیں کر سکتا۔۔"انہیں ایک نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو بات کرنے کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے انکل میں ہوں نا میں خود ہی گھر میں سب کو بتا دوں گی۔۔"نا جانے راحمہ کہاں سے نازل ہوئی تھی۔صادق ملک کی کہی بات وہ سن چکی تھی اور اندر آتے اس نے چہکتے انہیں جواب دیا تھا۔ان تینوں نے سرعت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"حمہ تم کب آئیں؟"ماہ نے اٹھتے اس کے ہاتھ تھامتے پوچھا تھا۔

"بس ابھی ابھی آئی ہوں تم فون ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔اور اب مجھ سے بلکل بھی صبر نہیں ہو رہا تھا اسی لیے میں خود ہی خبر لینے آ گئی۔اور یہاں آئی تو آپ تینوں تو الگ ہی کانفرنس لگائے بیٹھے تھے۔"وہ بھی ان کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔میشا کی نظریں اب بھی اپنے ہاتھوں پر مرکوز تھیں اس نے نظر اٹھا کر حمہ کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی حمہ اس سے ناراض ہے۔

"انکل آپ نے بلکل ٹینشن نہیں لینی۔"ماہ حمہ "سب سنبھال لیں گی۔"اس نے اپنے اور ماہ کی طرف اشارہ کرتے ایک مان سے کہا تھا۔ان دونوں کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔

"بہت شکریہ بیٹا۔"وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تھے۔

"اونہوں بیٹیوں کو بھی بھلا کوئی شکریہ کہتا ہے؟"وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔وہ نفی میں سر ہلاتے اسے کئی دعاؤں سے نواز چکے تھے۔اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ان کے دوست نے اپنے بچوں کی تربیت بہت اچھی کی تھی۔

"چلیں آپ آرام کریں ہم آتے ہیں۔۔"وہ دونوں تو میشا کو لیتی وہاں سے رفو چکر ہو چکی تھیں۔۔

"سوری شاہ! پلیز مجھے معاف کر دیں جب آپ آئیں تو میرا دل بہت اداس تھا۔آپ سے بلکل اچھابی ہیو نہیں کیا میں نے۔پلیز اپنی بہن کو معاف کر دیں نا!" وہ باہر آتے سب سے پہلے شاہ کے گلے لگتے اس سے معافی مانگ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں حمہ میں سمجھ سکتی ہوں۔" صدا کی نرم دل میشا فوراً سے مان چکی تھی۔

"پکانا!" وہ انگلی اٹھاتے تصدیق چاہ رہی تھی۔وہ مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"کیا مطلب تم میری بہن سے اچھے سے ملی بھی نہیں تھی؟" ماہ پہلوؤں میں ہاتھ رکھے اس پر چڑھ دوری تھی۔

"شٹ اپ! یہ میرا اور شاہ کا معاملہ ہے۔" وہ اسے کسی خاطر میں نہیں لائی تھی۔ماہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے جا رہی تھی۔اس سے پہلے کہ ماہ اس کو دو تھپڑ لگاتی حمہ نے اپنے گھر کی طرف دوڑ لگائی تھی۔اور ماہ بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگی تھی۔ان کو دیکھتے شاہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ دونوں تو بڑی ہونے سے رہیں۔۔" وہ پورے دل سے مسکرائی تھی۔آج وہ بہت خوش تھی۔کافی دنوں سے اداسی نے جو ڈیرہ جمایا ہوا تھا وہ کہیں غائب ہو کر رہ گیا تھا۔اسے تسلی تھی کہ وہ اپنے بابا اور بہن کے ساتھ ہی ہے۔وہ ان کا ویسے ہی خیال رکھ پائے گی جیسے وہ اب رکھتی ہے۔۔

☆☆☆☆☆

"یہ کیا چوہے بلی کا کھیل لگا رکھا ہے تم دونوں مینٹلوں نے؟"ایک تو وہ اپنی پریشانی میں بیٹھا ہوا تھا اوپر سے ماہ حمہ اس کے سر پر پہنچ چکی تھیں۔۔

"اچھا اب ہم دونوں مینٹل ہو گئے سنا حمہ تم نے؟کام کے وقت ہم سے اچھا کوئی نہیں اور کام کے بعد ہم مینٹل واہ بھئی واہ۔یہ دنیا تو پل میں رنگ بدل لیتی ہے یار۔"ماہ تو ایمو شنل ہی ہو گئی تھی۔رومان نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

"اوواوور ایکٹنگ کی دکان!بس ہاں بہت ہو گیا۔یہ سیاپا میرے سر پر مت ڈالو جاؤ کہیں اور جا کر بیٹھو شاباش۔"وہ اسے کسی خاطر میں نہیں لایا تھا۔ہاتھ سے اسے دفع کرتے وہ ایک سیکنڈ میں اسے جھاڑ چکا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے ماہ آؤ ہم چلتے ہیں اور جو خبر ہم ان تک پہنچانے آئے تھے نا وہ بھی اب نہیں بتانی ہم نے۔"حمہ مسکراہٹ ضبط کرتے ماہ کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔ماہ نے بھی فوراً ہامی بھری تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک منٹ ایک منٹ کون سی خبر؟"اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے جاتیں رومان عجلت میں پوچھ بیٹھا تھا۔

"رہنے دیں ہم مینٹل ہماری خبریں بھی مینٹل۔آپ جان کر کیا کریں گے ؟"حمہ اتراتے بولی تھی۔رومان نے بنا سوچے سمجھے ایک چپت اس کے سر پر لگائی تھی۔اس کا منہ کھلا کا کھلا ہی تو رہ گیا تھا۔

"تم سے تو بات کرنا ہی بیکار ہے۔پارٹنر تم بتاؤ۔"وہ حمہ کو ہکا بکا چھوڑتا اب ماہ سے مخاطب ہوا تھا۔حمہ نے اسے نظروں سے نہ کا اشارہ کیا تھا۔

"پہلے میری جان کو سوری بولیں۔۔"وہ اپنی شرط سامنے رکھ گئی تھی۔

"استغفراللہ ! تمہاری کون سی جان ہے ؟"وہ جانتے ہوئے بھی انجان بن رہا تھا۔

"جیسے آپ تو جانتے ہی نہیں ہیں نا ! جلدی سے سوری بولیں پھر ہی میں بتاؤں گی ورنہ جائیں جس سے مرضی پوچھ لیں۔۔"وہ ہنوز اپنی بات پر قائم تھی۔

"چلو ٹھیک ہے تم بھی دفع ہو جاؤ اپنی اس جان کے ساتھ۔میں خود ہی پتہ لگالوں گا۔"وہ جان لفظ پر اچھا خاصا زور دیتے بولا تھا۔اپنی دال نہ گلتی دیکھ وہ دونوں بے بس ہی ہو گئی تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے سوری نہ بولیں پھر پرامسس کریں ٹریٹ دیں گے ؟"وہ اب بات ہی بدل گئی تھیں۔کچھ پل رومان نے سوچنے کی اداکاری کی تھی۔ان کی مسکین شکلوں پر اسے ترس بھی آیا تھا اور ہنسی بھی۔بلآخر اس نے ہامی بھر ہی لی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے ڈن کرو اور کچھ پھوٹو بھی۔قسم سے ہر لالچی بندہ میرے ہی پلے پڑا ہوا ہے۔"

"بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔"اتنا کہتے وہ ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

"بات یہ ہے کہ ؟"رومان نے سوالیہ انداز اپنایا تھا۔

"بات یہ ہے کہ۔۔۔۔"وہ اتنا کہتے پھر سے خاموش ہو گئی تھیں۔۔

"اب پھوٹو بھی۔۔۔"وہ جھنجھلاتے بولا تھا۔

"بتادیں؟"وہ ایک ساتھ پوچھ رہی تھیں۔

"نہیں میں تو یہاں تم دونوں کے ساتھ جیتو پاکستان کھیلنے بیٹھا ہوا ہوں نا!"وہ اکتاتے بولا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے غصہ تو نہ ہوں۔۔بات یہ ہے کہ۔۔۔میشا آپی کے رشتے کے لیے صادق انکل مان گئے ہیں۔۔"حمہ اس کے کان کے قریب چلائی تھی۔۔اس نے کان میں انگلی ڈالتے کان کو کھنگالا تھا۔اتنا لاؤڈ اسپیکر سنتے اس کا کان سن ہی ہو گیا تھا۔پھر کچھ پل بعد الفاظوں پر غور کیا تو وہ اپنی جگہ پر ساکت ہی تو رہ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا!"وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں پوچھ رہا تھا۔ان دونوں نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔رومان نے تو اٹھتے ہی بھنگڑا ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ان تینوں کا شور سنتے مسٹر اینڈ مسز ملک بھی باہر آچکے تھے۔رومان نے تو اپنی ماما کو ہی پکڑ کر گول گول گھمانا شروع کر دیا تھا۔وہ دونوں انہیں بھی سب بتا چکی تھیں۔انہوں نے اپنی انا کو درمیان میں حائل نہیں کیا تھا۔بلکہ وہ تو خوش تھے کہ میشا ان کی بہو بنے گی۔انہیں تو میشا شروع سے ہی عزیز تھی۔۔ملک ہاؤس اور

ملک مینشن میں اس پل خوشیوں کا بسیرہ تھا۔وہاں کے مکین اس پاک رب کا شکر ادا کر رہے تھے۔جس نے انہیں یہ خوشیوں بھرے پل نصیب کیے تھے۔لیکن خوشیاں ہمیشہ ہی ہماری زندگی کا حصہ رہیں ضروری تو نہیں ہوتا نا!!!

☆☆☆☆☆

"تم کب چکر لگا رہے ہو مسٹر سڑو؟تمہاری ڈارلنگ تمہیں مس کر رہی ہیں۔۔"وہ بیڈ پر لیٹے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے مزے سے فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

"ہاں یار میں بھی سوچ رہا ہوں آج کل میں چکر لگا ہی لوں۔تمہارے گھر میں ایک میری ڈارلنگ ہی تو مجھے مس کرتی ہیں اور کہاں کرتا ہے کوئی۔۔"اپنے کمرے میں وہ بھی اسی حالت میں لیٹا ہوا تھا۔البتہ ایک بازو سر کے پیچھے تکیے کی طرح رکھا ہوا تھا۔

"چلو کوئی تو ہے جو تمہیں یاد کرتا ہے۔۔"رومان نے اتراتے کہا تھا۔

"ہاں کوئی تو ہے۔یہی بہت ہے۔"وہ ہامی بھر گیا تھا۔

"آنٹی کی طبیعت کیسی ہے اب؟"وہ اب سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

"اب بہتر ہے۔یہ واثق باز نہیں آتا۔لڑکیوں کی طرح منہ پھلائے گھوم رہا ہے۔"

"کیا فائدہ ایسے بڑے بھائی ہونے کا جو چھوٹے کو سنبھال ہی نہ سکے؟"وہ اس پر گہرا طنز کر گیا تھا۔

"تم مجھے طعنہ مار رہے ہو؟"

"تھا تو طعنہ ہی اب تم فیل نہ کرو تو وہ اور بات ہے۔" وہ مسکراہٹ دبائے بولا تھا۔

تم میرے سامنے ہوتے تو ایک رکھ کے لگاتا میں تمہیں۔۔" وہ بے بسی بھرے لہجے میں بولا تھا۔

"یہی تو مزے کی بات ہے کہ "رومان ملک" تمہارے سامنے نہیں ہے۔" وہ اب بھی باز نہیں آیا تھا۔

"لیکن رومان ملک کوئی خلائی مخلوق بھی نہیں ہے جو کبھی "طلال انصاری" کے سامنے نہیں آئے گا۔" وہ حساب برابر کر گیا تھا۔

"میرے ساتھ رہتے رہتے کافی سمجھدار ہو گئے ہو۔" وہ سارا کریڈٹ اپنے سر لے گیا تھا۔

"لوگوں کو خوش فہمیاں ہی بہت ہیں۔۔"

www.novelsclubb.com

"جو آپ سمجھیں۔اور مہربانی کر کے ہمارے غریب خانے میں تشریف لے آئیں۔۔"

"کل چکر لگاؤں گا ان شاءاللہ! اور اپنی ڈارلنگ کے سارے شکوے دور کر جاؤں گا۔"

"ہاں کل تمہاری ڈارلنگ بھی گھر پر ہی ہو نگی۔ مل کر میری برائیاں کرنا اور میرے گناہ بخشوانا۔" وہ آخر میں ایک نیا شوشہ چھوڑ گیا تھا۔

"ہم تو بہت ڈیسینٹ سے بندے ہیں ہم کہاں کسی کی برائیاں کریں گے۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔

"ہاں اگر یہ سڑیل پن چھوڑ دو۔ تو تم کافی ڈیسینٹ بندے ہو۔" رومان مسکراہٹ ضبط کرتے بولا تھا۔

"اب تم نے کوئی بونگی ماری نا تو قسم سے تمہیں موبائل سے نکال کے پیٹوں گا۔" اس کا صبر جواب دے گیا تھا۔

"ہاہاہاہا اوکے اوکے میں ویسے بھی اب فون رکھنے والا تھا۔" وہ قہقہہ لگاتے اب کی بار اس کی بات مان ہی گیا تھا۔

"شکر ہے تمہیں بھی عقل آئی۔" اس کو سناتے الوداعی کلمات کہتے کال ڈسکنیکٹ ہو چکی تھی۔ طلال ایک بار پھر سے موم کو دیکھ آیا تھا۔

"اس ماں کو ہی پوچھنا کبھی باپ کی فکر نہ کرنا۔"

وہ لاؤنج سے ہوتے واپس اوپر جا رہا تھا جب اسے اپنے عقب سے مسٹر انصاری کے یہ الفاظ سنائی دیے تھے۔

"باپ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی خدمت کی جائے۔" اس نے بنا مڑے جواب دیا تھا۔

"باپ جیسا بھی ہو اس کی خدمت اولاد پر فرض ہوتی ہے۔" وہ کمر پر ہاتھ باندھے اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔

"ہمم ویسے تو والدین پر بھی اولاد کے کافی فرائض عائد ہیں۔ آپ نے کبھی اپنا کوئی فرض ادا کیا؟" وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے دھیمے مگر طنزیہ لہجے میں مخاطب ہوا تھا۔

"کیوں پرائے لوگوں کے لیے باپ کے ساتھ ایسا رویہ رکھتے ہو؟" وہ اب دھیمے لہجے میں اس سے استفسار کر رہے تھے۔ ہاتھ بڑھا کر اس کی گال پر جیسے ہی رکھنا چاہا تھا وہ عجلت میں دو قدم پیچھے ہوا تھا۔

"اپنے ان ناپاک ہاتھوں سے مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کیجیئے گا۔ اور رہی بات پرائے کی تو آپ نے تو ثابت کر ہی دیا تھا کہ آپ پرائے ہیں ان کے لیے لیکن میں ان کو پرایا ہر گز نہیں مانتا۔" وہ درد بھرے لہجے میں بولا تھا۔

"لیوِاٹ طلال!" وہ چاہتے تھے وہ اس معاملے سے پیچھے ہٹ جائے۔

"آئی وِل نیور لیوِدِس میٹر مسٹر انصاری! طلال انصاری اگر کچھ کرنے کو ٹھان لے تو وہ اس سے مر کر بھی پیچھے نہیں ہٹتا۔" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔

"تم پچھتاؤ گے۔" وہ اسے وارن کر رہے تھے۔

"پچھتا تو اب رہا ہوں۔آپ سے ایک نہیں کئی حساب برابر کرنے ہیں۔میری موم کو جو جو تکلیفیں اور اذیتیں آپ کی بدولت ملی ہیں ناوہ میں کبھی بھی نہیں بھولوں گا۔"وہ انگلی اٹھائے غصے سے پھنکارا تھا۔

"وہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے۔"

"بڑے آئے بیوی کی قدر کرنے والے۔"وہ طنزیہ ہنسی ہنستے بولا تھا۔

"میں اس کی قدر کروں یا نہ کروں تم ان سب سے دور رہو۔"

"نہیں رہوں گا کیا کریں گے؟"وہ سینے پر ہاتھ باندھے ڈھیٹائی سے بولا تھا۔

"تم ہار جاؤ گے۔"

"ہار جیت کا فیصلہ کرنے والے آپ کون ہوتے ہیں؟یہ فیصلے میرا رب کرتا ہے۔اور وہ جو بھی کرتا ہے بہترین کرتا ہے۔"وہ کہتا انہیں وہیں چھوڑتا جا چکا تھا۔پیچھے انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔شاید انہیں کچھ کھٹکا لگ چکا تھا کہ واقعی کچھ برا ہونے والا ہے۔۔

☆☆☆☆☆

وہ سب اس وقت ملک ہاؤس میں براجمان تھے، لیکن رومان آفس میں تھا۔ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے وہ دونوں دوست سب پچھلی باتوں کو بھلا چکے تھے۔امان ملک نے خود صادق ملک سے رشتے کی بات کی تھی اور وہ اس بار ہامی بھر گئے تھے۔آپس میں معاملات طے کرتے وہ

لوگ اگلے ہفتے کی ڈیٹ فکس کر چکے تھے۔رومان کا کہنا تھا کہ وہ سب سے پہلے نکاح کرے گا اور یہی بات اس کے بابا نے بھی صادق ملک کو بتادی تھی انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔لیکن دو لوگوں کو تھا اور وہ تھیں ہماری "ماہ حمہ"۔۔

"اتنی جلدی شادی کی تیاریاں کیسے کریں گے ہم بابا؟"سب سے پہلے راحمہ کی آواز لاؤنج میں گونجی تھی۔

"ہم نے تو شاپنگ بھی کرنی ہو گی اور کتنی چیزیں ہوتی ہیں لینے والی۔ایک ہفتے میں کیسے ہو گا سب؟؟"ماہ بھی پریشانی سے بولی تھی۔

"ساری تیاریاں ہو جائیں گی۔آج کل آنلائن شاپنگ کا دور ہے سب آسانی سے مل جاتا ہے۔" اس بار امان ملک بولے تھے۔

"بابا آپ کو پتہ ہے آنلائن شاپنگ میں آرڈر کیا کرو اور ہاتھ میں کیا آتا ہے؟پیسوں کا ضیاع ہی ہے بس۔۔"حمہ اپنے بابا کے صوفے کے ہتھے پر بیٹھتے بولی تھی۔

"چلو خیر ہے اب نہ خود پریشان ہو اور نہ ہمیں کرو۔کالج سے ان دنوں چھٹیاں کرو اور اپنی تیاریاں مکمل کرو۔۔"امان ملک ہاتھ کھڑے کرتے بولے تھے۔

"اور میشا کی کسی چیز کے لیے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بھائی صاحب۔اللہ کے فضل سے سب کچھ ہمارے پاس موجود ہے آپ بس ہماری بیٹی ہمیں سونپ دیں گے

ہمارے لیے یہی بہت بڑی بات ہے۔۔"نایاب ملک نہایت اپنائیت سے بولی تھیں۔ان کے اس انداز پر صادق ملک نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔جانتے تھے وہ کچھ لینے کی ہامی بلکل نہیں بھریں گے۔وہ دل سے ان کے مشکور ہوئے تھے۔نایاب بیگم نے میشا کو بھی اپنائیت سے گلے لگایا تھا۔کچھ دیر بعد وہ لوگ اپنے گھر جا چکے تھے۔۔

☆☆☆☆☆

وہ آج کئی دنوں بعد افس میں صحیح طریقے سے کام کر پایا تھا کیونکہ آج اس کا موڈ فریش تھا۔دل مطمئن تھا۔آخر کار اس کی محبت اسے اس کی محرم بن کر ملنے والی تھی۔امان ملک نے آفس میں آتے ہی اسے شادی کے متعلق سب ڈیٹیلز بتادی تھیں۔اس کا ارادہ طلال کے ساتھ شاپنگ کرنے کا تھا۔اور وہ اسے رات تک منالے گا۔ویسے بھی اسے شام تک ان کے گھر ہی آنا تھا۔ اسی لیے فی الحال رومان ریلیکسڈ ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ صبح سے کھویا کھویا سا لگتا تھا۔آج یونی میں بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔دل عجیب سی کشمکش کا شکار تھا۔سر جھٹکے وہ اسٹوڈنٹس کو لیکچر دینے میں مصروف ہو چکا تھا۔وہ اسٹوڈنٹس کی پڑھائی کے معاملے میں کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتا تھا۔انہیں ان کا مستقبل سنوارنا تھا اور اس معاملے میں وہ اپنا بیسٹ دے رہا تھا۔

"کیا ہے؟" وہ جیسے ہی لیکچر لے کر اپنے آفس میں آیا تو تب سے ہی اس کے موبائل پر کسی کا فون آرہا تھا۔ "برو" کا نام سکرین پر جگمگاتا دیکھ وہ کوفت کا شکار ہوا تھا۔ لیکن مقابل بھی شاید ڈھیٹ تھا بار بار فون آنے پر اس نے کال پِک کر ہی لی تھی۔ اور جھنجھلاتے اس نے طلال کو جواب دیا تھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ کیوں کچھ ہونا تھا کیا؟" وہ بھی اسی کا بھائی تھا۔

"مطلب کی بات پر آؤ۔ بنا مطلب تو تم مجھ سے بات کرنے سے رہے۔" سامنے ٹیبل سے پین اٹھا کر اب وہ ٹک ٹک کرنے میں مصروف تھا۔ کچھ پل کے لیے طلال خاموش ہو چکا تھا۔

"آفس آ سکتے ہو کچھ دیر کے لیے؟" وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"نہیں۔" ایک لفظی جواب آیا تھا۔

"یار مجھے اس وقت تمہاری ضرورت ہے۔ کچھ کام ہے مجھے۔"

"رومان کو بلا لو۔" وہ اس کا مسئلہ حل کر گیا تھا۔

"رومان اپنے کاموں میں مصروف ہے۔ تم آجاؤ۔ ورنہ میری غیر موجودگی میں مسٹر انصاری یہاں آجاتے ہیں اور میرا اسٹاف ان کے ہوتے اِن سیکیور فیل کرتا ہے۔۔۔"

"اسٹاپ اِٹ طلال! پلیز! تم مجھے اس بارے میں کچھ بتا نہیں سکتے تو برائے مہربانی مجھے اس معاملے سے بھی دور ہی رکھو۔اپنے معاملات خود حل کرو۔مجھے ان میں شامل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔آج کے بعد سے مجھ سے کوئی امید مت رکھنا۔

"جب دو بھائیوں میں اعتماد ہی قائم نہیں ہے تو ہمارے بھائی ہونے پر لعنت ہے۔۔"

اپنی بھڑاس نکالتے وہ فون کھٹاک سے بند کر چکا تھا۔فون بند کرتے وہ کرسی کی پشت پر اپنا سر گرا چکا تھا۔دوسری طرف طلال کچھ پل ساکت رہا تھا۔اسے واثق سے ان سب کی امید نہیں تھی۔لیکن وہ بھی بے بس تھا وہ ابھی اسے کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔کچھ پل وہ اسی حالت میں موبائل فون کان سے لگائے بیٹھا رہا تھا۔

"تم میرا یقین نہیں کرو گے واثق۔میں ابھی تمہیں کچھ بھی نہیں بتا سکتا۔کسی ٹھوس ثبوت کے بغیر میرا یقین کوئی بھی نہیں کرے گا۔تم میرے لیے اہم ہو۔بہت اہم ہو۔لیکن میں بھی مجبور ہوں یار۔۔"وہ دل میں اس سے مخاطب ہوتا دونوں ہاتھوں میں سر گرا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"تمہارا بیٹا آج کل کچھ زیادہ ہی مجھ سے الجھنے لگا ہے۔اسے اپنی زبان میں سمجھا دو میرے بارے میں ثبوت کھنگالنا چھوڑ دے۔"وہ بیڈ پر بیٹھی رفعت بیگم سے سخت لہجے میں مخاطب ہوئے تھے۔ان کی دھاڑ سنتے وہ اتنا سہم چکی تھیں کہ ان کے ہاتھ سے دوائی اچھلتے بیڈ پر بکھر گئی تھی۔ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح طور پر دیکھائی دے رہی تھی۔

"تم سے بات کر رہا ہوں میں۔سنا تم نے؟" وہ ان کے چہرے کو دبوچتے غصے سے دھاڑ رہے تھے۔

"جی۔۔جی۔۔میں۔۔میں۔۔اسے سمجھا دوں گی۔" بمشکل وہ اتنا ہی بول پائی تھیں۔۔

"ہمم تمہیں اسے سمجھانا ہی ہو گا۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" انہیں سختی سے وارن کرتے وہ دروازہ دھڑام سے بند کرتے وہاں سے جا چکے تھے۔رفعت بیگم کی آنکھوں سے بے اختیار ہی آنسو رواں ہوئے تھے۔جنہیں انہوں نے بے دردی سے صاف کیا تھا۔ان کی اتنی عمر نہیں تھی جتنی ان کے چہرے پر جھڑیاں آ چکی تھیں۔شوہر کے سخت رویے نے ان سے ان کی خوبصورتی اور شوخ پن سب چھین لیا تھا۔انہوں نے اوپر کی طرف چہرہ اٹھاتے دل میں اپنے رب سے فریاد کی تھی۔اور بے شک وہ رب ٹوٹے دلوں کی فریاد بہت اچھے سے سنتا تھا۔

☆☆☆☆☆

شام ہوتے ہی طلال گھر آ چکا تھا۔آتے ہی اس نے اپنی موم کی خیریت دریافت کرنا چاہی تھی۔ وہ بیڈ پر لیٹنے کے انداز میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ان کو سلام کرتے وہ ان کے پاس ہی بیٹھ چکا تھا۔ انہیں وہ آج کچھ اداس سی لگی تھیں۔۔

"کیا ہوا موم؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی؟" وہ ان کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں تھامتا فکر مندی سے استفسار کر رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا۔" انہوں نے دھیمے سے لہجے میں جواب دیا تھا۔ان کا لہجہ اسے بتا رہا تھا کہ کچھ ٹھیک نہیں ہے۔کچھ تو ایسا ہے جو وہ چھپا رہی ہیں۔

"آج کچھ ہوا تھا کیا؟" وہ فوراً سے نفی میں سر ہلا گئی تھیں۔

"واثق سے کہو مجھ سے مل لے۔" وہ اس کے ہاتھ تھامتے بولی تھیں۔

"میں اسے بلا کر لاتا ہوں۔آپ ٹینشن نہ لیں۔اور یہ بتائیں کیا آج مسٹر انصاری آپ کے روم میں آئے تھے؟" وہ ان کے چہرے کو جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔کچھ پل کو وہ خاموش ہوئی تھیں لیکن پھر نفی میں سر ہلا گئی تھیں۔۔

"پکا؟" وہ جیسے اب بھی مطمئن نہیں ہوا تھا۔

"ہاں جی پکا۔ تم جاؤ پلیز واثق کو بلا لاؤ نا۔" وہ اس کو ٹالنا چاہ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے۔۔" وہ بلآخر جا چکا تھا اور اس کے جاتے ہی انہوں نے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"واثق موم تم سے ملنا چاہتی ہیں۔" وہ جس پل اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔طلال کو دیکھ کر بھی وہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔

"واثق ہماری لڑائی اپنی جگہ لیکن پلیز موم کو اس عمر میں کوئی تکلیف نہ دو۔" وہ اس کے پاس بیٹھتے اسے سمجھا رہا تھا۔

"میں ان سے ملوں یا نہ ملوں انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔" وہ رخ موڑے اسے بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔

"واثق! میں اس وقت مجبور ہوں۔ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔۔" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا تھا۔

"پلیز یار مجھے کچھ بھی سمجھنے یا سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ان سب سے دور رکھنا چاہتے ہو نا تم؟ تو اب میں دور ہوں۔ اب تو تمہیں خوش ہونا چاہیے۔۔" وہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کا لہجہ اس پل بہت سخت ہو چکا تھا۔ طلال کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ تم اس وقت کچھ بھی سمجھنے کے فیز میں نہیں ہو لیکن پلیز جا کر ایک بار موم سے مل لو۔ میں اپنے کمرے میں چلا جاتا ہوں تم اکیلے میں ان سے مل لینا۔ ٹھیک ہے؟" وہ اپنی طرف سے ایک حل پیش کر رہا تھا۔ وہ بے بس تھا۔ اس کے بعد کچھ بھی کہے بنا وہ اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا چکا تھا۔ واثق نے تب تک سر نہیں اٹھایا تھا جب تک طلال اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا تھا۔ وہ بھی اپنی موم کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کچھ سوچتے وہ ان سے ملنے نیچے جا چکا تھا۔

کمرے میں آتے طلال الماری سے کپڑے نکالتے فریش ہونے کیلئے جاچکا تھا۔اسے ابھی ڈارلنگ سے ملاقات کرنی تھی۔وہ بھی اس کی منتظر ہو نگی۔وہ فریش ہو کر باہر ایا تو ٹاول سے اپنے بال خشک کر رہا تھا۔ٹاول کو اس کی جگہ پر لٹکاتے اس نے ڈریسنگ کے سامنے آتے پہلے اپنے بال سیٹ کیے تھے اور اس کے بعد اچھے سے خود پر اسپرے کیا تھا۔چہرے پر سنجیدگی ہنوز برقرار تھی لیکن وہ کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"وہ اس وقت وائٹ شرٹ بلیو پینٹ اور گرے جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔جیکٹ کی زِپ کو سامنے سے کھلا چھوڑ رکھا تھا۔کلائی میں بلیک ڈائل والی گھڑی موجود تھی۔پیروں کو وائٹ جوگرز میں مقید کیے وہ اس وقت جانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔"

نیچے جاتے اس نے موم کو اطلاع دی تھی۔اب کی بار اس نے ان کے پاس بیٹھے واثق کو بھی فل اگنور کیا تھا۔موم کے جواب دیتے ہی وہ پورچ سے گاڑی نکالتے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"پتہ ہے ماہ تم میں اور مجھ میں کتنا فرق ہے؟لیکن پھر بھی ہم بیسٹ فرینڈز سے بھی بڑھ کر ہیں۔"وہ دونوں اس وقت راحمہ کے کمرے میں موجود تھیں۔ماہ اس کے بیڈ پر آرام دہ حالت میں بیٹھی ہوئی تھی اور حمہ اس کے سامنے کھڑی اسے اپنی بہترین سوچ سے روشناس کروا رہی تھی۔

"کتنا فرق ہے؟" وہ بھی ہتھیلی پر چہرہ گرائے اسے سننے میں مصروف تھی۔

"تم سورج جیسی ہو ایک سیکنڈ میں تپ جانے والی اور میں چاند جیسی بلکل دھیمے مزاج کی حامل، تم سفید رنگ کی دیوانی ہو اور میں سیاہ رنگ پر مرتی ہوں، تم باتوں کو کبھی سیریس نہیں لیتی اور میں ہر بات کی گہرائی تک جاتی ہوں۔" وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے سن رہی تھی۔اس سے بات کرتے ہی حمہ ایک گلاس پانی بھی بھر چکی تھی۔

"لیکن ہماری کاسٹ ایک ہے۔ کئی معاملات میں ہماری سوچ بھی ایک جیسی ہوتی ہے۔ ہمارا ایک دوسرے کے بنا گزارا بھی ممکن نہیں ہے۔ ہم "ماہ حمہ" ہیں۔۔" آخری بات کہتے ہی اس نے پانی سے بھرا گلاس کسی گہری سوچ میں گُم محالہ ملک کے منہ پر دے مارا تھا۔اور گلاس بیڈ پر پھینکتے باہر کی جانب دوڑ لگائی تھی۔

"حمہ کی بچی۔۔" جس پل اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بیدار ہوئی تو وہ پانی کا بھرا جگ ہاتھ میں تھامے اس کے پیچھے دوڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہیں بتاتی ہوں کہ ہم میں کیا فرق ہے!" وہ تو تپ ہی گئی تھی۔اس کے پیچھے لاؤنج میں بھاگتے اس کا ٹکراؤ رومان سے ہوا تھا۔

"ارے یار کیا یہ ہر بار کی پاگل پنتی لگائی ہوتی ہے۔ ہٹو راستہ دو۔" رومان جھنجھلاتے بولا تھا۔ لیکن وہ دونوں اب رومان کو درمیان میں کھڑا کرتے اس کے ارد گرد گھوم رہی تھی۔

"بھیا پلیز اسے روکیں نا۔" وہ اب رومان کے پیچھے چھپ چکی تھی۔

"رومی بھائی آپ آگے سے ہٹ جائیں۔۔"

"نہیں نہیں۔۔" وہ اب بھاگتی صوفوں کے ارد گرد گھومنا شروع کر چکی تھیں۔کچن میں کام کرتی نایاب ملک کی ڈانٹ کو بھی وہ دونوں کسی خاطر میں نہیں لا رہی تھیں۔۔منظر کچھ یوں تھا کہ رومان صوفے کی پشت تھامے کھڑا تھا اور محالہ بس پانی پھینکنے کو تیار اس کے پاس ہی کھڑی تھی۔اور راحمہ صوفے کی دوسری طرف اپنے بچاؤ میں مصروف تھی۔جیسے ہی ماہ نے پانی کا جگ پھینکا اسی وقت حمہ نیچے ہو چکی تھی اور وہ سارا پانی باہر سے اندر آتے "طلال انصاری" کے منہ پر پڑتے اس کے سارے کپڑے بھگو چکا تھا۔وہ تو منہ کھولے ہاتھ اٹھائے صرف یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔رومان اپنی ہنسی کا گلا گھونٹے کھڑا تھا اور راحمہ زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی۔راحمہ بھی ایک ادا سے دوبارہ کھڑی ہوئی تھی پیچھے کے منظر سے وہ انجان تھی۔نایاب بیگم کو ابھی طلال نظر نہیں آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے ہاں مہمانوں کا ویلکم اس طرح کیا جاتا ہے رومان؟" وہ خود کی طرف اوپر سے نیچے تک اشارہ کرتے دانت پیستے بولا تھا۔اپنے عقب سے کسی کی آواز سنتے راحمہ نے فوراً پلٹ کر دیکھا تھا اور طلال کی حالت دیکھتے وہ منہ کھولے کبھی محالہ کو دیکھی تو کبھی طلال کو۔جلدی سے جاتے وہ رومان کے ساتھ کھڑی ہو چکی تھی۔

"سوری یار وہ بس بچے آپس میں کھیل رہے تھے تو پتہ نہیں چلا۔ چلو میں تمہیں اپنے کپڑے دے دیتا ہوں تم چینج کر لو۔" وہ ان کو وہیں چھوڑتا طلال کے پاس گیا تھا۔ نایاب بیگم بھی چولہے کی آنچ کم کرتی ان کے پاس آ پہنچی تھیں۔۔

"یہ بچے ہیں تو پھر بڑے کیسے ہوتے ہیں؟" وہ ان پر گہرا طنز کر گیا تھا۔ نایاب ملک بھی راحمہ کو گھورنے میں مصروف تھیں۔ راحمہ نے وہیں سے کانوں کو ہاتھ لگاتے بے آواز سوری بولا تھا۔

"سوری طلال بھائی۔ وہ بس اچانک ہو گیا۔" ماہ انگلیاں مروڑتے معذرت کر رہی تھی۔

"خیر ہے ماہ تمہیں سوری بولنے کی ضرورت نہیں ہے تم دونوں اندر جاؤ۔" رومان انہیں اندر بھیج چکا تھا اور ان دونوں نے بھی بھاگنے کی کی تھی۔ نایاب بیگم نے رومان کو اشارہ کیا تھا اور وہ ان کا اشارہ سمجھتا طلال کو لیتا اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"کیا ضرورت تھی اس سڑو پر پانی پھینکنے کی! وہ بھی ایک گلاس نہیں پورا کا پورا جگ ہی انڈیل دیا تم نے تو۔۔" اندر آتے ہی حمہ ماہ پر چڑھ دوڑی تھی۔

"مجھے کیا پتہ تھا کہ وہ آ رہے ہیں۔ اور یہ ساری کارستانیاں تمہاری تھیں اچھا۔ تم نے مجھ پر پانی کیوں پھینکا تھا؟" وہ بھی اس کے کندھے پر ایک تھپڑ رسید کرتی اسی کے انداز میں بولی تھی۔

"میں تو بس چِل کرنا چاہ رہی تھی۔" اب کی بار لہجہ دھیما تھا۔

"تو میں کون سا سیریس تھی۔" وہ بھی بالوں کی لٹ کو ایک ادا سے جھٹکتے بولی تھی۔

"کب سدھرنا ہے تم دونوں نے؟" نایاب بیگم ان دونوں کی پیچھے ہی اندر آئی تھیں اور اب وہ ان سے پوچھ گچھ کرنے میں مصروف تھیں۔۔

"سوری ماما۔"

"سوری آنٹی۔"

وہ دونوں بیک وقت بولی تھیں۔

"کیا سوچ رہا ہو گا طلال کہ ان کے گھر یہ جوان ساری لڑکیاں نہیں چھوٹی سی بچیاں رہتی ہیں۔۔" ان کو ایک نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔ان دونوں کی جانب اوپر سے نیچے تک اشارہ کرتی وہ سخت لہجے میں بولی تھیں۔

"ماما ان کی فکر چھوڑیں۔وہ تو ہیں ہی سڑیل مزاج کے حامل۔۔" راحمہ منہ بگاڑتے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بس کرو راحمہ۔یہی تربیت کی ہے ہم نے تمہاری کہ کسی کی پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کی جائیں۔۔" وہ اس پل شدید غصے میں تھیں۔

"جلدی سے اپنی اپنی حالت درست کرو۔اور حمہ تم میرے ساتھ آ کر کچن کا کام کرواؤ۔میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔۔" کہتی وہ باہر جا چکی تھیں۔ان دونوں نے منہ بسورتے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"ماما نے ان کی وجہ سے مجھے ڈانٹا ماہ۔اور اب میں انہی کی وجہ سے کام بھی کرونگی۔پتہ نہیں ہر بار میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے۔۔"وہ روہانسے لہجے میں ماہ کے گلے میں بازو ڈالتی بولی تھی۔لہجہ بیچارہ سا تھا۔

"فکر نہ کرو میری جان۔میں ابھی چینج کر کے آتی ہوں۔پھر میں بھی تمہارے ساتھ ہیلپ کروالونگی۔بس یوں گئی اور یوں آئی۔"

"کام کو ہاتھ نہ لگانے والی محالہ ملک اپنی دوستوں جیسی بہن کے لیے کام کروانے تک کو تیار ہو چکی تھی۔۔"

"میری دوستی کے سارے احساس لے لو،

دل سے پیار کے سب جذبات لے لو،

نہیں چھوڑیں گے ساتھ تمہارا،

چاہے اس دوستی کے ہزاروں امتحان لے لو۔"

☆☆☆☆☆

"اب یہ بڑبڑ بند بھی کرو یار۔کسی سے لڑ کے آئے ہو کیا؟"وہ جب سے اس کے کمرے میں آیا تھا مسلسل بربراہٹ کا شکار تھا۔

"اگر میں تمہارے کپڑوں پر پانی پھینکوں تو کیا تم خوشی سے جھوموگے؟" وہ الٹا اس سے سوال کر رہا تھا۔

"ہاں تو کیا ہوا یار صرف پانی ہی تو ہے۔ یہ لو جا کر چینج کر لو۔"

"ہاں تو تم جانتے ہو مجھے پانی سے شدید چڑ ہے۔ گیلے کپڑے پہننا مجھے بلکل بھی پسند نہیں ہے۔" وہ اس کے ہاتھ سے کپڑے چھپٹتے جھنجھلاہٹ بھرے لہجے میں بولا تھا۔

"وہ غلطی سے ہو گیا بس۔ پلیز معاف کر دے آئندہ سے نہیں ہو گا۔" وہ تو باقاعدہ اس کے آگے ہاتھ جوڑ کے اس سے جان چھڑوا رہا تھا۔

"یہ اتنی مہنگی جیکٹ تم تو خریدنے سے رہے رومان۔ سچ سچ بتاؤ کس نے گفٹ کی ہے؟" وہ چینج کر کے باہر آیا تو رومان کے دیے ڈریس میں ملبوس تھا۔ بلیک قیمتی جیکٹ پہنتے وہ رومان سے سوال کر رہا تھا۔ کیونکہ رومان چیزیں خریدنے کے معاملے میں بہت کنجوس تھا۔

"بلکل صحیح پہچانا میرے دوست۔ یہ واقعی میں نے نہیں خریدی۔ یہ میری اکلوتی بہن نے مجھے گفٹ کی تھی۔" وہ ایک ادا سے بولا تھا۔

"یہ جیکٹ رکھو واپس۔ کوئی اور دے دو۔ جن نظروں سے تمہاری بہن مجھے دیکھتی ہے نا یوں لگتا ہے کچا چبا جائے گی۔ اور اوپر سے اس جیکٹ میں اس نے مجھے دیکھ لیا تو پھر پتہ نہیں کیا کرے گی۔" وہ جیکٹ واپس سے اتارتے بولا تھا۔

"ارے یار ڈرنے کی کیا ضرورت ہے تم نے چوری تھوڑی کی ہے۔میں نے ہی تمہیں دی ہے نا۔ابھی پہنو بعد میں بھجوا دینا۔" وہ واپس سے اسے پہناتے بولا تھا۔اب کی بار طلال کچھ نہیں بولا تھا۔کچھ دیر میں نایاب ملک کے بلانے پر وہ دونوں لاؤنج میں آ چکے تھے۔اور نایاب ملک کے ساتھ وہ دونوں ہی ڈنر ٹیبل سجانے میں مصروف تھیں۔ٹیبل پر سب اشیاء رکھنے کے بعد انہوں نے لاؤنج سے مرد حضرات کو بلوایا تھا جو کہ باتوں میں مصروف تھے۔طلال کی ڈارلنگ عرف (نایاب ملک) نے اس کے لیے بہت سے لوازمات تیار کیے تھے۔اور اب وہ فرصت سے اسے سب کچھ ڈال کر دے رہی تھیں۔انہیں طلال بچپن سے ہی عزیز تھا۔تب سے جب سے وہ رومان کا بیسٹ بڈی بنا تھا۔وہ دونوں ان کے آنے سے پہلے ہی کمرے میں جا چکی تھیں۔

راحمہ کی نظر طلال کے کپڑوں پر نہیں پڑی تھی اسی لیے اب تک وہ خاموش تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"یہ لو طلال یہ بھی لو نا!" نایاب ملک بریانی کی پلیٹ اس کے سامنے کرتے بولی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ڈارلنگ آپ میری ڈائٹ کا بیڑہ غرق کرنے والی ہیں۔" طلال ان کی طرف بیچاری نظروں سے دیکھتے بولا تھا۔

"خیر ہے ایک دن زیادہ کھالو گے تو کچھ نہیں ہو جائے گا۔ویسے بھی مجھے تمہاری حالت دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تم اپنا خیال بلکل نہیں رکھتے۔" وہ اسے جھاڑ رہی تھیں۔

"نہیں نہیں ایسی بات بلکل نہیں ہے وہ بس موم کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو اسی وجہ سے آپ کو کچھ کمزور سا لگ رہا ہوں۔اور ویسے بھی ماؤں کو تو ہمیشہ اپنا بچہ کمزور ہی نظر آتا ہے۔" وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا بولا تھا۔

"تم اچھے سے جانتے ہو میں ان ماؤں میں سے نہیں ہوں۔" وہ تادیبی نظروں سے اسے گھورتے بولی تھیں۔

"اچھا بس نا پلیز اب میرا پیٹ واقعی پھٹنے کو ہے۔" وہ بیچارے لہجے میں بولا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ بلآخر مان ہی گئی تھیں۔

"اور اگر ہو سکے تو ایک کپ کافی پلا دیں، بہت طلب ہو رہی ہے۔" وہ ان سے بلا جھجھک کچھ بھی کہہ دیتا ہے۔نایاب ملک تھیں ہی ایسی بچپن سے طلال ان سے اٹیچڈ تھا۔راحمہ کے علاوہ وہ سب لوگ بھی طلال کے گھر کے حالات سے واقف تھے۔

"ٹھیک ہے تم رومان کے کمرے میں جاؤ میں ابھی بنوا کر بھیجتی ہوں۔" وہ میز سے برتن اٹھاتی مسکراتے بولی تھیں۔

"آپ ریسٹ کریں ماما میں راحمہ سے کہہ دیتا ہوں۔" طلال رومان کے کمرے میں جا چکا تھا جب رومان نے نایاب ملک کو کہا تھا۔

"ارے نہیں بیٹا میں بنا دیتی ہوں ویسے بھی طلال کون سا روز روز آتا ہے۔"

"چلیں ٹھیک ہے میں اس کو پھر بھی بھیج دیتا ہوں آپ کی ہیلپ کروادے گی۔" وہ ان کو کندھوں سے تھامتے محبت سے بولا تھا۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھیں۔

"ماما تمہیں بلا رہی ہیں حمہ۔" رومان نے دروازہ ناک کر کے اس تک ماما کا پیغام پہنچا دیا تھا اور وہ بھی پیر پٹختی جا چکی تھی۔

"اگر چائے بن رہی ہو تو ایک کپ میرے لیے بھی حمہ جانی۔" اب کی بار ماہ اس کی مدد کروانے نہیں گئی تھی بلکہ اپنا وہیں سے ہانک لگاتی اپنا آرڈر بھی دے چکی تھی۔ وہ کچن میں پہنچی تو اس کی ماما تقریباً سارا کام کر چکی تھیں۔ اور اب وہ کافی کے لیے پین میں دودھ گرم کر نا رکھ رہی تھیں۔ اور دوسرے چولہے پر چائے کا پانی چڑھا دیا تھا۔ حمہ کو دیکھتے ہی انہوں نے ایک کپ کافی پھینٹنے کو کہا تھا۔

"جی ماما۔" وہ بے دلی سے کہتی کام پر لگ چکی تھی جب یاد آنے پر پلٹی تھی۔

"ماما ماہ بھی چائے پیئے گی۔ ایک کپ اس کا بھی بنا لیجیئے گا۔" ماہ کا خیال آتے وہ ایک کپ اپنے لیے بھی کافی بنانے لگی تھی۔ اب ماہ چسکیاں لیتی تو وہ اس کا منہ تو نہیں دیکھ سکتی تھی نا۔

کچھ ہی دیر میں چائے اور کافی کے کپ تیار ہو چکے تھے۔ میزبانی نبھانے میں نایاب ملک کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ چائے اور کافی کے کپ کے ساتھ وہ اسنیکس بھی رکھ چکی تھیں۔

"یہ دوسرے کپ میں کافی کیوں پھینٹی ہے؟رومان چائے پیئے گا۔"کافی کے دو کپ دیکھتے وہ حیرانگی سے پوچھ رہی تھیں۔

"ماما میں بھی تو پیئوں گی نا؟تھوڑا سا دودھ میرے لیے بھی گرم کرنا رکھ دیں پلیز۔"وہ مسکراتے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتی نرمی سے انہیں کہہ رہی تھی۔

"تم یہ بات سادہ لہجے میں بھی کہتی تو میں مان لیتی راحمہ یوں معصومیت ظاہر کرنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں تھی۔جاؤ یہ جا کر بھائی کے کمرے میں دے کر آؤ میں تمہاری کافی کے لیے دودھ گرم کر دیتی ہوں۔"وہ اس کا گال تھپتھپاتے بولی تھیں۔

"میں دے کر آؤں؟"وہ آنکھیں پھاڑے حیرانگی سے اپنی جانب اشارہ کرتی بولی تھی۔

"ہاں تم جا کر دروازہ ناک کرنا۔بھائی تم سے لے لے گا۔"وہ اسے کہتی اپنے کام پر لگ چکی تھیں۔دوپٹہ اچھے سے سیٹ کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ رومان کے دروازے کے باہر کھڑی ہو چکی تھی۔کچھ پل ہمت مجتمع کرنے کے بعد اس نے دروازہ ناک کیا تھا۔ایک منٹ میں دروازہ وا ہوا تھا۔

"یہ لیں بھیا آپ کی چا۔۔۔"نظریں جھکائے وہ بول ہی رہی تھی جب اچانک نظر سامنے کھڑے فرد پر پڑی تھی۔وہ وہیں کی وہیں ہکا بکا کھڑی رہ گئی تھی۔طلال نے اس کے سامنے چٹکی

بجائی تھی۔کیونکہ وہ ڈش کو اب تک مضبوطی سے تھامے کھڑی تھی۔(سستی کے حامل رومان نے دروازہ کھولنے کو طلال کو بھیجا تھا۔)

"کیا آپ ڈش کو چھوڑنا پسند کریں گی؟"دوسری طرف سے ڈش تھامتے وہ سوالیہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"جی؟"وہ نا سمجھی سے بولی تھی۔

"ڈش۔"وہ نظروں سے ڈش کی جانب اشارہ کرتے اسے بتا رہا تھا۔

"جی۔"کہتے ہی اس نے ڈش اس کے ہاتھ میں تھما دی تھی۔وہ ڈش لیتے ہی پلٹ چکا تھا۔جب وہ پلٹا تو راحمہ کی نظر اس کی جیکٹ پر پڑی تھی۔جہاں انگریزی کا حرف "آر" بڑا سا کر کے لکھا ہوا تھا۔اس کی بڑی بڑی آنکھیں حیرت کی زیادتی کے باعث مزید بڑی ہو چکی تھیں۔اس پل وہ صبر کے کڑوے گھونٹ بھر کر رہ گئی تھی۔

"رومان بھیا کی تو بعد میں خبر لونگی۔"بعد میں پوچھ گچھ کا ارادہ رکھتی ہاتھوں کی مٹھیوں کو سختی سے بھینچتی وہ اس پل کچن سے اپنے اور ماہ کا کپ اٹھاتی کمرے میں جا چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

"یہ تمہاری بہن کو مجھے گھورنے کا کوئی ایڈوانٹیج ہوتا ہے کیا؟"اندر آتے سب سے پہلا سوال اس نے رومان سے یہی کیا تھا۔

"چھوڑو یار ان لڑکیوں کی عجیب فلاسفی کو۔ تم مجھے بتاؤ میرے ساتھ شاپنگ پر کب چلو گے؟" وہ جہاں تھے بات کا سرا دوبارہ سے وہیں سے جوڑ چکے تھے۔ طلال بھی سر جھٹکے اس کی باتوں میں مشغول ہو چکا تھا۔

"یار میں ان جھمیلوں میں نہیں پڑتا۔" وہ کافی کا مگ ہاتھ میں تھامتے اسے سرعت سے انکار کر چکا تھا۔

"نہیں پڑتے تو اب پڑ جاؤ نا!"

"نہیں مجھے ان سب سے دور رکھو۔ واثق کے ساتھ چلے جانا۔"

"نہیں میں تو تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا۔"

"اچھا میں نہ گیا تو تم پھر شادی نہیں کرو گے؟" وہ معنی خیز سے لہجے میں بولا تھا۔

"اللہ نہ کرے۔ اب کہیں جا کر تو میری شادی ہو رہی ہے اور تم چاہتے ہو میں شادی ہی نہ کروں۔" وہ تو برا ہی مان گیا تھا۔ طلال کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا تھا۔

"اچھا تم بھی کیا یاد کرو گے۔ کل چل پڑنا۔" وہ ہنسی ضبط کرتا ہامی بھر گیا تھا۔

"شکریہ سر۔ آپ کے قیمتی وقت کا ہمیں احساس ہے ہم بلکل بھی تاخیر نہیں کریں گے۔" وہ سینے پر ہاتھ باندھے ایک ادا سے بولا تھا۔

"ڈرامے کم کرو دی ڈرامہ کنگ!" وہ اس کے سر پر ایک چپت لگاتے بولا تھا۔

"جو حکم بوس۔" وہ سرعت سے اس کا کہا مان چکا تھا۔ باتوں میں مشغول وہ اپنی چائے اور کافی پینے میں مصروف ہو چکے تھے۔ طلال کو کافی کا ٹیسٹ ویسا نہیں لگا تھا جیسی ڈارلنگ بناتی تھیں۔ لیکن وہ خاموش رہا تھا کیونکہ اس کافی کا ٹیسٹ بھی کافی اچھا تھا۔

☆☆☆☆☆

"کیا ہوا اتنے غصے میں کیوں ہو؟" محالہ راحمہ کے بھرے تاثرات دیکھ کر پوچھے بنا نہیں رہ پائی تھی۔

"وہ جو سڑو ہے نا اسے بھیا نے وہ والی جیکٹ پہننے کو دی ہے جو میں نے انہیں ان کے برتھ ڈے پر گفٹ کی تھی۔ وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ماہ وہ میں نے کتنی چاہ سے انہیں دی تھی، اپنی پاکٹ منی سے پیسے بچا کر۔" راحمہ تو یہ بات دل پر ہی لے گئی تھی۔

"خیر ہے حمہ وہ دے دیں گے واپس۔ ہمشیہ کے لیے تھوڑی دی ہے انہوں نے۔" اسے پاس بٹھاتے وہ اسے سمجھا رہی تھی۔

"پھر بھی یار۔" وہ اپنی بات پر ہنوز قائم تھی۔

"چلو ابھی کافی پی لو جب وہ چلے جائیں تب رومان بھائی سے بات کر لینا۔" وہ فی الحال اسے ٹالنا چاہ رہی تھی۔

"ہمم اس کے علاوہ تو کوئی چارہ ہے ہی نہیں۔" سائیڈ ٹیبل سے دھواں اڑاتی کافی کا مگ اٹھاتی راحمہ ملک اپنے لبوں سے لگا گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

کچھ ہی دیر میں طلال سب سے ملتا واپس گھر جا چکا تھا۔ وہ شیرنی اسے اب نظر نہیں آئی تھی جو اسے ہمیشہ گھورتی ہی رہتی تھی۔ سر جھٹکتا وہ واپس جانے کے لیے قدم بڑھا چکا تھا۔ رومان اسے باہر تک چھوڑ آیا تھا۔ جیسے ہی وہ باہر سے اندر ایا راحمہ اسی کے انتظار میں کھڑی تھی۔ لاؤنج میں سینے پر ہاتھ باندھے یہاں سے وہاں ٹہلتے وہ شدید غصے میں لگتی تھی۔ اسے غصہ کم ہی آتا تھا لیکن جب آتا تھا تب وہ بہت جذباتی پن کا مظاہرہ کرتی تھی۔

ماہ تو یہ کہہ کر جا چکی تھی کہ شاہ اسے بلا رہی ہے اور ویسے بھی کافی وقت ہو چکا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ آتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات جانچتے بولا تھا۔

"آپ نے وہ جیکٹ انہیں کیوں دی؟" وہ چھوٹتے ہی مدعے پر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم اس وجہ سے تب سے اپنا بی پی ہائی کر رہی ہو؟" یار ریلیکس وہ واپس کر دے گا۔ اس کے پاس بھی کئی جیکٹس ہیں اور اس سے بھی اچھی اچھی ہیں۔ فکر نہ کرو یہ اس کے پاس اکلوتی اچھی جیکٹ نہیں ہے جو وہ واپس نہیں کرے گا۔" رومان اسے پاس بٹھاتے پیار سے سمجھا رہا تھا لیکن وہ اپنے کندھے پر رکھا اس کا ہاتھ جھٹک گئی تھی۔

"جو بھی ہے بھیا وہ میرا دیا گفٹ تھا آپ ایسے ہی کسی کو اٹھا کر نہیں دے سکتے۔" وہ اپنی بات پر اب بھی قائم تھی۔

"راحمہ وہ میرا جگری یار ہے اور دوست ایک دوسرے سے چیزیں شیئر کر لیتے ہوتے ہیں۔ کیا تم محالہ سے اپنی چیزیں شیئر نہیں کرتی؟"

"بھیا میں کسی کا اسپیشل گفٹ شیئر نہیں کرتی۔ اور آپ نے بھی بہت غلط کیا میں آئندہ آپ کو کوئی بھی گفٹ نہیں دونگی۔" وہ نروٹھے پن سے کہتی ایک طرف کو ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ اچانک سر اٹھایا تو کوئی وہی جیکٹ ہاتھ میں تھامے کھڑا اسے لوٹا رہا تھا۔ نا جانے وہ کب واپس آیا تھا۔ لیکن شرمندگی کیا ہوتی ہے یہ راحمہ کو اس پل شدت سے محسوس ہوئی تھی۔ پاس بیٹھے رومان کو اس نے خشمگیں نظروں سے دیکھا تھا۔

"یار رکھو تم۔ اب یہ کبھی بھی واپس مت کرنا۔" رومان کھڑا ہوتا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں مجھے اپنی عزت بہت عزیز ہے رومان۔" وہ مصنوعی ہنسی ہنستے بولا تھا۔ راحمہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"یہ لیں آپ کی اسپیشل جیکٹ۔" وہ ہنوز جیکٹ والا ہاتھ اس کے سامنے کیے ہوئے تھا۔

"ن۔۔ نہیں۔۔ایسی بات نہیں۔۔ تھی۔" وہ انگلیاں مروڑتے ہچکچاتے بولی تھی۔صوفے سے وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"اب راحمہ ملک اور طلال انصاری ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ نظروں سے نظروں کا تصادم ہوا تھا۔ایک کی آنکھوں میں شکوہ تھا تو دوسرے کی آنکھوں میں شرمندگی ہی شرمندگی رقص کر رہی تھی۔"

"آخر چیز تو آپ کی ہی ہے نا۔اب نہیں تو کل مجھے یہ لوٹانی ہی تھی۔پرائی چیزیں کبھی بھی اپنی نہیں ہو سکتیں۔" وہ دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔راحمہ ملک کے ساتھ یہ اس کی پہلی ملاقات تھی جس میں وہ یوں ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے۔یا شاید یہ بات نہیں تکرار تھی۔ راحمہ نے رومان کو دیکھا تھا۔وہ امید کر رہی تھی کہ شاید وہ بات کو سنبھال لے۔ لیکن اب تو بات سنبھالنے جتنا وقت بچا ہی نہیں تھا۔

"طلال! لے جاؤ اسے یار اب یہ تمہاری ہے۔ایسی ہزاروں چیزیں میں اپنے یار پر قربان کر سکتا ہوں۔پہنوا اسے۔" اس کے ہاتھ سے جھپٹتے وہ زبردستی اسے جیکٹ پہنا رہا تھا۔وہ اب بھی راحمہ کو نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے تھا۔جو ہنوز اسی حالت میں کھڑی ہوئی تھی۔ نظریں زمین پر مرکوز تھیں۔

"پہلے اس کی مالکن سے تو اجازت لے لیتے۔"

"کون سی مالکن کیسی مالکن۔یہ تیرے یار کی تھی اور اس نے تجھے دے دی۔بس بات ختم!" وہ ہاتھ جھاڑتے بولا تھا۔اس کے انداز پر طلال کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔راحمہ ملک نے اس انسان کو پہلی بار مسکراتے دیکھا تھا۔وہ تو سمجھی تھی کہ اس انسان نے زندگی میں مسکرانا سیکھا ہی نہیں تھا۔لیکن راحمہ ملک انجان تھی کہ وقت انسان سے اس کے ہنسنے کی صلاحیت بھی چھین لیا کرتا ہے۔ان سے ایکسکیوز کرتی وہ کمرے میں جا چکی تھی۔

"اور تم کیا چھپ چھپ کر ہماری باتیں سن رہے تھے؟"اب رومان اس کی کلاس لے رہا تھا۔

"نہیں یار میں اپنا موبائل بھول گیا تھا وہ لینے آیا تو یہاں ایک الگ ہی جنگ چھیڑ رکھی تھی تم دونوں نے۔"رومان نے ٹیبل سے اس کا موبائل اٹھا کر اسے تھمادیا تھا۔

"اچھا اب دل پر مت لینا۔اور نکلو اب کافی دیر ہو گئی ہے آنٹی پریشان ہو رہی ہو نگی۔"وہ اس سے گلے ملتے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے بولا تھا۔

"او کے اللہ حافظ۔"وہ گیا تو جیسے رومان کی سانس میں سانس آئی تھی۔

"یہ لڑکیاں بھی نا میری سوچ سے بڑھ کر بیوقوف ہوتی ہیں۔اب ایک جیکٹ پر کیا واویلا کرنا۔"وہ سر جھٹکتے بولا تھا۔

"خیر شکر ہے وہ جلدی مان گیا ورنہ میں اسے مناتا یا اپنی شادی کی تیاری کرتا۔"اسے الگ ہی پریشانی لاحق ہوئی تھی۔

"خیر جو ہوا نہیں اسے سوچ کر پریشان کیوں ہونا۔اب مجھے ریسٹ کرنا چاہیے۔" وہ جاتے ہی بیڈ پر دھڑام سے لیٹ چکا تھا۔ نیند سے تو جیسے اس کی پرانی دوستی تھی جو ایک ہی پل میں اسے اپنے آغوش میں لے لیتی تھی۔

☆☆☆☆☆

طلال انصاری کے لیے آج کا دن یادگار دنوں میں سے ایک ثابت ہونے والا تھا۔گھر پہنچ کر جب وہ جیکٹ اتارنے لگا تو پھر سے وہ سارا منظر اس کی آنکھوں کے پردے پر لہرایا تھا۔اس کے کھرے انداز کو سوچتے وہ زیرِلب مسکرایا تھا۔رومان کی بہن کی یہ عادت وہ بچپن سے نوٹ کرتا تھا۔وہ جیسی بھی تھی جھوٹ کبھی بھی نہیں بولتی تھی۔وہ ہمیشہ سے صاف گوئی کا مظاہرہ کرتی تھی۔ بچپن سے اب تک جب بھی وہ ان کے گھر جاتا تو ان کے درمیان ایک انجانا سا رشتہ تھا۔ احترام کا رشتہ۔ بچپن کی بات اور تھی لیکن جب سے اس نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا طلال انصاری نے اسے نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا تھا۔وہ دیکھتا بھی کیوں وہ اس کے دوست کی عزت تھی۔اس کے گھر والے اگر طلال کا احترام کرتے تھے تو اس کی سب سے بڑی وجہ اس کی شرافت تھی۔ایک بار اس نے ہر طرح سے اس جیکٹ کا جائزہ لیا تھا۔ایسا بھی کیا خاص تھا اس میں جو راحمہ ملک اتنی بھڑک اٹھی تھی۔ صوفے پر بیٹھ کر اب وہ فرصت سے اس جیکٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔وہ پہلی نظر میں ہی اسے کافی قیمتی لگی تھی۔

اس کی بیک سائیڈ پر بڑا سا "آر" لکھا تھا۔ لیکن ٹٹولنے پر اسے یہ پتہ چلا تھا کہ اس جیکٹ کی بیک سائیڈ پر بلکل نیچے چھوٹا سا کر کے ایک فقرہ لکھا تھا۔

"Rahima Loves You A Lot!"

بے اختیار اس نے اس چھوٹے سے فقرے پر اپنا ہاتھ پھیرا تھا نہایت ہی نرمی سے۔

"کوئی بہن اتنا پیارا تحفہ بھی دے سکتی ہے!" وہ دل ہی دل میں اسے دینے والے کو داد دیے بنا نہیں رہ پایا تھا۔ اور رومان اسے دنیا کا سب سے خوش نصیب شخص لگا تھا جسے بہن کی محبت نصیب ہو رہی تھی۔

"میں اسے ہمیشہ سنبھال کر رکھوں گا رومان۔ میں جانتا ہوں اب تم میری نہیں سنو گے۔ اور کسی کے تحفے کی بار بار تذلیل کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔۔" وہ اسے اپنی کبرڈ میں نفاست سے ہینگ کر چکا تھا۔

"ایک بات تو طے تھی کہ اب اس تحفے کو دیکھنے پر اسے وہی لڑکی یاد آنے والی تھی۔"

☆☆☆☆☆

"محالہ اتنی دیر کسی کے گھر بیٹھنا اچھی بات نہیں ہوتی۔ تم کیوں یہ بات نہیں سمجھتی؟ اب بھی میں تمہیں نہ بلاتی تو تم نہ آتی۔" شاہ سخت خفا نظر آتی تھی۔

"نایاب آنٹی ایسا بلکل بھی نہیں سوچتی شاہ۔آپ ایویں ہی فکر کرتی ہیں۔"وہ محبت سے اسے گلے لگاتے بولی تھی۔

"جب چلی جاؤں گی نا پھر یاد کرو گی میری یہ باتیں۔"میشا سینے پر ہاتھ باندھے افسردہ لہجے میں بولی تھی۔

"میں کہتی ہوں آپ کوئی چوتھے محلے میں بیاہ کر جا رہی ہیں یہیں تو جا رہی ہیں آپ۔"وہ ہاتھ نچانچا کر بولی تھی۔

"تمہیں تو میری قدر ہے ہی نہیں ہونہہ۔۔"شاہ اسے زور سے دھکا دیتی کمرے میں جا چکی تھی۔ماہ تو اس کا یہ انداز دیکھ کر حیران تھی۔ایک خوشگوار مسکراہٹ نے اس کے لبوں پر احاطہ کیا تھا۔آج کتنے عرصے بعد میشا نے ایسا رویہ اختیار کیا تھا۔

"اللہ پاک میری بہن کو بہت خوشیوں سے نوازنا آمین ثمہ آمین۔۔"اس نے دل سے اپنی جان سے عزیز بہن کے لیے دعا کی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"پتہ نہیں وہ میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہونگے،یہی کہ رومان کی بہن کتنی بد تمیز ہے۔اللہ پاک آپ تو جانتے ہیں نا میں ایسی نہیں ہوں بس وہ تحفہ میں نے اتنے پیار سے بھیا کو دیا تھا

اورانہوں نے بناسوچے سمجھے کسی کودے دیا۔اب میرا ایساری ایکشن تو بنتا تھانا۔"وہ دل ہی دل میں اپنے رویے کو سوچتے پریشان تھی۔

"سوچتے رہیں جو بھی سوچتے ہیں مجھے کیا!"آخر کار سر جھٹکتی وہ خود کو ہی تسلی دیتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اس کا گلہ خشک ہو چکا تھا۔چپل پہنتی وہ اب کچن کی جانب قدم بڑھا چکی تھی۔فریج کھولتے اس نے ایک ٹھنڈے پانی کی بوتل اٹھائی تھی اور ایسے ہی اوپر کر کے پینے لگ گئی تھی۔ کہ اچانک کسی کی آواز سنتے وہ بوتل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اس کے قدموں میں پانی کو بہا گئی تھی۔اس نے شدت سے اپنی آنکھیں میچیں تھیں۔

"اف ماما کو بھی ابھی آنا تھا۔"وہ اس پل کو کوس رہی تھی جب اس نے ایسے ہی پانی پینے کو ترجیح دی تھی۔

"تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ گلاس میں پانی انڈیل کے پیا کرو۔دو سیکنڈ لگتے ہیں گلاس اٹھانے میں اور تمہیں اسی میں موت پڑتی ہے۔"نایاب ملک کسی کام سے کچن میں آئی تھیں اور یہ منظر دیکھتے تو ان کا خون کھول چکا تھا۔مائیں اور ان کی نصیحتیں۔۔

"ماما خیر ہے نا۔یہ میری اپنی بوتل تھی۔آپ نے تو ایسا ڈرایا کہ میرا کام ہی بڑھا دیا۔"وہ کوفت سے نیچے پھیلاوے کو دیکھ رہی تھی۔وہ شدید تھکن کا شکار تھی اور اس کا ارادہ اب سونے کا تھا۔

"تمہاری بوتل تھی تو کیا ہوا! تہذیب بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔یہ بوتل اٹھاؤ اسے واپس بھر کر رکھو اور یہ پانی بھی خشک کر کے سونا۔" وہ اسے پر ایک نیا حکم صادر کرتی جا چکی تھیں۔راحمہ نے بے بسی سے پیر زمین پر پٹخے تھے۔پانی کی چھینٹیں اسی پر آ پڑی تھیں۔

"کیا مصیبت ہے یار! ایک تو جب بھی وہ سڑو اپنی ڈارلنگ سے ملنے آتا ہے میرا سارا دن بیکار جاتا ہے۔" وہ اپنے کیے الٹے کاموں کا سارا کریڈٹ طلال انصاری کے سر ڈال چکی تھی۔اور بگڑے تاثرات لیے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

کچھ دن تیاریوں میں ایسے گزرے کہ وقت کا احساس ہی نہ ہوا۔آج رومان کا ارادہ تھا کہ وہ نکاح کا ڈریس لے کر آئے گا۔وہ نکاح کی شاپنگ میشا کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔لیکن فی الحال اس نے اپنے دل پر بندھ باندھے ہوئے تھے۔وہ نکاح کے بعد اس کے ساتھ باقی کی شاپنگ کر لے گا لیکن ابھی اس نے طلال اور واثق کو تیار کیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ جا کر نکاح کا جوڑا پسند کروا سکیں۔اور ادھر نایاب بیگم نے راحمہ اور محالہ کے ذمے لگایا تھا کہ میشا کے ساتھ جا کر نکاح کا جوڑا اور باقی چیزیں لے آئیں۔آج کل کا دور ماڈرن ہے وہ چاہتی تھیں کہ میشا اپنی پسند کا جوڑا لے آئے۔اسی کے تحت آج وہ دونوں گروپس شاپنگ کی تیاری پکڑے ہوئے تھے۔واپسی پر ان کا ارادہ باہر سے ہی ڈنر کر کے آنے کا تھا۔

"طلال تم کب تک نکلنے والے ہو؟ میں اور واثق راستے میں ہیں بس مال میں پہنچنے والے ہیں۔" وہ بلوٹتھ کان سے لگائے کال پر مصروف تھا۔ واثق ساتھ لاتعلق سا بیٹھا ہوا تھا۔

"بس تم پہنچو میں بھی آفس سے نکل رہا ہوں۔" وہ اپنے ضروری پیپرز سنبھال کر رکھتے اپنے آفس کا ڈور لاک کر رہا تھا۔

"کیا مطلب تم اب تک آفس میں ہو؟ پھر تم فریش ہو کر آجاؤ تب تک ہم کچھ نہ کچھ دیکھ لیں گے۔" وہ فکر مندی سے بولا تھا۔

"نہیں اٹس اوکے میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔" وہ اب لفٹ کا بٹن دباتے اس میں کھڑا ہو چکا تھا۔ لفٹ کے نمبرز نیچے کی جانب جا رہے تھے۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔" وہ کال ڈسکنیکٹ کر چکا تھا۔

دوسری طرف راحمہ اور محالہ میشا کو تیار کرتی اب ڈرائیور کے ساتھ شاپنگ پر جانے کو بلکل تیار کھڑی تھیں۔ میشا کے چہرے کی چمک آج کچھ انوکھی سی تھی۔ چہرے پر ایک متبسم سی مسکان نے احاطہ کیا ہوا تھا جو کہ اس کے چہرے سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ لیکن ماہ حمہ کی تو ایکسائٹمنٹ ہی الگ تھی۔ انہیں تو ایونٹس کا سوچ سوچ کر ہی بہت خوشی ہو رہی تھی۔ ان کے بھائی کی شادی تھی انہیں بہت مزہ آنے والا تھا۔

دونوں اطراف میں نکاح کا جوڑا پسند کیا جا رہا تھا۔اور کسی کو کچھ پسند ہی نہیں آ رہا تھا۔"بلآخر طلال نے ایک سفید جوڑا پسند کیا تھا اور ساتھ میں بلیک شال۔وہ ڈریس ہینگ ہوا ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ بنا ہی رومان ملک کے لیے ہو۔"

وہ فوراً سے اس ڈریس کا آرڈر دے چکے تھے۔

"اُدھر میشا کے لیے محرون کلر کا نفیس سا ڈریس پسند کیا گیا تھا۔جس پر سلور کلر کے موتیوں سے ڈیسینٹ سا کام کیا گیا تھا۔اس کے کامدار ڈوپٹے کے بارڈر پر بھی انتہائی نفاست سے کام کیا گیا تھا۔"

ڈریس کے بعد وہ میچنگ جیولری اور میچنگ سینڈلز بھی لے چکے تھے۔ایک ہی مال سے وہ ہر چیز خرید چکے تھے۔ماہ حمہ نے اپنے لیے ایک جیسی چیزیں لی تھیں صرف کلر کا ڈیفرینس تھا۔

اب شاپنگ کے بعد انہیں بھوک ستانے لگی تھی۔رومان،طلال اور واثق ریسٹورینٹ میں ڈنر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔لیکن میشا کو اس وقت اکیلے کھانا مناسب نہیں لگا اسی لیے وہ تینوں اپنے لیے کھانا پیک کروا کر گھر لے کر جا چکے تھے۔نایاب بیگم کو ان کی لی چیزیں بہت پسند آئی تھیں۔

"اللہ پاک تمہارے نصیب کرے بیٹا یہ سب چیزیں بہت پیاری ہیں۔"نایاب ملک نے محبت سے میشا کے سر پر ہاتھ پھیرتے اسے دل سے دعا تھی۔وہ ان کی مشکور ہوتی پلکیں جھکا گئی تھی۔

کھانا انہوں نے زبردستی میشا کو بٹھاتے یہی کھلایا تھا اس کے بعد وہ دونوں بہنیں گھر جا چکی تھیں اور راحمہ اپنے کمرے میں۔ جبکہ وہ تینوں رات گئے تک گھر پہنچے تھے۔

☆☆☆☆☆

دن پر لگا کر اڑ چکے تھے اور اب وہ دن آ چکا تھا جس کا شاید سب سے زیادہ انتظار اسے ہی تھا۔ آج خلافِ معمول وہ جلدی اٹھ چکا تھا۔ آج تو موسم بھی اس کے دل کے موسم جیسا حسین بن چکا تھا۔ اپنے روم کی کھڑکی سے پردے ہٹاتے اس نے اس خوبصورت صبح کو خوش آمدید کہا تھا۔ آج وہ نماز کے وقت جاگا تھا اسے اس رب کا شکر ادا کرنا تھا۔ ہر اس نعمت کا جو اس کے رب نے اسے عطا کی تھی۔ وہ وضو کر کے باہر نکلا تو چہرے سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ اور بازو کہنیوں تک تر تھے۔ فولڈڈ قمیض کی آستینوں کو وہ دوبارہ نیچے کر رہا تھا۔ چہرے پر ایک اطمینان تھا۔ بالوں پر ہاتھ پھیرتے سر پر ٹوپی رکھتے وہ مسجد جانے کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ سیاہ سوٹ اس بہت بہت جچ رہا تھا۔ یا شاید وہ خوش ہی اتنا تھا کہ ہر رنگ اس پر جچ جاتا۔ سب نے اسے جاتے دیکھ خوشگوار حیرت کا اظہار کیا تھا۔ نماز پڑھ کر جب اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ندامت بھرے کئی آنسو اس کی آنکھ سے ٹپکے تھے۔

"انسان کتنا خود غرض ہوتا ہے نا جب سب کچھ ملتا رہے تو وہ رب ہمیں یاد نہیں آتا جیسے ہی ہماری کوئی قیمتی چیز چھن جانے کا خطرہ لاحق ہو ہم فوراً سے اس رب کی چوکھٹ پر جا کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ رب پھر بھی ہمیں خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا ہمارا ایک ندامت بھرا آنسو ہی

ہماری مغفرت کا ذریعہ بن جاتا ہے اور وہ رب ہماری سب پچھلی خطاؤں کو بھلاتے ہمیں نوازتا ہی جاتا ہے۔"

رومان ملک کی بھی اس رب نے سن لی تھی۔اس کے ندامت بھرے آنسو اس کی پچھلی سب خطائیں معاف کروا چکے تھے۔اس کے دل سے ایک دم سے کئی سارا بوجھ ہلکا ہوا تھا۔پر سکون سا دل لیے وہ واپس گھر کی جانب روانہ ہوا تھا۔واپسی پر جو سرشاری رومان ملک کے چہرے پر نظر آ رہی تھی اس کا اندازہ لگانا ناممکن سا تھا۔

☆☆☆☆☆

میشا آج فجر کی نماز کے بعد گارڈن میں آ بیٹھی تھی۔ماہ تو ہمیشہ کی طرح فجر کے بعد سو چکی تھی لیکن وہ اپنے لیے چائے کا کپ بنا کر گارڈن میں آ بیٹھی تھی۔کپ کو ہاتھوں میں تھامے وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا لگتی تھی۔یک لخط اس کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔آج اس کی زندگی کا سب سے بڑا دن تھا سب سے اہم دن۔بے اختیار اسے اس کی ماما یاد آئی تھیں۔اس کی ماما کی وہ سب باتیں جو وہ اس کی شادی کے متعلق کرتی تھیں۔انہیں اس کی شادی کی بہت فکر ستاتی تھی یا شاید یہ فکر ہر ماں کو ستاتی ہے کہ اس کی بیٹی کو زندگی کی ہر خوشی نصیب ہو۔اور آج جب وہ دن آن کھڑا ہوا تھا تو سب کچھ تھا فقط اس کی وہ ماں ہی نہیں تھیں۔براؤن کلر کے پرنٹڈ لان کے سوٹ میں ملبوس وہ لڑکی ہچکیوں سے رونا شروع کر چکی تھی جب کسی نے اس کے کندھے

پر ہاتھ رکھا تھا۔اس نے گردن موڑ کر نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی اس پل صرف ایک انسان ہی یہاں ہو سکتا تھا۔

"بابا کی بہادر بیٹی اتنی کمزوری کا مظاہرہ کیوں کر رہی ہے؟" وہ اس کے برابر آ بیٹھے تھے۔ان کے چہرے پر بھی اداسی نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔وہ کپ ٹیبل پر رکھتی ان کے سینے سے جا لگی تھی۔ وہ بس روئے جا رہی تھی اور وہ اس کی پیٹھ کو سہلا رہے تھے۔

"بابا ماما اتنی جلدی کیوں چلی گئیں؟ان کو پتہ تھا نا کہ ان کی میشا ان کے بنا کچھ بھی نہیں ہے؟ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ہر بار بیٹی ہی پرائی ہوتی ہے۔ہر بار ایک لڑکی ہی قربانیاں کیوں دیتی ہے بابا۔" وہ ان کے سینے میں چھپی ان سے سوال پوچھ رہی تھی۔

"یہ سب فیصلے اس رب کے منتخب کردہ ہیں میشا۔یہ دستور توازل سے قائم ہے۔ہمیشہ ایک لڑکی کو ہی یہ ظرف دیکھانا ہوتا ہے۔تم وہاں بہت خوش رہوں گی اتنا کہ دیکھنا تمہیں ہماری یاد تک نہیں آئے گی۔" وہ اس کو محبت سے سمجھا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں جانتی ہوں وہ سب بہت اچھے ہیں لیکن میں آپ کو کیسے بھول سکتی ہوں!" وہ اب کی بار چہرہ اٹھائے نا سمجھی سے مخاطب ہوئی تھی۔

"بیٹیاں جب پرائی جاتی ہیں تو وہ اپنے گھر میں اتنی مصروف ہو جاتی ہیں کہ گھر سے نکلنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ہاں وہ شاید بھولتی نہیں ہیں لیکن زندگی کی الجھنیں انہیں شاید اتنا موقع ہی فراہم نہیں کرتیں کہ وہ جا کر ماں باپ سے ہی مل آئیں۔"

"لیکن میں تو یہیں جا رہی ہوں میں تو آسکتی ہوں نا!"

"تم آسکتی ہو لیکن دیکھنا تمہیں وہاں پیار ہی اتنا ملے گا کہ تم اپنے بابا کی محبت سے بھی زیادہ محبت پاؤ گی ان شاءاللہ! تمہاری ان آنکھوں میں وہاں کوئی بھی آنسو تک نہیں آنے دے گا۔" وہ اس کی آنکھوں سے آنسو چنتے اسے بتا رہے تھے۔

"یہاں تم اکیلی ہوتی ہو۔اکیلے انسان کی سوچ بہت وسیع ہو جاتی ہے۔اور جب تم وہاں لوگوں میں گھری رہو گی تو نہ ہی وہ سوچیں تم پر حاوی ہو نگی اور نہ ہی تم اداس ہو گی۔تمہارے بابا تمہیں اتنا وقت نہیں دے پاتے جتنا وہاں کے لوگ تمہیں دیں گے تم اتنی خوش رہوں گی جتنی خوشی کی تم حقدار ہو میشا۔ان کو کبھی بھی شکایت کا موقع نہ دینا۔اس موقعے پر مائیں یہ باتیں بیٹیوں کے پلو سے باندھتی ہیں لیکن میں تمہاری ماں کی طرح تو نہیں لیکن کچھ حد تک تو تمہیں سمجھا سکتا ہوں۔" وہ بے بسی بھرے لہجے میں اسے اس رشتے کی باریکیاں سمجھا رہے تھے۔اور وہ بھی سمجھتے اثبات میں سر ہلا گئی تھی وہ اپنے بابا کی سمجھائی باتیں بخوبی سمجھ چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

ملک فیملیز تیاریوں میں بری طرح سے مصروف تھیں۔طلال واثق اور رفعت انصاری رومان کی شادی پر انوائیٹڈ تھے فرہاد انصاری کو وہ اپنے گھر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ملک مینشن اور ملک ہاؤس کے مشترکہ لان کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔لان کے ہر چپے چپے کو رنگین لائٹنگ، برقی قمقمے اور پھولوں سے سجایا گیا تھا۔لان میں سامنے کی طرف کو ایک اسٹیج بنایا گیا تھا۔جہاں درمیان میں ایک جالی نما پردہ لگایا گیا تھا۔جہاں دولہا اور دولہن کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔مہندی تک کے سارے فنکشن اس وسیع سے لان میں ہونے طے پائے تھے جبکہ بارات اور ریسپشن کے لیے ہال بُک کیا گیا تھا۔میشا اور باقی خواتین کو ریڈی کرنے کے لیے ایک بیوٹیشن بلائی گئی تھی۔جس کے ساتھ اس کے دو ہیلپرز بھی ساتھ آئے تھے۔ہر طرف خوشی اور گہما گہمی کا سماں تھا۔کچھ گڑبڑ کا احساس رومان کو پہلے ہی تھا۔اسی لیے اس نے سیکیورٹی کا انتظام بہت سخت کر دیا تھا تاکہ کوئی بھی اس کے اسپیشل ایونٹ کو اسپائل نہ کر پائے۔رومان بھی انصاری برادرز کے ساتھ سلون جا چکا تھا۔طلال اور واثق کے درمیان جو تناؤ کی دیوار کھڑی ہوئی تھی وہ اب تک ان دونوں کے درمیان حائل تھی لیکن رومان کی شادی میں کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو اسی لیے وہ دونوں اپنی لڑائی کو کچھ دن کے لیے پس پشت ڈال چکے تھے۔

"اس کی اچھے سے مساج کرنی ہے آپ نے تاکہ یہ جو بتیسی بار بار اس کی نکل رہی ہے نا وہ اندر چلی جائے۔" واثق نے مساج کرنے والے کو تاکید کی تھی۔

"اس کی بلکل نہیں سننی یہ جو بھی بولتا ہے فضول ہی بولتا ہے۔" رومان نے بند آنکھوں سے ہی اسے جواب دیا تھا۔

"اور اس کے بالوں پر موٹی مشین پھیر دینی ہے اس سے یہ زیادہ حسین لگے گا۔" اس کی کسی بات کو خاطر میں لائے بنا اب کی بار طلال بولا تھا۔ طلال اور واثق ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہہ لگاتے بولے تھے۔

"اب کچھ فضول بولے نا تو تم دونوں کو اس سلون سے باہر پھینک دوں گا سمجھے۔ ان کی باتوں پر غور نہ کریں اور وہی کریں جو میں نے آپ سے کہا تھا۔" وہ اب انگلی اٹھاتے ان دونوں کو وارن کر رہا تھا۔ جو ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے زندگی سے بھرپور قہقہہ لگا گئے تھے۔

"ایک ہی بار تو شادی ہوتی ہے اور تم دونوں چاہتے ہو کہ میں اسی میں ہی اچھا نہ نظر آؤں؟ دوست ہو یا دشمن؟" وہ تو سینٹی ہو چکا تھا۔

"دوستوں میں چھپے دشمن۔" وہ اطمینان بھری مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتے بولے تھے۔

"اللہ ایسے دوستوں سے بچائے۔ تم دونوں کی شادی آجانے دو گن گن کر بدلے لونگا یاد رکھنا۔۔۔" وہ اس وقت شدید تپا بیٹھا تھا۔

"تب تک تو تم اپنے بچوں میں ہی مصروف ہو گے ہمارے ساتھ یہ سب کرنے کا تمہیں وقت بھی نہیں ملے گا برو۔" واثق اب بھی باز نہیں آیا تھا۔

"چپ کر کے دونوں بھائی اپنی شکل گم کرو شاباش!" وہ اب مساج روکتا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا کیونکہ اب یہ سب اس کی برداشت سے باہر تھا اور ان کا کوئی بھروسہ بھی نہیں تھا وہ جو چاہیں کر گزریں۔

"سوچ لو پھر کسی کام کے لیے بلایا نا تب بھی شکل نہیں دکھائیں گے۔" طلال اسے وارن کر رہا تھا۔

"بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی ابھی نکلو۔"

"ویسے کبھی سوچا نہیں تھا کہ تم اتنی خود غرضی کا مظاہرہ کرو گے۔" طلال مصنوعی آنسو صاف کرتے بولا تھا۔ وہاں کھڑے سب لوگ ان کی اداکاری دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

"کیا مصیبت ہے یار چھوڑو مجھے مساج کروانا ہی نہیں ہے۔" وہ اکتا چکا تھا۔

"اوکے اوکے اب اتنا بھی جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم آرام سے کرواؤ جو کروانا ہے۔ قسم سے تم بھی ناروٹھی محبوباؤں کی طرح پل میں روٹھ جاتے ہو۔" وہ دونوں اسے کندھوں سے تھامتے واپس اس کی جگہ پر بٹھا چکے تھے۔ اب ان میں کسی نے کوئی فضول حرکت نہیں کی تھی۔

☆☆☆☆☆

بیوٹیشن کمال مہارت سے میشا کو سجانے میں مصروف تھی۔راحمہ اور محالہ بھی ڈریس پہنے اپنی باری کا انتظار کر رہی تھیں۔بالآخر بیوٹیشن کی گھنٹوں کی محنت کے بعد نکاح کی دلہن تیار ہو ہی چکی تھی۔

"محرون رنگ اس کی رنگت پر بہت جچ رہا تھا۔اور میک اپ سے تو وہ پہچانی ہی نہیں جا رہی تھی۔یا شاید وہ ہمشیہ سے اتنی سادہ رہتی تھی کہ میک اپ نے اس کو مزید حسین بنا دیا تھا۔ ہونٹوں پر محرون ہی لپ اسٹک اسے سب سے الگ بنا رہی تھی۔میچنگ جیولری، بالوں کو آگے سے نفاست سے سیٹ کر کے باقی کے بال کھلے رکھے گئے تھے۔کانوں میں بڑے بڑے جھمکے، اور ماتھے پر بندیا لگائی تھی۔وہ اب اس کا ڈوپٹہ اچھے سے سیٹ کر رہی تھی۔اور کھلے ہوئے سارے بال اس نیٹ کے کامدار ڈوپٹے میں چھپ گئے تھے۔آگے سے ایک لٹ نکال کر اس کے چہرے پر کر رکھی تھی۔کلائیوں میں بھر بھر کر چوڑیاں ڈال رکھی تھیں اور ہاتھ مہندی سے مزین تھے۔بڑی بڑی سیاہ آنکھیں جھکی ہوئی تھیں اور گھنی پلکیں انہیں مزید خوبصورت بنا رہی تھیں۔ایک نظر اس نے خود کو سامنے موجود بڑے سے آئینے میں دیکھا تھا۔اور کچھ پل وہ یک ٹک خود کو تکتی ہی رہ گئی تھی۔"

"یہ آپ ہی ہیں شاہ! ماشاءاللہ کسی کی نظر نہ لگے میری پیاری شاہ کو۔"ماہ نے ایک کالا ٹکا اس کے بائیں کان کے پیچھے لگایا تھا۔

"واقعی آپی آپ تو پہچانی ہی نہیں جارہیں۔"حمہ نے بھی کھلے دل سے اس کی تعریف کی تھی۔ وہ پھر سے نظریں جھکا گئی تھی۔اب وہ"ماہ حمہ"کو تیار کر رہی تھیں۔کچھ ہی دیر میں وہ دونوں بھی لائٹ سے میک اپ کے ساتھ ریڈی تھیں۔

"ان دونوں نے پرپل اور سی گرین کلر کے پیروں کو چھوتے فراکس بنوائے تھے۔ساتھ سلک کا ہم رنگ پاجامہ اور نیٹ کا دوپٹہ تھا۔وہ ڈریس نہ زیادہ ہلکے تھے اور نہ ہی زیادہ ہیوی۔ بلکل کمفرٹیبل سے ڈریس تھے جسے پہنتے وہ بہت ہلکا فیل کر رہی تھیں۔فراکس پر وائٹ موتیوں کا کام کیا گیا تھا۔میک سے وہ دونوں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔مہندی اور چوڑیوں نے تو جیسے ان کی تیاری کو چار چاند لگا دیے تھے۔ان دونوں نے بالوں کو کرل کروا کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔اور چھوٹی سی بندیا ماتھے پر سجائی ہوئی تھی۔ڈوپٹہ ایک سائیڈ پر کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔جسے پن سے سیٹ کیا گیا تھا۔تیار ہوتے ہی وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے باہر جا چکی تھیں۔"

نایاب ملک بلکل سادہ سا خود ہی تیار ہوئیں تھی۔میشا کو دیکھنے وہ اس کمرے میں آئیں تو بے اختیار ہی ماشاءاللہ ان کے منہ سے نکلا تھا۔

"میری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔کسی کی نظر نہ لگے۔"انہوں نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔

"شکریہ آنٹی۔"وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"آہاں آنٹی نہیں اب سے میں تمہاری بھی ماما ہوں تم مجھے اب ماما ہی بلاؤ گی ٹھیک ہے؟" وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"کچھ کھانا ہے؟" وہ محبت سے اس سے مخاطب تھیں۔اب کی بار میشا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تم خوش تو ہو نا بیٹا؟" انہوں نے کب سے چھپی دل کی بات اس سے پوچھ ہی لی تھی۔

"جس کے نصیب میں آپ جیسی ماں آنے والی ہو وہ خوش کیسے نہیں ہو گی ماما!" اب کی بار وہ ان کی فکر کو دور کیے ان کے ہاتھوں کو تھامے مسکراتے ان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

"ہمیشہ خوش رہو میری جان۔" وہ اس کا ماتھا چومتے بولی تھیں۔وہ بس مسکرا گئی تھی۔ صبح بابا کی کہی باتیں ایک بار پھر سے ذہن کے پردے پر لہرائی تھیں۔وہ ایک گہرا سانس بھر کر رہ گئی تھی۔

"آپ نے ٹھیک کہا تھا بابا۔" وہ دل ہی دل میں اقرار کر گئی تھی۔

"تم بیٹھو میں باہر کا انتظام دیکھ لوں۔" وہ اسے کہتی باہر جا چکی تھیں۔

"آپ بہت لکی ہیں آپ کی مہندی کا رنگ بھی خوب گہرا آیا ہے۔" بیوٹیشن اس کے نیلز پر پینٹ لگا رہی تھی جب اس کی مہندی کا رنگ دیکھ کر وہ کہے بنا نہیں رہ پائی تھی۔

"جی الحمداللہ!" وہ مسکراتے اسے جواب دے رہی تھی۔ وہ اس پل بہت سکون محسوس کر رہی تھی۔ دل ہی دل میں اس نے اپنے رب کا شکر بھی ادا کیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

"وہ سفید شلوار قمیض پر سیاہ چادر کندھوں پر ڈالے سیاہ ہی پشاوری چپل پہنے دھڑلے سے چلتا اسٹیج تک آیا تھا۔ چہرے سے مسکراہٹ جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔"

اسٹیج پر سارے کزنز اور دوست ارد گرد جھمگٹا لگائے کھڑے تھے۔ اس کے بیٹھنے کے کچھ دیر بعد میشا راحمہ اور محالہ کے سنگ دھیمی چال چلتی آتی دیکھائی دی تھی۔ اس کے چہرے پر نیٹ کا دوپٹہ ڈالا گیا تھا۔ وہ سہج سہج کر قدم اٹھا رہی تھی۔ رومان نے نظریں اٹھائیں تو نظروں نے پلٹنے سے انکار کر دیا تھا۔ ساری اوڈیئنس کی نظریں دلہن کی جانب اٹھ چکی تھیں۔ ہر طرف کیمرے میں یہ منظر قید کیا جا رہا تھا۔ طلال جان بوجھ کر رومان کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

(طلال اور واثق نے کریم کلر کے شلوار قمیض پہنے ہوئے تھے۔ سوٹ کے اوپر بلیک واسکٹ اور پیروں میں سیاہ پشاوری چپل ڈالی ہوئی تھی۔ بالوں کو نفاست سے جیل سے سیٹ کیا گیا تھا۔ طلال کی کلائی میں گھڑی اب بھی موجود تھی۔ وہ دونوں بہت پُرکشش لگ رہے تھے۔)

رومان نے دھکا دے کر طلال کو پیچھے کیا تھا۔ اور آگے بڑھ کر میشا کا ہاتھ تھاما تھا جو اب اسٹیج تک پہنچ چکی تھی۔ میشا نے ہچکچاتے اپنا ہاتھ رومان کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور جیسے ہی اس نے اپنا ہاتھ رومان کے ہاتھ میں دیا۔ ایک شور سا ہر طرف برپا ہو چکا تھا۔ وہ اب بھی میشا کا چہرہ نہیں

دیکھ پایا تھا۔اس کی جگہ پر اسے بٹھاتے وہ شرافت سے اپنی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔مولوی صاحب بھی تشریف لا چکے تھے۔سب سے پہلے وہ دلہن کی جانب اس کی رضامندی پوچھنے کی غرض سے بڑھے تھے۔

"میشا ملک ولد صادق ملک آپ کا نکاح رومان ملک ولد امان ملک سے بعوض پانچ لاکھ حق مہر مؤجل سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟"

میشا کے سامنے اس کی بچپن سے اب تک کی ساری زندگی ایک فلم کی طرح چل رہی تھی۔ نظریں اٹھا کر اس نے اپنے سامنے کھڑے بابا کو دیکھا تھا انہوں نے نظروں سے اسے تسلی دیتے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔یہی وہ لمحہ تھا جب آنسو اس کی پلکوں کا بار توڑتے اس کی گالوں پر بہہ گئے تھے۔

"قبول ہے۔"

قبول ہے۔"

www.novelsclubb.com

قبول ہے۔"

اثبات میں سر ہلاتے اس نے تین بار رضامندی بھی ظاہر کر دی تھی۔میشا ملک نے اپنا آپ رومان ملک کے نام کر دیا تھا۔نکاح نامے پر دستخط کرتے وہ نایاب بیگم کے گلے لگتی پھوٹ

پھوٹ کر رو دی تھی۔اب وہ مزید خود کو باز نہیں رکھ سکتی تھی۔نایاب ملک نے بھی اسے کسی قیمتی متاع کی طرح خود میں بھینچ لیا تھا۔یہ منظر دیکھتے سب کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

پردے کے پار اب رومان ملک سے اس کی رضامندی پوچھی جا رہی تھی۔خوشی کیا ہوتی ہے کوئی اس وقت رومان ملک سے پوچھتا۔

فوراً سے نکاح کی ہامی بھر تا وہ میشا ملک کا محرم بننے کا حق ادا کر چکا تھا۔باقی کی رسومات ادا کرنے کے بعد ہی ان کے درمیان حائل پردہ کھینچ کر گرا دیا گیا تھا تب تک میشا بھی سنبھل چکی تھی۔

"چلیں رومان بھائی ہمارا نیگ نکالیں اور بھابھی کا حسین مکھڑہ دیکھ لیں۔"ماہ حمہ اپنے کام پر لگ چکی تھیں۔

"یہ تم لڑکیاں اپنا گزارہ انہی پیسوں پر کرتی ہو کیا؟مانگ مانگ کر؟"حمہ کے کسی کزن نے طنزاً کہا تھا۔

"جیسے بھی کریں آپ کو کیا؟"وہ لٹھ مار انداز میں بولی تھی۔

"یار اب وہ میری بیوی ہیں میں انہیں دیکھ سکتا ہوں۔"رومان بیچارے لہجے میں بولا تھا۔

"ہاں آپ دیکھ سکتے ہیں لیکن پہلے نیگ!اور ویسے بھی وہ ابھی آپ کی بیوی نہیں صرف منکوحہ ہیں۔"وہ ہنوز ضد پر قائم تھیں۔

"یہ لو یار!" آخر اسے دینے ہی پڑے تھے۔ان کے ساتھ بحث کرتا تو ساری رات ہی گزر جانی تھی۔۔

"یار رومان اتنی جلدی کیسے دے سکتے ہو تم؟" واثق نے اسے باز رکھنا چاہا تھا۔لیکن تب تک وہ اس سے پیسے جھپٹ چکی تھیں جتنا بھی اس کی جیب میں تھا وہ سب وہ بٹور چکی تھیں اور پھر انہوں نے میشا کے چہرے سے گھونگھٹ اٹھایا تھا۔رومان کو لگا تھا اب وہ کبھی بھی نظریں پلٹا نہیں پائے گا۔میشا اس کی نظروں سے پزل ہوتی نظریں جھکائے اپنی ہاتھوں کو ٹٹول رہی تھی۔

"الحمداللہ!" اس نے سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔لیکن سرگوشی اتنی ضرور تھی کہ میشا بخوبی سن سکتی تھی۔بے اختیار اس نے سر اٹھایا تھا۔اور رومان کو دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔میشا کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"ہائے اللہ آپ مسکراتی بھی ہیں؟" وہ اب اسے تنگ کر رہا تھا۔وہ نظروں کا زاویہ بدل گئی تھی۔صاف نظر آرہا تھا کہ وہ بلش کر رہی تھی۔بیک گراؤنڈ میں دھیما سا میوزک بھی چل رہا تھا۔جس سے ماحول میں ایک خماری سی چھا گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تیرے سائے میں ملی ہر خوشی،

تیری مرضی میری زندگی،

لے چل تو چاہے جہاں ہاں ہاں،

میری آنکھوں میں نظر تیری ہے،

میری شام و سحر تیرے ہیں،

تو جو نہیں تو میں کہاں،

کھل گئی میری قسمت،

پا کے تیری یہ چاہت،

ہم پہ مہرباں دو جہاں،"

"اچھا تو آپ بلش بھی کرتی ہیں؟" وہ اسے اب بھی تنگ کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔ میشا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ دونوں کی نظریں پھر سے ملیں تو لب خود ہی مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔ کیمرہ مین ہر جانب ان کے یہ حسین منظر قید کر رہا تھا۔

"میری زندگی میں شامل ہونے کا بہت بہت شکریہ میشا! امید کرتا ہوں آپ کو کبھی بھی مجھ سے شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔" سب اپنے اپنے کاموں میں مگن ہوئے تو رومان نے تہہ دل سے اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔

"میں جانتی ہوں۔ آپ کو شکریہ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" میشا نے اس کا مان برقرار رکھتے کہا تھا۔ رومان اس کی بات سنتے مسکرا اٹھا تھا۔ ان کی حسین زندگی کا آغاز آج سے اپنے سفر پر رواں دواں تھا۔

"یہ محبتیں، یہ عنائتیں،

یہ مسرتیں تیرے نام ہیں،

میرے ہمقدم! میرے ہمنشیں،

یہ رفاقتیں تیرے نام ہیں،

کبھی گمشدہ، کبھی روبرو،

کبھی آئینہ، کبھی عکس تو،

میرے ہمنواں میری خواہشیں،

میری صحبتیں تیرے نام ہیں،

کبھی یہ ہنسی، کبھی یہ نمی،

کبھی رنجشیں، کبھی قربتیں،

میری زندگی کی حسیں سبھی،

یہ عبارتیں تیرے نام ہیں،"

www.novelsclubb.com

زیر لب بظاہر سامنے دیکھتے وہ میشا کے نام یہ غزل کر چکا تھا۔جو نا جانے وہ کتنے دنوں سے یاد کر رہا تھا۔ایسے ہمسفر کے اپنی زندگی میں شامل ہونے کا "میشار ومان ملک" جتنا بھی شکر ادا کرتی کم تھا۔

☆☆☆☆☆

سارے مہمان اب کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔کسی کی نظریں ان دونوں کو تک رہی تھیں۔حمہ نے نظریں گھما کر دیکھا تھا لیکن اسے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔

"او تیری!" راحمہ سر پر ہاتھ مارتے زور سے چلائی تھی۔

"کیا ہوا؟" اس کے یوں چیخنے پر محالہ نا سمجھی سے پوچھ رہی تھی۔

"مجھے ماما نے کہا تھا اس سڑو کی موم بھی آئی ہوئی ہیں ان سے مل لینا۔اور مجھے یاد ہی نہیں رہا۔تم یہ پلیٹ پکڑو میں زرا ان سے مل کر آتی ہوں۔" عجلت میں اسے پلیٹ پکڑاتی وہ جا چکی تھی۔

"یہ لڑکی بھی پوری کی پوری کھسکی ہوئی ہے۔" محالہ نے کہتے نفی میں سر جھٹکا تھا۔اپنی پلیٹ تھامتی وہ میشا کے پاس جا بیٹھی تھی۔

راحمہ جب ان سے ملنے پہنچی تو طلال ان کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔سلام دعا کے بعد اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا کہے وہ پزل سی ہوتی ہاتھوں کی انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی۔

"بیٹھو بیٹا۔" انہوں نے مسکراتے اسے اپنے پاس پڑی کرسی پر بٹھایا تھا۔

"میں ابھی آتا ہوں موم۔" طلال اس کی بے چینی سمجھتے وہاں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

"آپ کی طبیعت کیسی ہے آنٹی؟" ان کے آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے دیکھتے وہ پوچھ بیٹھی تھی۔

"بلکل ٹھیک ہوں بیٹا۔" وہ بشاشت سے بولی تھیں۔

"انکل نہیں آئے؟" وہ انجان تھی اسی لیے پوچھ رہی تھی۔اور وہ بھی اسے انجان ہی رکھنا چاہتی تھیں۔

"انہیں کچھ ضروری کام تھا اور ویسے بھی وہ ایسی گیدرنگز میں آنا پسند نہیں کرتے۔" وہ اسے معقول سا بہانہ بناتے ٹال چکی تھی۔

"میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کا پردہ رکھتے ہیں۔ان کا شوہر ان کا مان رکھے نہ رکھے وہ اچھے سے رکھنا جانتی تھیں۔"

"اوہ!" راحمہ نے سمجھنے کے انداز میں کہا تھا۔کچھ دیر ادھر اُدھر کی باتیں کرتی وہ وہاں سے جا چکی تھی۔رفعت انصاری نے دور تک اس کی نظروں کا تعاقب کیا تھا۔ایک سرد آہ انہوں نے فضا کے سپرد کی تھی۔

نکاح کا ایونٹ خوش اسلوبی سے انجام پایا تھا۔رات کے دو بجے کے قریب سارے مہمان اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔۔

☆☆☆☆☆

آج مہندی کا فنکشن تھا۔سارے صبح سے تیاریوں میں مصروف تھے۔آج کا دن تھا پھر میشا یہ گھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی جائے گی۔باقی کی شاپنگ کے وقت وہ ساتھ نہیں گئی تھی۔نایاب ملک خود ہی محالہ اور راحمہ کے ساتھ شاپنگ کر آئی تھیں۔اور ابھی ماہ اسے پیغام دے کر گئی تھی کہ بیوٹیشن آچکی ہے۔اور اس کا سارا سامان بھی بیڈ پر ترتیب سے سجا تھا۔

اپنی سوچوں کو جھٹکتی وہ چینج کرنے کی غرض سے جا چکی تھی۔اپنا سارا سامان اٹھاتی وہ اس کمرے میں جا چکی تھی جہاں بیوٹیشن اس کا انتظار کر رہی تھی۔

کل کی نسبت آج اس نے میشا کو لائٹ سا میک اپ کیا تھا۔کیونکہ مہندی کی دلہنیں سادہ ہی اچھی لگتی ہیں۔

"پیلے رنگ کے لہنگہ چولی اور اس کے ساتھ سبز امتزاج کا ڈوپٹہ جسے کمر کی طرف سے کر کے آگے تک سیٹ کیا گیا تھا ساتھ پھولوں کی جیولری پہنائی گئی تھی۔بالوں کی چٹیا کر کے آگے کو ڈالا ہوا تھا۔اور چٹیا پر موتیے کے پھول سجائے گئے تھے۔پیروں کو کھسے میں مقید کیے وہ تیار تھی۔وہ اس نفیس سے گیٹ اپ میں بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔"

"ماہ حمہ نے مہندی رنگ کا پنجابی ڈریس پہنا ہوا تھا۔بالوں کو پراندے میں مقید کیے وہ ایک ادا سے اِدھر سے اُدھر گھوم رہی تھیں۔

مہندی کے فنکشن میں سب عزیز و اقارب موجود تھے۔

"رومان نے کریم کلر کا کرتا پاجامہ پہنا ہوا تھا اور ساتھ میں ہم رنگ واسکٹ کے ساتھ گلے میں پیلی پٹی ڈالی ہوئی تھی۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اسٹیج کی جانب بڑھ رہے تھے۔آج کسی کی کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔نکاح ہو چکا تھا۔اب وہ دونوں ایک دوسرے کے محرم تھے۔لوگ مسکراتی نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔نایاب ملک نے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری تھی۔وہ دونوں ساتھ میں چلتے واقعی بہت پیارے لگ رہے تھے جیسے وہ بنے ہی ایک دوسرے کے لیے ہوں۔

"آج تو آپ سیدھا دل میں اتر رہی ہیں شاہ!" اسٹیج پر بیٹھتے ہی رومان نے اپنے دل کی بات اس تک پہنچائی تھی۔

"شکریہ!" وہ فقط اتنا ہی کہہ پائی تھی۔اسے رومان کی معنی خیز سی باتوں پر اور کچھ سوجھتا ہی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"تعریف کے بدلے تعریف کی جاتی ہے۔" وہ مصنوعی ناراضگی سے بولا تھا۔

"کیا آپ نے میری تعریف اسی لیے کی تھی تاکہ میں آپ کی تعریف کروں؟" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اس سے جواب طلب کر رہی تھی۔محبوب کے لاڈ کا اثر تھا جو میشا ایسے جواب طلب کر رہی تھی۔

"ارے آپ تو بیویوں والے سوال کرنا بھی جانتی ہیں میں تو سمجھا تھا میری بیوی بہت بھولی بھالی سی ہے۔ لیکن یہاں تو کام ہی الٹا ہو گیا۔" وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے بولا تھا۔اس کے انداز پر میشا دل کھول کر مسکرائی تھی۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔" وہ پھر سے نظریں جھکا گئی تھی۔

"ایک تو آپ شرماتی بہت ہیں۔" وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتے بولا تھا۔وہ بے اختیار اپنے لب کاٹنے لگی تھی۔

"اب میں اور کیا کروں!" وہ معصومیت سے گویا ہوئی تھی۔

"آپ کچھ بھی نہ کریں۔آپ شرماتے ہوئے بھی مجھے بہت پیاری اور میری لگتی ہیں۔" وہ دل سے اس کی تعریف کر رہا تھا۔اور وہ مسکراتے اس کی تعریفیں وصول کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

راحمہ کے کپڑوں پر کسی بچے نے جوس ڈال دیا تھا۔عجلت میں بڑبڑاتی وہ گھر کی جانب قدم بڑھا رہی تھی جب وہ کسی کے ساتھ زور سے جا ٹکرائی تھی۔

"کیا مصیبت ہے؟ دیکھ کر نہیں چل سکتے؟" وہ تو تپ ہی گئی تھی۔

"میرے خیال سے بنا دیکھے آپ چل رہی تھیں؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے طنزاً بولا تھا۔

"او مسٹر سڑ!! وہ کہتے کہتے زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی۔

"جی بولیں!" وہ بغور اس کو تکتے پوچھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہٹیں راستہ دیں۔" وہ اسے سائیڈ پر کرتی اندر بڑھ چکی تھی۔

"عجیب ہی کوئی پاگل لڑکی ہے۔" وہ سر جھٹکتے بولا تھا۔

"سوری طلال بھائی وہ اس دن غلطی سے آپ پر پانی پھینک دیا تھا میں نے!" وہ مڑا ہی تھا جب محالہ نے آتے اس سے معذرت کی تھی۔

"اٹس اوکے نو پرابلم! آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہے یہی بہت ہے۔" وہ اسے جواب دیتا وہاں سے جا چکا تھا۔

"لے یہ کیا بات ہوئی۔ جسٹ اٹس اوکے بھی بول سکتے تھے طنز مارنا ضروری تھا کیا۔ ٹھیک کہتی ہے حمہ۔ ہے ہی سڑو یہ۔" اسے دفع کرتی وہ اپنے کاموں پر لگ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

ان کے ہاں ڈانس وغیرہ پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ اور نہ ہی ان کی مووی وغیرہ بنوائی جاتی تھی۔ اسی لیے انہیں سب کے چلے جانے کا انتظار تھا تاکہ وہ آپس میں ہی کچھ مزہ کر سکیں۔ سب نے باری باری آکر دولہا دلہن کو مہندی لگائی تھی۔ اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد انہیں آدھی رات ہو چکی تھی۔ مہمانوں کے جانے کے بعد ہی انہوں نے موبائل سے اسپیکرز سیٹ کر کے سونگ پلے کیا تھا جس پر واثق اور طلال نے پرفام کیا تھا۔ انہوں نے "میرے یار کی

شادی ہے۔۔"اس گانے پر کمال مہارت سے اپنے اسٹیپس کیے تھے اور گانے کے اختتام سے پہلے ہی رومان بھی ان میں شامل ہوتا اپنے ہی اسٹائل میں بھنگڑے ڈالنا شروع ہو چکا تھا۔سب مسکرا کر ان کی پرفامنس کو انجوائے کر رہے تھے۔آخر میں رومان نے ان دونوں کو زور سے گلے لگایا تھا۔

"شکریہ یارو!"اس نے تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کیا تھا۔

"ماہ حمہ بھی پرفارم کرنا چاہتی تھیں لیکن کچھ دور کے کزنز اب بھی وہاں موجود تھے جس کے باعث انہیں اجازت نہیں مل پائی تھی۔۔افسردگی سے سر جھٹکتے وہ اپنی اپنی جگہوں پر جا بیٹھی تھیں۔مہندی کا فنکشن بھی اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

"میں اچھی لگ رہی ہوں نا؟"وہ بارات کے لیے تیار بیٹھی تھی سب مہمان آ چکے تھے۔نکاح تو پہلے سے ہو چکا تھا بس ان دونوں کو ساتھ میں بٹھانا تھا۔جب میشا کو نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپی آپ کب سے ان سب چیزوں کی فکر کرنے لگیں؟"راحمہ پریشان تھی۔کیونکہ شاہ تو کبھی اتنی فکر مند نہیں ہوتی تھی۔

"ارے حمہ اب وہ سیاں جی والی ہے اب تو فکر کرنا بنتی ہے نا!"ماہ ایک آنکھ کا کونا دباتی بولی تھی۔

"توبہ ہے میں ویسے ہی پوچھ رہی تھی یار!" وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی تھی۔ وہ لوگ اس وقت ویٹنگ روم میں بیٹھے تھے۔

"ہاں ہاں آپی آپ بہت بہت پیاری لگ رہی ہیں۔" راحمہ اس کی فکر دور کرتی اسے مطمئن کر چکی تھی۔ ڈھول کی آواز آتے ہی وہ دونوں اور ان کی ساری کزنز گیٹ پر پہنچ چکی تھیں۔ ان کی شکل دیکھتے ہی امان ملک نے پہلے ہی نوٹوں کی گڈی انہیں پکڑادی تھی۔ وہ خوش ہوتیں راستہ چھوڑ گئی تھیں۔ آج تو انہیں کوئی محنت ہی نہیں کرنی پڑی تھی۔۔

"گولڈن شیروانی پہنے سر پر سہرا سجائے وہ اپنی دولہن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ساتھ لے جانے آیا تھا۔ خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ اس کے بیٹھتے ہی دولہن کو لایا گیا تھا۔ اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی دیر تھی کہ اس کی سالیوں کا بزنس اسٹارٹ ہو چکا تھا۔ ویسے تو اس کی ایک سالی تھی لیکن اس کی بہن بھی اس وقت اس کی سالی بن چکی تھی اور باقی کزنز بھی اس وقت میشا کی بہن ہونے کو ثبوت دے رہی تھیں۔ ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھامے وہ اسے کنگلا کرنے کا پکا ارادہ کیے ہوئے تھیں۔

www.novelsclubb.com

"یار یہ تمہاری اتنی بہنیں کب پیدا ہوئی تھیں؟" رومان تو سچ میں پریشان ہو چکا تھا۔ سامنے ٹولی دیکھتے تو میشا بھی اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھی۔

"پتہ نہیں مجھے تو خود اب پتہ چلا کہ میری اتنی بہنیں ہیں۔"

"توبہ یاخدا مجھے تو ہی اب بچا سکتا ہے۔"

"یہ لیں شاہ پہلے آپ پیئیں پھر ہم ان کو پلا کر پیسے بٹوریں گے۔" جلدی سے ماہ کو ایک گھونٹ پلاتے اب وہ رومان کے سامنے آئی تھیں۔۔

"ارے یار لے جاؤ یہ دودھ ہم نے نہیں پلانا رومان کو!" اس بار طلال نے ٹھان رکھی تھی کہ وہ انہیں ایک پیسہ بھی نہیں لینے دے گا۔

"آپ سے مطلب؟" وہ اسے اگنور کر گئی تھی۔

"ہاں جی سارا مطلب ہی میرا ہے رومان کا سارا کیش میرے پاس ہے۔اور میں یہ نہ کرتا تو تم لوگوں نے تو اسے کنگلا ہی کر دینا تھا۔" وہ بھی ضد پر تھا۔

"بھائی جلدی سے پیسے نکالیں اور دودھ پیئیں۔بہت مزے کا بنا ہے۔" ماہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔

"نہیں پینا نا کہہ تو دیا اب کیا لکھ کر دیں؟" اب کی بار واثق بولا تھا۔

"اپنے ان چیلوں کو کہیں خاموش رہیں۔" ماہ انہیں وارن کرتی بولی تھی۔

"چلو یار پی لو سب کو پچاس پچاس دے دینا۔" واثق نے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔

"یار ابھی بابا نے دیے تھے نا گیٹ پر سارے پیسے وہی ہیں انہی میں سے سب کی کٹوتی کر لو۔"
رومان نے مسئلہ حل کرنا چاہا تھا۔

"بلکل بھی نہیں اور دیں۔"

"یار تم لوگ بھی ڈھیٹ ہو قسم سے۔ چلو یہ لو تم دس سالیاں ہو نا یہ ہزار ہزار کر لینا۔" وہ طلال سے پیسے لیتا انہیں تھما گیا تھا۔

"ہزار ہزار کیوں کم سے کم بھی پانچ ہزار تو ایک کے حصے میں آنا چاہیے نا۔ اور یہ رعایت بھی صرف آپ کے لیے ہے ورنہ آپ کے ان چیلوں کی وجہ سے آپ کو بخشا نہیں تھا ہم نے۔" وہ لٹھ مار انداز میں بولی تھیں جیسے اس پر احسان کر رہی ہوں۔۔

"یہ لو یار اب دفع ہو جاؤ اب کچھ نہیں لو گی اس کے بعد پہلے وعدہ کرو۔" وہ پیسے تھامتی سوچنے کی اداکاری کے بعد ہامی بھر چکی تھیں۔

دودھ پلائی کے بعد رخصتی کا لمحہ آن پہنچا تھا۔

"ایسا لمحہ جو ایک لڑکی کی زندگی کا سب سے اہم لمحہ ہوتا ہے۔ جب لڑکی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پرائی ہو جاتی ہے۔ جس آنگن میں بچپن گزارا ہو اسے ہمیشہ کے لیے الوداع کہنا پڑتا ہے۔ یہ دکھ کتنا گہرا ہوتا ہے یہ صرف ایک لڑکی ہی سمجھ سکتی ہے۔"

اپنا بابا سے ملتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔انہوں نے اسے کئی دعاؤں سے نوازا تھا۔ماہ بھی شاہ سے ملتی رو دی تھی۔بے شک وہ ساتھ ہی جا رہی تھی لیکن پھر بھی اس کی بہن اب اس کے ساتھ سارا دن نہیں ہو گی۔یہ سوچ کر اسے مزید رونا آ رہا تھا۔رخصت ہونے کے بعد آخر کار میشا ملک رومان ملک کے گھر قدم رکھ چکی تھی۔گھر پر اس کا شاندار سا ویلکم کیا گیا تھا۔اور اسے سیدھا روم میں لا کر بٹھایا گیا تھا۔اب کی بار سالیوں نے اسے پریشان نہیں کیا تھا۔البتہ اس کے دوست اب کباب میں ہڈی کا کردار بخوبی ادا کر رہے تھے۔کتنے گھنٹے ہونے کو تھے میشا کی بیٹھے بیٹھے کمر اکڑ گئی تھی لیکن وہ تھے کہ رومان کو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"یار اب تو میری جان چھوڑ دو اب میں تم لوگوں کی طرح ویلا نہیں ہوں۔بیوی والا ہو گیا ہوں۔"

"یار ابھی تو وقت ملا ہے باتیں کرنے کا اور تم جا رہے ہو۔۔"وہ اسے چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ دیکھو میرے بندھے ہاتھ چھوڑ دو مجھے ظالمو!کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا کچھ رحم کرو مجھ پر۔بیچاری میری بیوی میرا انتظار کر رہی ہو گی۔"اب کی بار وہ باقاعدہ ہاتھ جوڑ گیا تھا۔آخر کار انہیں اس پر رحم آ ہی گیا تھا۔جان بخشی پر اس نے رب کا شکر ادا کرتے اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔دروازہ ناک ہونے کی آواز آئی تو وہ جو ذرا ٹیک لگائے بیٹھی تھی سیدھی ہو کر بیٹھ چکی تھی۔

وہ بیڈ پر جا کر بیٹھا بس اسے تکتا ہی جا رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟" وہ بلآخر پوچھ ہی بیٹھی تھی۔

"دیکھ رہا ہوں کیا آپ واقعی میری زندگی میں شامل ہو چکی ہیں یا پھر یہ ایک خواب ہے کہ جسے میں چھوؤں گا تو وہ غائب ہو جائے گا۔" وہ اس پل صاف گوئی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔دل کی کیفیت سے وہ خود بھی انجان تھا۔وہ سمجھ سکتی تھی محبوب چیز کا کھو جانا کتنا دکھ دیتا ہے۔اس نے رومان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

"میں سچ میں یہی ہوں اور میشا ملک ہمیشہ رومان ملک کی ہی رہے گی یہ میشا ملک کا وعدہ ہے آپ سے۔۔" اس کے الفاظ اس کی روح تک تو تقویت بخش گئے تھے۔اس کا انداز ایسا شیریں سا تھا کہ رومان نے بے اختیار عقیدت سے اس کے ماتھے پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔میشا نے آنکھیں بند کرتے اس کے لمس کو محسوس کیا تھا۔

"مجھے یہ مان بخشنے کا بہت شکریہ میشا۔" کہتے وہ اب اس کی منہ دکھائی کا تحفہ اسے تھما رہا تھا۔

"آپ کی تعریف کے لیے تو ہمارے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں یہ ادنی سا تحفہ قبول فرمائیں۔" اس نے ڈائمنڈ نیکلیس کا ڈبہ اس کی طرف بڑھایا تھا۔وہ سچ میں بہت خوبصورت تھا۔

"اتنے قیمتی تحفے کی کیا ضرورت تھی!" وہ اس تحفے کو دیکھتے پریشانی سے بولی تھی۔اس کی قیمت کا اندازہ اس کی شکل سے لگایا جا سکتا تھا۔

"آپ سے قیمتی تو کچھ بھی نہیں ہے میشا۔" وہ معنی خیز سا لہجہ اپناتے بولا تھا۔

"آپ چینج کر لیں پھر اس رب کا ساتھ میں شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں اس پاک بندھن میں باندھا ہے۔" وہ بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ میشا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

کچھ پل بعد وہ دونوں اس رب کے حضور سجدہ شکر بجا لائے تھے۔ ان دونوں کا ساتھ تقدیر لکھنے والے نے ہمیشہ کے لیے لکھ دیا تھا۔

ان دونوں کی خوبصورت سی زندگی ان کی منتظر تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے کافی تھے۔

☆☆☆☆☆

آج وہ کھلی کھلی سی لگ رہی تھی۔ اس پل وہ کوئی معصوم سی پری لگ رہی تھی۔ ان کا فوٹو شوٹ ہو چکا تھا۔ وائٹ شرٹ پر بلیک تھری پیس پہنے اور ریڈ ٹائی لگائے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے فریش سا رومان ملک اور آسمانی رنگ کی میسکی کے ساتھ ڈائمنڈ کا نیکلیس پہنے کھڑی میشا ملک دونوں ہی بہت پر کشش لگ رہے تھے۔ جیسے وہ بنے ہی ایک دوسرے کے لیے ہوں۔ ان کا ریسیپشن بھی بخوبی انجام پایا تھا۔

☆☆☆☆☆

رومان کی شادی کی وجہ سے آفس کا کافی کام پینڈنگ پر جا چکا تھا۔اور آج طلال آفس سے لیو لے کر سارا کام گھر پر ہی نمٹا رہا تھا۔واثق کو اس نے منانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اب بھی بضد تھا۔واثق بھی یونی میں مصروف تھا۔اسے کئی کام ختم کرنے تھے اور رومان کی شادی کے بعد سے تو اس کی موم کا اس کی شادی پر احتجاج مزید پختہ ہو چکا تھا۔

"ناجانے موم کے سر سے میری شادی کا بھوت کب اترے گا؟"وہ نفی میں سر جھٹکتا بولا تھا۔

"اور ایک یہ میری کزن امایہ ہے اس نے الگ مجھے ذلیل کیا ہوتا ہے۔ہر طرف ٹینشن ہی ٹینشن ہے۔"وہ سخت بیزار دیکھائی دیتا تھا۔

ماہ حمہ کا کالج پھر سے اسٹارٹ ہو چکا تھا۔ملک ہاؤس میشا کے جانے کے بعد سے سونا سونا ہو چکا تھا۔سب کی زندگی اپنی ڈگر پر آچکی تھی۔میشا نے آتے ہی سب کا دل جیت لیا تھا۔وہ دن میں جا کر بابا کی خبر بھی لے آتی تھی ان کو ناشتہ اور رات کا کھانا بھی پہنچا آتی تھی دونوں گھروں کی ذمہ داریاں وہ بخوبی نبھا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم دونوں کو اب ایک ٹرپ پلان کر لینا چاہیے رومان۔"رات کے وقت وہ سارے اکٹھے ہو کر بیٹھے تو نایاب ملک نے رومان سے کہا تھا۔

"ابھی نہیں ماما شادی کی وجہ سے ابھی کافی کام پڑا ہے کرنے والا ہم پھر کبھی چلے جائیں گے۔"

"جی ماما سب سے پہلے کام ضروری ہے۔ گھومنا پھرنا تو لگا ہی رہتا ہے۔" میشا نے بھی سمجھداری کا مظاہرہ کیا تھا۔

"چلو بھئی جیسے تم دونوں کی مرضی۔" وہ مسکراتے چائے پینے لگی تھیں۔ امان ملک نیوز دیکھنے میں مصروف تھے اور راحمہ اور محالہ اپنے ایگزمز کی تیاری میں مصروف تھیں۔

☆☆☆☆☆

"واثق یار پلیز مان جاؤ نا! میں کب تک تم سے بات کیے بنا رہو گا۔ آج طلال نے اسے منانے کی ٹھانی ہوئی تھی۔ رومان کی شادی کو ایک مہینہ گزر چکا تھا اور واثق کا موڈ اب تک آف تھا۔

"تم سب سچ بتا دو میں مان جاؤں گا۔"

"تم جانتے ہو میں بنا مقصد کے تم سے کوئی بات نہیں چھپاتا۔ قسم لے لو جب وقت آئے گا میں تمہیں سب بتا دوں گا۔" وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔ لاؤنج میں موجود گلاس وال سے باہر جھانکو تو ہر سو تاریکی کا راج تھا۔ اور طلال بھی بے مقصد سا وہیں جا کھڑا ہوا تھا۔ اب واثق کی جانب اس کی پیٹھ تھی۔

"تم شادی کر لو۔ موم تمہاری فکر میں گھلتی جا رہی ہیں یار۔ تم شادی کی ہامی بھر لو میں پھر بھی مان جاؤ گا۔" وہ بھی شاید اسے منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"میں شادی نہیں کر سکتا یار! کتنی بار بتاؤں؟" وہ اضطرابی کیفیت میں بالوں میں ہاتھ پھیر گیا تھا۔

"شادی تو اب ہونی ہی ہے۔اب تمہیں ڈیسائیڈ بس یہ کرنا ہے کہ تم کس کے منتخب کردہ رشتے کو چوز کرو گے!"

"What?"

وہ نا سمجھی سے چلایا تھا۔

"Yes Bro!"

وہ اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اطمینان سے بولا تھا۔

"کون کون سے دو رشتے؟ میری اجازت اور میری مرضی کے بنا کوئی کیسے میرا رشتہ کر سکتا ہے؟" وہ جھنجھلاہٹ کا شکار تھا۔

www.novelsclubb.com

"موم اینڈ ڈیڈ!" وہ اسی انداز میں بولا تھا۔

"مسٹر انصاری کو یہ حق کس نے دیا کہ وہ طلال انصاری کا رشتہ ڈھونڈیں۔"

"ارے یار ڈھونڈا کب وہ تو اپنی سوکالڈ بھتیجی کا رشتہ اپنے شہزادے کے لیے لائے ہیں۔" وہ قہقہہ لگاتے بولا تھا۔

"اوہ گاڈ! زندگی میں پہلے جھمیلے کم ہیں جو یہ نیا جھمیلا آن ٹپکا ہے۔" وہ پریشانی میں موم کا سلیکٹ کیا رشتہ پوچھنا ہی بھول چکا تھا۔

"دوسرا رشتہ نہیں پوچھو گے؟" وہ اس کی حالت سے محظوظ ہوتا بولا تھا۔

"وہ بھی بتا ہی دو ہو گی کوئی!" وہ تپے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"راحمہ ملک!" اگلا نام سنتے وہ جہاں تھا وہیں سن ہو چکا تھا۔

"کیا؟" وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں پوچھ رہا تھا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو۔

"راحمہ ملک! رومان کی بہن!" وہ اب کی بار تفصیل سے بولا تھا۔ طلال ساکت ہو چکا تھا اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ موم اسے پسند کر آئیں گی۔ اسے نئی فکر لاحق ہو چکی تھی کہ رومان اس کے بارے میں کیا سوچے گا۔ ایک ہاتھ کمر پر رکھتے دوسرا اپنے بالوں میں پھیرتا وہ شدید اضطراب کی کیفیت میں لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"یہ لیں جناب یہ میں آپ کے لیے لایا تھا۔" جب وہ کمرے میں واپس آئے تو رومان نے اپنے لیپ ٹاپ بیگ سے گجرے نکال کر میشا کے ہاتھ میں تھمائے تھے۔ ان کی خوشبو سارے کمرے میں پھیل چکی تھی۔

"ہائے یہ کتنے خوبصورت ہیں۔" وہ دل سے تعریف کرتے بولی تھی۔

"لیکن میری بیگم سے کم!" وہ کمر پر ہاتھ باندھے محبت سے بولا تھا۔دن بھر کی ساری تھکن بیوی کو مسکراتے دیکھ کر اُتر سی جاتی تھی۔

"لائیں اپنی بیگم کی خوبصورت کلائیوں میں سجادوں۔" میشا نے جھٹ سے گجرے اس کے ہاتھ میں تھمائے تھے۔

"آپ کی کلائیوں نے ان گجروں کی قدر و قیمت مزید بڑھادی ہے میشا!" وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے محبت سے چور لہجے میں بولا تھا۔

"اور رومان ملک کا نام میشا ملک کے ساتھ جڑنے سے میرے نام کی قدر و قیمت بھی بڑھ گئی ہے مسٹر ملک!" وہ اس کے کندھے پر سر رکھتے بولی تھی۔

"یہ تو آپ کا ظرف ہے ورنہ ہمارے نام کی اتنی اہمیت کہاں!" وہ آنکھیں بند کیے بولا تھا۔

"بہت زیادہ اہمیت ہے اور آئندہ آپ نے بھی ایسا نہیں کہنا ورنہ میں ناراض ہو جاؤنگی۔" وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔رومان ملک کی سنگت نے اس کے سارے شوخ پن اسے لوٹا دیے تھے۔

"اوکے بوس۔جو آپ کا حکم۔" وہ سرعت سے سر جھکاتے مان گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

"موم میں کیسے وہاں شادی کر سکتا ہوں؟ رومان کیا سوچے گا کہ میں اس کی بہن پر نظر رکھے ہوئے ہوں؟" واثق سے بات ہونے کے بعد وہ سیدھا موم کے کمرے میں آیا تھا اور آتے ہی ان سے استفسار کر رہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں سوچتا رومان اور راحمہ میری پسند ہے میں کل ہی جا کر تمہارا رشتہ پکا کر کے آؤں گی اور تم مجھے اب نہیں روکو گے۔" وہ شاید جانتی تھیں طلال کچھ ایسا ہی ری ایکٹ کرے گا۔ اسی لیے وہ اپنے فیصلے پر اٹل تھیں۔

"اوہ کم آن موم اس کی ابھی ایج ہی کیا ہے وہ ابھی کالج کی اسٹوڈنٹ ہے۔" وہ انہیں سمجھا رہا تھا۔

"عمر کی خیر ہے اور رہی بات اسٹوڈنٹ ہونے کی تو وہ شادی کے بعد بھی اسٹوڈنٹ رہ سکتی ہے۔ رومان نے بھی تو شادی کر لی ہے نا۔"

"رومان کا باپ میرے باپ جیسا نہیں ہے موم۔ ٹرائے ٹو انڈر سٹینڈ یار!" رومان کی شادی کیا ہوئی تھی اس کے لیے تو ایک نیا عذاب برپا ہو چکا تھا۔

"اس وجہ سے میں تمہیں ساری عمر اکیلا نہیں رہنے دوں گی طلال۔"

"آپ ان کے گھر جا کر رشتے کی کوئی بات نہیں کریں گی۔" وہ تو اس بات سے تنگ ہی آ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے اگر یہاں نہیں کرنی تو سیکنڈ آپشن امایہ ہے۔ کرنا پھر اسی سے شادی۔" وہ دیوار میں آخری کیل ٹھونکتے سکون سے بیٹھ چکی تھیں۔ جانتی تھیں وہ مر کے بھی باپ کے فیصلے پر ہامی نہیں بھرے گا۔

"کیا مصیبت ہے یار!" وہ غصے میں دیوار پر مکا مارتا تن فن کرتا وہاں سے جا چکا تھا۔ اس کے جاتے ہی واثق اندر آیا تھا۔

"کیا لگتا ہے کیا ہونے والا ہے؟" وہ مزے سے ان کے پاس بیٹھ چکا تھا۔

"شادی تو اسے کرنی ہی ہے۔ یہاں کرے یا وہاں۔" وہ اطمینان سے بولی تھیں۔

"کر ہی نہ لے۔" وہ وہی ٹانگیں سیدھی کر کے لیٹ چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

کمرے میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اور اسی اندھیر کمرے میں وہ بیڈ پر آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹا تھا۔ اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ موم نے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا تھا۔ امایہ سے شادی کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا لیکن راحمہ! وہ جانتے بوجھتے کیسے اسے اس مشکل میں گھسیٹ سکتا تھا۔ وہ اپنی دشمنی میں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچوانا چاہتا تھا۔ کوئی شک نہیں تھا کہ اس کا باپ ظالم ترین لوگوں میں سے ایک تھا وہ کسی کا لحاظ نہ کرتا تھا۔ وہ کیسے یہ سب کر

سکتا تھا۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ نیند تو اسے ویسے ہی نصیب نہیں ہوتی تھی اوپر سے ایک نئی پریشانی لاحق ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

اگلی صبح میشا گرما گرم پراٹھے تیار کرنے میں مصروف تھی۔ رومان اب میشا کی سنگت میں جلدی جاگ جایا کرتا تھا۔ وہاں سب بیٹھے ناشتے کے مزے لے رہے تھے۔ محالہ بھی یہیں تھی اور بابا کو وہ ان کا ناشتہ پہنچا چکی تھی۔ ماہ حمہ کو کالج سے ایگزمز کے بعد چھٹیاں مل چکی تھیں اور رزلٹ کے بعد انہوں نے سیکنڈ ایئر میں پروموٹ ہو جانا تھا۔

"تم دونوں کے کارناموں کا رزلٹ کب تک آنا ہے؟" رومان نے مزے سے ناشتہ کرتی ماہ حمہ سے سوال کیا تھا۔

"رزلٹ تو اگلے مہینے آنا ہے۔ ابھی ایک مہینہ ہم فری ہیں کہیں تو گھومنے چلیں۔" ماہ نے خود سے ہی پلان بنالیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بلکل بھی نہیں سکون سے گھر بیٹھو۔" وہ فوراً سے ان کی بات کی نفی کر گیا تھا۔

"چھوڑ دو ماہ انہوں نے کہیں لے کر نہیں جانا۔ اپنے قیمتی الفاظ ضائع مت کرو۔" حمہ نے اسے باز رکھنا چاہا تھا۔

"بڑی وہ کوئی عامل فاضل ہے ناجو اپنے الفاظ ضائع نہ کرے۔مارتی تو وہی بونگیاں ہی ہے۔" اس کے تو سر پہ لگی اور تلوؤں پہ بجھی۔

"ہاں تو اور کیا آپ تو جیلیس ہی ہوتے رہیں گے۔ہونہہ!" وہ ناک سے مکھی اڑاتے بولی تھی۔

"جیلیس اور تم جیسے پاگلوں سے۔دیکھیں تو اب جیلیس ہونے کو یہ دونوں ہی رہ گئی ہیں۔" وہ استہزایہ ہنسی ہنسا تھا۔میشا بھی رومان کے ساتھ مسکرا رہی تھی۔

"آپ بھی ان کے ساتھ ہی مل جائیں شاہ! یہ نہیں کہ بہنوں کی عزت ہی رکھ لیں۔" ماہ خفا سے لہجے میں بولی تھی۔

"دیکھو بھئی میرے ہاتھ کھڑے ہیں تمہارے مسئلے تم ہی سلجھاؤ۔" وہ اپنا پتہ صاف کر چکی تھی۔

"لوگوں کو بدلتے دیکھ رہی ہو حمہ رانی؟ کیسے شادی کے بعد رنگ بدل لیے ہیں۔" ماہ ہاتھ نچا نچا کر بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اوہ ماہ میڈم میری بیوی کو کچھ نہ کہنا اچھا!" وہ اسے پہلے ہی وارن کر رہا تھا۔

"چلو حمہ اس ظالم سماج میں ہماری کوئی جگہ نہیں ہے یہاں تو بس رومان کی میشا اور میشا کا رومان ہے۔" وہ مصنوعی آنسو صاف کرتی بولی تھی۔مسٹر اینڈ مسز ملک ان کی نوٹنکی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔رومان نے انہیں دفع کیا تھا۔وہ بھی ایک ادا سے چلتی وہاں سے جا چکی تھیں۔

☆☆☆☆☆

یہ تقریباً سہ پہر کا وقت تھا۔واثق یونی سے واپس آ چکا تھا۔اور آتے ہی فریش ہو کر وہ موم کے کمرے میں آیا تھا۔

"میم چلیں پھر مشن پر؟" وہ سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔

"چلو۔" وہ پہلے سے ہی تیار بیٹھی تھیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنی منزل تک پہنچ چکے تھے۔گاڑی پارک کرتے وہ دونوں اندر کی جانب قدم بڑھا چکے تھے۔

لاؤنج میں صرف نایاب ملک ہی بیٹھی تھیں۔اچانک ان کی نظر پڑی تو وہاں رفعت انصاری واثق کے ہمراہ کھڑی تھیں۔

"ارے رفعت بہن آپ! آئیں آئیں کیسے یاد آئی ہماری۔" وہ خوشگوار حیرت سے بولی تھیں۔

"بس یوں سمجھ لیں کچھ اہم کام کرنے آئی ہوں۔

"کیسا کام؟" وہ نا سمجھی سے بولی تھیں۔وہ انہیں بٹھاتے کچن سے ان کے لیے پانی لانے گئی تھیں۔

"پہلے آپ تحمل سے بیٹھ جائیں پھر بتاتی ہوں۔" وہ انہیں پاس بٹھا کر الفاظ کا چناؤ کر رہی تھیں۔اور وہ نا سمجھی سے کبھی واثق کو دیکھتیں تو کبھی رفعت انصاری کو۔۔"

"میں آپ سے آپ کی بیٹی مانگنے آئی ہوں۔اپنے طلال کے لیے!" وہ ہمت کر کے بول ہی چکی تھیں۔کچھ پل وہ خاموش رہی تھیں۔

"لیکن میری بیٹی تو ابھی چھوٹی سی ہے۔میں کیسے اس کی شادی اتنی جلدی کر سکتی ہوں۔" وہ شدید پریشانی کا شکار تھیں۔

"میں جانتی ہوں اور اس کی پڑھائی کی ذمہ داری میں اٹھاتی ہوں۔اور نہ ہی طلال نے مجھے بھیجا ہے۔آپ تو جانتی ہیں نا وہ شادی کے لیے رضامند ہی نہیں ہے۔میں چاہتی ہوں اسے جلد سے جلد اس بندھن میں باندھ دوں آخر کب تک وہ یوں تن تنہا رہے گا۔یہ طویک زندگی ہمسفر کے بنا کیسے گزارے گا!" وہ افسردگی سے بولی تھیں۔

"وہ تو آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن بھائی صاحب کا مزاج ہماری سمجھ میں نہیں بیٹھتا۔" وہ اصل مدعا ان کے سامنے رکھ گئی تھیں۔

"طلال آپ کی بیٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دے گا۔وہ اپنی جان سے بڑھ کر اس کی حفاظت کرے گا۔بس آپ ہامی بھر لیں۔اس مظلوم ماں کی جھولی میں اپنی راحمہ ڈال دیں۔" ان کی فریاد کے آگے وہ بے بس ہو چکی تھیں۔

"ٹھیک ہے آپ ایسا تو نہ کریں میں اس کے بابا سے بات کر کے آپ کو جواب دو نگی۔یہ لیں پانی پیئیں۔" پانی کا گلاس انہیں تھماتی وہ سوچ میں گم ہو چکی تھیں۔وہ تو بات کر کے جا چکے

تھے لیکن نایاب ملک کی پریشانی کو سوا نیزے پر پہنچا چکے تھے۔ڈنر کے وقت بھی انہوں نے غائب دماغی کا مظاہرہ کیا تھا۔جیسے ہی انہیں مسٹر ملک فری ہوئے انہوں نے جھٹ سے شام میں ہوئی باتیں ان کے گوش گزار کی تھیں۔انہیں بھی فرہاد انصاری کے رویے کی فکر تھی۔وہ جانتے تھے طلال سب سنبھال لے گا لیکن راحمہ کو کیسے منائیں گے وہ۔ان کی پریشانی کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

"تم فکر نہ کرو واجد بس امایہ کی شادی کی تیاریاں کرو۔بہت جلد یہ میرے گھر پر راج کرے گی۔"فرہاد انصاری فون پر اپنے بھائی کو تسلیاں دے رہے تھے۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے شادی کی تیاریاں کرنے کی۔میں بلکل بھی نہیں چاہوں گا کہ آپ کی بے عزتی ہو۔کیونکہ آپ کی بیٹی سے شادی تو میں مر کر بھی نہیں کروں گا۔"طلال نے ان کے ہاتھ سے فون جھپٹ کر اسپیکر پر ڈال دیا تھا۔اور ان کی ساری خوش فہمیوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا کمی ہے میری بیٹی میں طلال؟"وہ واقعی پریشان لگتے تھے۔

"میں کچھ کہوں گا تو آپ کو برا لگے گا۔"وہ جیسے ان کو بہت کچھ باور کرا رہا تھا۔ان کی بولتی یہیں پر بند ہو چکی تھی۔کھٹاک سے فون بند ہو چکا تھا۔اس سے پہلے کہ مسٹر انصاری کچھ بولتے طلال ہاتھ کے اشارے سے انہیں خاموش کروا چکا تھا۔

"آپ کو میرا رشتہ دیکھنے یا ڈھونڈنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے مسٹر انصاری۔ میں اتنا میچور ہوں کہ اپنے لیے اپنا پارٹنر خود پسند کر سکوں۔" وائٹ شرٹ پر گرے پینٹ اور گرے واسکٹ پہنے گرے کوٹ کو بازوؤں میں لٹکائے وہ آفس جانے کو تیار لگتا تھا۔ لیکن آفس جانے سے پہلے وہ کسی اور سے بھی بات کرنا چاہتا تھا۔

"میں تمہارا باپ ہوں میں۔۔۔۔"

"اوہ پلیز یار میں اب یہ باپ بیٹے کی کہانی نہیں سننا چاہتا۔ بخش دیں مجھے۔" وہ کہتا تن فن کرتا جا چکا تھا۔

"ہو آئیں آپ ان کے گھر سے؟" وہ آج کسی کا لحاظ کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"موم میں نے آپ سے منع کیا تھا نا میں فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا آپ نے کیوں کیا ایسا؟" وہ ان کے پاس بیٹھا غصے بھری بے بسی سے بولا تھا۔

"تم مانو یا نہ مانو اب رشتہ وہیں ہو گا جہاں میں بات کر کے آئی ہوں۔" وہ اٹل لہجے میں بولے تھے۔

"پھر لے آئیں آپ اپنی بہو۔ مجھ سے کوئی امید مت رکھئے گا۔" وہ بھی اب تھک چکا تھا ان سے بحث کر کر کے۔

"اسے ایسے ہی ساری زندگی رکھو گے جیسے تمہارے باپ نے مجھے رکھا تھا؟" وہ ساکت رہ چکا تھا۔اسے موم سے اس بات کی کوئی امید نہیں تھی۔ایک یہی طعنہ تھا جو وہ زندگی میں کبھی بھی نہیں سننا چاہتا تھا۔

"کیا یہی سیکھ دی تھی میں نے تم لوگوں کو ساری زندگی کہ اپنی بیویوں کے ساتھ وہ سلوک کرنا جو تمہارے باپ نے تمہاری ماں کے ساتھ کیا تھا۔میری ساری زندگی کی تربیت پر تمہاری اس ایک بات نے پانی پھیر دیا ہے طلال! اگر میرے لیے تمہارے دل میں تھوڑی سی بھی قدر ہو گی تو تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔" وہ یک ٹک انہیں دیکھے جا رہا تھا۔

"موم آپ جانتی ہیں نا مجھے ان سے کتنی نفرت ہے اور آپ نے مجھے اٹھا کے انہی کے ساتھ ملا دیا۔کیا مجھے تکلیف نہیں ہوئی ہو گی۔" وہ ہارے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا۔

"تم جب بیوی کی ناقدری کی بات کرو گے تو میں بھی ایسا ہی کروں گی۔"

"جب میں شادی ہی نہیں کرنا چاہتا تو زبردستی کیوں؟"

"کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ تم ساری زندگی تنہا گزارو۔"

"اس بات کی فکر نہ کریں کہ میں تنہا نہیں رہ سکتا۔"

"میں نے جو فیصلہ کر کیا وہ کر لیا اب میرا مان رکھنا تمہارا کام ہے۔ تم میرے فیصلے کی لاج رکھ لو گے تو میں تمہاری مشکور ہو نگی ورنہ زندگی میں کبھی تم سے کوئی امید نہیں رکھو گی۔" وہ طلال کو اس پل بے بس کر چکی تھیں۔

"موم آپ ایموشنل بلیک میل کر رہی ہیں مجھے۔"

"ایسے تو ایسے ہی سہی۔" وہ کندھے اچکا گئی تھیں۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔" اس کے پاس اب ہامی بھرنے کے علاوہ کوئی چانس نہیں تھا۔ لیکن دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔ اس کے کندھوں پر کسی اور کی حفاظت کا بوجھ ڈلنے والا تھا۔ اسے اب چوکنا رہنا تھا۔ رفعت بیگم کو اس کے الفاظ کی سنجیدگی کا احساس ہوا تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔ انہیں اب بس لڑکی والوں کے ہاں سے مثبت جواب کا انتظار کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"تمہیں فکر کرنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں طلال میں جانتا ہوں تم میری بہن کے بارے میں ایسے خیالات بلکل نہیں پال سکتے تم بلکل پریشان نہ ہو۔ ہمیں آنٹی کی بات کا مان ہے۔ مجھے ماما نے آج صبح ہی اس سب کے بارے میں بتایا تھا۔ میں خوش ہوں کہ میری بہن کو تم جیسا لائف پارٹنر ملنے جا رہا ہے۔ تم خود سے بھی بڑھ کر اس کی حفاظت کرو گے میرے یار۔" طلال

نے آتے ہی رومان کے سامنے سب کلیئر کرنا ضروری سمجھا تھا اسی مقصد کے تحت وہ اس کے آفس میں موجود تھا۔

"مجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہے رومان لیکن مسٹر انصاری! کیا کروں میں ان کا۔" وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرا چکا تھا۔

"طلال تم کمزور نہیں ہو جو یوں ہار مانے بیٹھے ہو۔اس مسئلے کا حل نہ تو یہ تھا کہ تم کبھی شادی نہ کرتے اور نہ ہی یہ ہے کہ تم ہار مان کے بیٹھ جاؤ۔ تمہیں ہمت کرنی ہو گی۔ تمہیں سیکیورٹی لیول ہائی کرنا ہو گا اور اپنی غیر موجودگی میں راحمہ کو ہماری طرف چھوڑ کے چلے جانا۔جب تک ان کو کوئی سزا نہیں مل جاتی تب تک ہم اتنا کو پریٹ تو کر ہی سکتے ہیں نا۔" وہ ایک اچھے دوست ہونے کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔

"اور اصل مسئلہ تو میری اس بہن کا ہے ابھی اسے اس بارے میں کچھ بھی نہیں پتہ۔سو سوال کرے گی وہ آگے سے۔ تم سے زیادہ مجھے اس کی فکر ہے اور موم نے اسے منانے کی ذمہ داری میرے سر ڈالی ہے۔" وہ مسکین سی شکل بنائے بولا تھا۔

"وہ تو ویسے ہی مجھ سے لڑنے کو تیار ہوتی ہے ساری زندگی کا گزارا مشکل لگتا ہے۔" وہ تھوڑا ریلیکس ہوا تو اس موضوع پر سوچ رہا تھا۔

"تم میرے ہی سامنے میری بہن کو ایسا بول رہے ہو طلال۔" وہ اسے گھورتے بولا تھا۔

"اب تم میرے دوست بھی تو ہو نا۔" وہ معصومیت سے گویا ہوا تھا۔

"ہاں یہ بھی ہے لیکن میری بہن کو بات کی گہرائی تک جانے کی عادت ہے اتنا یاد رکھنا۔" وہ اسے وارن کر رہا تھا۔

"اللہ خیر کرے گا۔"

"ہمم اللہ ہی خیر کرے۔"

☆☆☆☆☆

"مبارک ہو موم آخر آپ کا بیٹا مان ہی گیا۔" واثق نے آتے ہی انہیں مبارکباد پیش کی تھی۔

"خیر مبارک لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا؟" وہ واقعی حیران تھیں۔

"آپ کی شکل سے پتہ چل رہا ہے۔ اور وہاں سے کوئی جواب آیا کہ نہیں؟" پھلوں کی ٹوکری سے ایک سیب اٹھا کر دانتوں سے کترتے وہ باز پرس کر رہا تھا۔

"نہیں ابھی تو نہیں آیا دعا کرو مثبت جواب ہی آئے۔" وہ خود بھی پریشان دیکھائی دیتی تھیں۔

"ان شاءاللہ! اچھے کی امید رکھیں سب اچھا ہی ہو گا۔" وہ انہیں تسلی دے رہا تھا۔

"میری کوئی ویلیو ہے تم لوگوں کی نظر میں یا نہیں؟ رشتہ طے کر لیا اور مجھے بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا۔" فرہاد انصاری طنز سے بھرپور لہجے میں بولے تھے۔

"وہ آپ کے لائے رشتے کو ریجیکٹ کر چکا ہے ڈیڈ اب ہم زبردستی تو نہیں کر سکتے اس کے ساتھ۔" واثق ٹھہرے ہوئے انداز میں بولا تھا۔

"مجھے تو لگتا ہے کسی نے ریجیکٹ کروایا ہے۔" ان کا اشارہ رفعت انصاری کی جانب تھا۔

"آپ موم کو کیوں دیکھ کر کہہ رہے ہیں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں نے خود طلال سے بات کی تھی۔ اور اس نے صاف صاف انکار کیا تھا۔ اب اس مدعے کو اٹھانے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔" وہ سرعت سے انہیں خاموش کروا چکا تھا۔ ایک ترچھی سی کٹیلی نگاہ رفعت انصاری پر ڈالتے وہ وہاں سے جا چکے تھے۔ رفعت انصاری بلکل خاموش ہو چکی تھیں۔

☆☆☆☆☆

"حمہ تم کچھ اداس اداس سی لگ رہی ہو خیر تو ہے؟" ماہ کب سے دیکھ رہی تھی کہ وہ خاموش خاموش سی تھی۔

"نہیں یار میں اداس نہیں ہوں بس ایسا لگ رہا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے۔" اسے ہمیشہ کی طرح پہلے ہی لگ رہا تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہونے والا ہے۔

"جب کبھی ایسی وائبز آئیں تو اللہ پاک کا ذکر کیا کرو راحمہ ان شاءاللہ وہ تمہارے حق میں سب بہترین کرے گا۔" اس کے روم کے باہر سے گزرتی میشا اس کے خیالات پر خاموش نہیں رہ

پائی تھی۔اور آتے ہی وہ اسے پیار سے سمجھا رہی تھی۔وہ بے اختیار اس کے ساتھ لگتی رو دی تھی۔

"پتہ نہیں شاہ کیا ہونے والا ہے۔مجھے نہیں پتہ مجھے اتنا رونا کیوں آرہا ہے میں اپنی کیفیت کو سمجھ ہی نہیں پا رہی ہوں۔"

"جاؤ شاباش وضو کر کے آؤ ویسے بھی مغرب کی نماز کا وقت ہونے والا ہے نماز کے بعد دو نفل ادا کر کے اپنے لیے دعا کرنا۔ان شاءاللہ وہ رب سب بہتر کرے گا۔"وہ اس کی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"شاہ آپ کو کیا لگتا ہے کیا ہو گا؟"نایاب ملک محالہ کو بھی بتا چکی تھیں۔وہ ابھی اس سے اس بارے میں کچھ بات کرتی کہ پہلے ہی وہ اسے اداس سی لگی تھی۔

"سب بہتر ہو گا محالہ تم اپنی بیسٹی کے لیے دعا کرنا۔"

"وہ مجھ سے دور چلی جائے گی شاہ میں کیسے رہو گی اس کے بغیر۔"وہ خود بھی روہانسی ہو چکی تھی۔

"میں ہوں نا اور وہ کون سا ہم سے اتنی دور چلی جائے گی۔آنا جانا تو لگا ہی رہے گا۔"میشا اسے ساتھ لگاتی بولی تھی۔اور وہ نا چاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ نماز ادا کرنے کے بعد کچھ حد تک پر سکون ہو چکی تھی۔ لیکن ایک پھانس سی تھی جو گلے میں اٹکی ہوئی تھی۔ کچھ دیر وہ بے مقصد ہی موبائل لے کر بیٹھی رہی تھی۔ ڈنر کا وقت ہونے والا تھا اور اس کو بھوک ہی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ پھر بھی وہ باہر جانے کا ارادہ کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ یہ سوچتے کہ کیا پتہ سب کے ساتھ بیٹھتے اس کا موڈ فریش ہو جائے۔ بد دلی سے چاولوں کی پلیٹ میں وہ چمچ گھما رہی تھی۔ سارے ہی اس کو نوٹ کر رہے تھے۔ سب نے نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔ ڈنر کے بعد رومان اس سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ابھی اسے روم میں بیٹھے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ رومان ڈور ناک کرتے اندر داخل ہوا تھا۔

"کیسی ہو حمہ رانی؟" وہ شرافت سے چلتا اس کے قریب بیٹھ چکا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔" مختصر سا جواب آیا تھا۔

"اگر میں تم سے کچھ مانگوں تو کیا تم مجھے دو گی؟" وہ بات کی تمہید باندھ رہا تھا۔

"کیا مطلب؟" وہ نا سمجھی سے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اگر کچھ مانگوں تو دو گی؟" وہ پھر سے وہی سوال کر گیا تھا۔

"اگر میرے بس میں ہوا تو ضرور۔" وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

"تمہارا رشتہ آیا ہے۔بہت اچھے لوگ ہیں۔میں پرسنلی انہیں جانتا ہوں۔تم وہاں بہت خوش رہو گی۔"اتنا کہتے وہ راحمہ کے چہرے کے تاثرات جانچ رہا تھا۔وہ اب بھی گم سم سی بیٹھی تھی۔

"تمہیں اگر اپنی پڑھائی کی فکر ہے تو اس کی ٹینشن نہ لو تمہاری پڑھائی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔"اسے خاموش دیکھ وہ پھر سے بول رہا تھا۔

"کہاں سے آیا ہے رشتہ؟"حواس بحال ہوئے تو سب سے پہلا سوال یہی ذہن میں آیا تھا۔

"رفعت آنٹی اپنے بڑے بیٹے کا رشتہ لائی ہیں تمہارے لیے۔"اس نے طلال کا نام نہیں لیا تھا۔راحمہ کے ذہن میں جمع تفریق شروع ہو چکی تھی۔بڑا بیٹا یعنی وہ۔۔اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔

"وہ سڑو؟"اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔

"میں اس سے شادی نہیں کروں گی بھیا۔"وہ رنج و غم کی کیفیت میں بولی تھی۔

"کیوں؟"وہ نرمی سے گویا ہوا تھا۔

"مجھے ان کے گھر کی بلکل بھی سمجھ نہیں آتی۔ایسا لگتا ہے ان کے گھر کے لوگ کسی گہرے راز جیسے ہیں۔مجھے ان سے خوف آتا ہے۔اور بچپن سے اب تک ہمارے گھر کی کوئی بھی عورت ان کے گھر نہیں گئی اس کی کیا وجہ ہے؟باقی سب باتیں چھوڑ بھی دیں لیکن اس ایک بات کی

کوئی اہم وجہ بتادیں آپ مجھے۔"وہ تو ابھی شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھی اور اوپر سے رشتہ بھی اس گھر سے آیا تھا جہاں جانے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"اس کی وجہ تمہیں شادی کے بعد خود ہی پتہ چل جائے گی۔اور کوئی وجہ ہے تو بتاؤ۔"

"ابھی میری شادی کی عمر نہیں ہے بھیا۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی تمہارے جیسی کئی لڑکیاں اپنے اپنے گھروں کی ہو چکی ہیں۔"

"تو کیا آپ مجھے بھی نکالنا چاہتے ہیں؟"

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔"

"مطلب تو یہی تھا نا۔کیا میں آپ سب پر بوجھ ہوں کہ جو بھی رشتہ آیا آپ مجھے بیاہ دیں گے؟"وہ روہانسی ہو چکی تھی۔

"نہیں ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے یار۔طلال بہت اچھا لڑکا ہے۔"اسے سمجھ نہیں آرہی تھی اسے کیسے سمجھائے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے شادی ہی نہیں کرنی بس!"وہ اپنی طرف سے بات ختم کر چکی تھی۔نایاب بیگم کب سے رومان کا ہی انتظار کر رہی تھیں جب وہ نہ آیا تو وہ خود بھی راحمہ کے کمرے میں جا چکی تھیں۔

"راحمہ تم سمجھنے کی کوشش تو کر سکتی ہو نا۔"وہ پیار سے اس سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"میں سمجھ رہی ہوں ماما کہ اب میں آپ سب پر بوجھ بن چکی ہوں۔اسی لیے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں نا آپ سب مجھے؟"وہ بنا سوچے سمجھے بولی جا رہی تھی۔

"کوئی بھی بیٹی ماں باپ پر بوجھ نہیں ہوتی بیٹا۔انہیں بس اپنی بیٹیوں کے اچھے نصیب کی فکر ہوتی ہے۔اور اگر اب ہماری بیٹی کا رشتہ کہیں سے اتنی چاہ سے آیا ہے جہاں میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہاں تمہیں کسی تکلیف اور روک ٹوک کا سامنا نہیں کرنے پڑے گا تو کیوں نہ میں وہیں ہامی بھروں؟"وہ اس کی پیٹھ سہلاتے اسے سمجھا رہی تھیں۔

"طلال بہت اچھا شوہر ثابت ہو گا راحمہ۔جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں۔اگر تم طلال کے لیے بنی ہو تو تمہارا رشتہ وہاں ہونے سے تم خود بھی نہیں روک سکتی۔"اتنا کہتے وہ خاموش ہو چکی تھیں۔

"لیکن ماما میں آپ سب کے بغیر کیسے رہوں گی؟میں نے تو کبھی اس بارے میں سوچا ہی نہیں۔"

www.novelsclubb.com

"تم ہم سے ہمیشہ کے لیے دور تھوڑی جاؤ گی۔تمہارا جب بھی دل کرے گا طلال تمہیں یہاں لے آئے گا۔شرافت میں وہ رومان سے بھی کئی ہاتھ آگے ہے۔"وہ اسے ساتھ لگاتے ممتا سے بھرپور لہجے میں بولی تھیں۔

"ان سب باتوں میں میرا نام لینا ضروری تھا کیا؟"وہ کھسیانی ہنسی ہنستے بولا تھا۔

"بہت ضروری تھا۔" وہ مسکراتے بولی تھیں۔دل تو ان کا بھی اداس ہو چکا تھا۔ان کی بیٹی انہیں بہت عزیز تھی لیکن ایک نہ ایک دن تو بیٹیوں کو پرایا کرنا ہی پڑتا ہے یہ تو دنیا کا دستور ہے جو ازل سے چلا آرہا ہے۔

"تم نے کسی کو بھی شکایت کا موقع نہیں دینا راحمہ۔تم نے ثابت کرنا ہے کہ تمہاری پرورش اچھے ماں باپ نے کی ہے۔"

"اور اچھے بھائی نے بھی۔" رومان درمیان میں ان کی بات کو کاٹ چکا تھا۔

"رومان اب تم ایک لفظ بھی بولے تو میں لحاظ نہیں کروں گی۔" وہ سخت لہجے میں بولی تھیں۔

"اوکے اوکے! بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا سارا کچھ مجھ سے کروا کے آخر میں خود ہی مہان بن رہی ہیں آپ۔" وہ بڑبڑاتے وہاں سے جا چکا تھا۔

ان کے ساتھ لگی راحمہ کا رو رو کر برا حال تھا۔

"بس میرا بچہ چپ کر جاؤ ایسے نہیں روتے۔تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اتنی چاہ سے تمہیں مانگا گیا ہے۔"

"میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی ماما۔" وہ آنسوؤں کے درمیان بولی تھی۔

"میں طلال سے کہوں گی وہ روز تمہیں یہاں لے آیا کرے گا۔پھر تو ٹھیک ہو گا نا!" وہ ہر ممکن کوشش کر رہی تھیں کہ وہ اداس نہ رہے۔

"ایسے شوہر بھی نصیب والوں کو ملتے ہیں راحمہ۔رفعت بہن نے بہت دکھ دیکھے ہیں وہ بھی اکیلی رہتے رہتے اکتا گئی ہو نگی ان کے ساتھ بات کرنے تک کو کوئی نہیں ہوتا۔تم وہاں جاؤ گی تو انہیں ڈھارس ملے گی۔ان کی بیٹی بن کر رہنا۔ان کی خوب خدمت کرنا۔بزرگوں کی دعائیں بہت کام آتی ہیں۔وہ رنگ لگا جاتی ہیں۔"وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیے اسے سمجھا رہی تھی۔وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"رو رو کر اپنا برا حال کر لیا ہے تم نے۔سارا چہرہ گرم ہو چکا ہے تمہارا۔"وہ اس کے انسو پہنچتی اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چیک کرتے بولی تھی۔

"تم بیٹھو میں تمہارے لیے کافی بنا کر لاتی ہوں۔یہ پین کلر لے لو۔اور کافی پینے کے بعد سکون سے سو جانا۔سب کچھ اس پاک رب کے سپرد کر دو۔جو تمہارے حق میں بہترین ہو گا وہی ہو گا۔ہر چیز کا وقت مقرر ہوتا ہے بیٹا تم یا میں اس میں کچھ بھی نہیں کر سکتے۔جو وقت اس رب نے پہلے سے لکھ دیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ہم انسانوں کی کوئی بھی کوشش اس رب کے فیصلے کو رد نہیں کر سکتی۔"وہ ایک بار پھر سے اسے سمجھاتی جا چکی تھی۔راحمہ نے اپنے پھر سے بہتے آنسو صاف کیے تھے۔ماں کی باتیں کچھ حد تک اس کی سمجھ میں آ چکی تھیں۔لیکن دل تھا کہ اداسی ختم کرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔سر جھٹکتے وہ بیڈ پر لیٹ چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

اس کی زندگی میں کسی کا اضافہ ہونے والا تھا۔ابھی اسے موم بتا کر گئی تھیں کہ وہاں سے ہاں میں جواب آچکا ہے۔اور کل وہ ڈیٹ فکس کرنے جائیں گے۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اتنی جلدی بھی آخر کیا تھی؟موم کو اس کی شادی کی اتنی فکر نا جانے کیوں تھی کہ وہ چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کر دینا چاہتی تھیں۔جو بھی تھا اب اسے آگے کا لائحہ عمل تیار کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ آج پھر سے نشے میں دھت کمرے میں داخل ہوئے تھے۔تہجد پڑھتی رفعت انصاری ایک دم سے دروازہ کھلنے پر بوکھلا گئی تھیں۔وہ نا جانے کیا اول فول بکے جا رہے تھے۔بڑبڑاتے ان کی آنکھیں بند ہونے کو تھیں۔وہ آڑھے ترچھے سے بیڈ پر سو چکے تھے۔حرام مشروب کی بدبو سے ان کی طبیعت بوجھل سی ہو رہی تھی۔جیسے کیسے انہوں نے اپنے شوہر کے جوتے اتار کر انہیں سیدھا کیا تھا اور ان پر بلینکٹ اوڑھتے وہ خود ڈرائینگ روم میں جا چکی تھیں۔رو رو کر تو اب جیسے ان کی آنکھیں ہی خشک ہو چکی تھیں۔عمر کے اس حصے میں آکر بھی ان کی تکلیفیں کم نہیں ہوئی تھیں۔وہ بس اپنے رب سے خاموش التجائیں کرتی تھیں۔شروع سے اپنا معاملہ انہوں نے اس پاک رب کے سپرد کر دیا تھا۔اور اب تک وہ یہی کرتی آرہی تھیں۔

آج رفعت انصاری کے لیے بہت بڑا دن تھا۔آخر کار انہیں بھی خوشیاں دیکھنا نصیب ہوئی تھیں۔ان کے بڑے بیٹے کی شادی ہونے کو تھی۔صبح گیارہ بجے کے قریب ہی وہ تیاریوں میں لگ چکی تھیں۔گاڑی میں مختلف اقسام کی مٹھائیاں رکھواتے وہ واثق اور طلال کے ہمراہ ملک

مینشن کی جانب روانہ ہو چکی تھیں۔طلال کو آج انہوں نے آفس نہیں جانے دیا تھا۔وہ وہاں پہنچے تو وہ بھی جیسے انہی کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ان کا زبردست سا استقبال کیا گیا تھا۔ان کو ڈرائینگ روم میں بٹھاتے وہ مختلف لوازمات ان کے آگے سجا چکے تھے جو کہ میشا اور نایاب ملک نے بنائے تھے۔وہ سب ہی باتوں میں مصروف تھے۔جب ماہ وہاں سے اٹھتی راحمہ کے کمرے میں گئی تھی۔راحمہ سادہ سے لان کے سوٹ میں ملبوس تھی۔لائٹ پنک کلر کی شرٹ کے ساتھ وائٹ پلازو اور پنک ہی دوپٹہ لیا ہوا تھا۔بال پونی ٹیل میں مقید تھے۔

"حمہ آ گئے تمہارے سسرال والے۔لیکن مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہر جگہ یہ ماں بیٹے ہی موجود ہوتے ہیں ان کے بابا کہاں ہوتے ہیں؟"ماہ کو نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔

"پتہ نہیں اس دن آنٹی بتا رہی تھیں کہ ان کو کام بہت ہوتا ہے اور وہ گیدرنگز میں آنا پسند نہیں کرتے۔"حمہ نے اس دن ہوئی بات اسے بتائی تھی۔اب وہ کچھ حد تک سنبھل چکی تھی۔

"ہاں شاید ایسا ہی ہو۔میں تو تمہاری شادی پر ہی ان کا گھر دیکھوں گی۔رومی بھائی بتا رہے تھے محل نما گھر ہے ان کا۔"ماہ ستائش بھرے لہجے میں اسے بتا رہی تھی۔

"ہمارا بھی کسی محل سے کم نہیں ہے ماہ۔"وہ تو جیسے برا ہی مان گئی تھی۔

"ہاں سو تو ہے۔"وہ ہامی بھر گئی تھی۔

"ابھی کچھ دیر میں تمہیں بلانے آئیں گے۔" وہ حمہ کے ساتھ کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی تھی جو باہر لان میں کھلتی تھی۔

"ہاں تو چلی جاؤں گی۔" وہ کندھے اچکا گئی تھی۔

"تم خوش نہیں ہو حمہ؟"

"اگر میرے ساتھ ساتھ تمہاری بھی شادی کر دی جائے تو کیا تم خوش ہو گی؟" وہ الٹا اس سے سوال کر رہی تھی۔

"یہ وقت تو پہلے سے مقرر ہوتا ہے حمہ۔ اور اگر لائف پارٹنر اچھا ہو تو جلدی یا دیر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب نہ سہی تو چند برس بعد ہو جائے گی لیکن فیکٹ تو یہی ہے نا کہ شادی ہونی ہی ہے۔" وہ اس پل سمجھداری کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

"ہمم یہ بھی ہے۔" دل کے کسی کونے سے اطمینان بھی جھلک رہا تھا۔

راحمہ کے کمرے سے کچھ قدم دور دوسرے کمرے میں جھانکا جائے تو وہاں سب بڑے بیٹھے معاملات طے کر رہے تھے۔ ان سب نے مل کر اگلے مہینے کی ڈیٹ فکس کی تھی۔

"آپ بیٹھیں میں راحمہ کو بلواتی ہوں۔" کہتے نایاب بیگم نے میشا کو اشارہ کیا تھا۔

"بلکل بھی نہیں میں اپنی بیٹی کو دیکھ چکی ہوں اور جس نے شادی کرنی ہے وہ بھی اسے بچپن سے جانتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمیں راحمہ بیٹی ایسے ہی پسند ہے۔ بلکہ ہمیں اس رواج کو

ختم ہی کر دینا چاہیے جہاں بیٹیوں کو شو پیس بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔" رفعت انصاری نے بہت اہم بات ان سب کے گوش گزار کی تھی۔

"یہ تو آپ کا بڑا پن ہے بہن ورنہ آج کل کے دور میں ایسے لوگ ناپید ہی ہو گئے ہیں۔" امان ملک دھیمے لہجے میں بولے تھے۔ صادق ملک نے بھی ان کی تائید کی تھی۔ سب کا منہ میٹھا کرواتے وہ کچھ ہی دیر میں واپس بھی جا چکے تھے۔ جب میشا پر جوش سی راحمہ کے پاس آئی تھی۔

"مبارک ہو حمہ اگلے مہینے کی ڈیٹ فکس ہوئی ہے۔" وہ گلاب جامن اس کے منہ کے پاس لے جاتے بولی تھی۔

"خیر مبارک۔" اس نے مبارکباد وصول کرتے تھوڑا سا کھا لیا تھا۔ وہ زور سے اسے خود میں بھینچ گئی تھی۔

"میں تمہارے لیے بہت خوش ہو حمہ۔ رفعت آنٹی بہت اچھی ہیں۔" میشا سچے دل سے ان کی تعریف کرتی بولی تھیں۔

"ہاں نا میں تو انتظار کر رہی تھی کہ حمہ کو لے جانے کا بلاوا کب آئے گا۔" ماہ نے بھی اپنے سوچ ان تک پہنچائی تھی۔

"مجھے بھی ماما نے اشارہ کیا تھا لیکن انہیں نے جلدی سے منع کر دیا تھا۔" میشا بھی سب کے سامنے ہوئی بات انہیں بتا رہی تھی۔

"ویسے شاہ کیا آپ کو بھی طلال بھائی سڑو لگے؟" وہ اب میشا سے اس کی رائے طلب کر رہی تھی۔

"نہیں مجھے تو ایسا بلکل بھی نہیں لگا۔ اور رومان اور طلال بھائی جب باتیں کرتے ہیں تو ان کی باتوں سے تو ایسا بلکل بھی نہیں لگتا۔ تمہیں کس نے کہا کہ وہ سڑو ہیں؟" میشا نے تفصیل بتاتے ساتھ اس سے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"ان کی ہونے والی بیگم نے۔" وہ مسکراہٹ ضبط کرتی حمہ کی طرف اشارہ کر گئی تھی۔

"استغفر اللہ! میں نے ایسا کب کہا ماہ؟ بد تمیز وہ تو بھیا ایسا کہتے ہیں تو میرے منہ سے نکل گیا تھا۔" حمہ نے صوفے سے کشن اٹھاتے اسے دے مارا تھا۔ جو بروقت میشا کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ اس نے تو راحمہ کو میشا کے سامنے شرمسار ہی کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں حمہ خیر ہے۔" وہ بھی مسکراہٹ ضبط کر گئی تھی۔

"ٹھیک کہتے ہیں بھیا جب بھی بولتی ہے فضول ہی بولتی ہے۔" وہ اپنی بھڑاس نکالتی واشروم میں بند ہو چکی تھی۔

"تم نے اسے کیوں تنگ کیا ماہ؟" اب میشا اس کی خبر لے رہی تھی۔

"شاہ میں نے تو بس مذاق کیا تھا۔" وہ نظریں جھکا گئی تھی۔

"ابھی اسے تنگ مت کرو۔اس کا دل پہلے ہی اداس ہے۔یہ وقت ہر لڑکی کے لیے بہت کٹھن ہوتا ہے ماہ۔اب جب وہ آئے تو اسے منا لینا۔" وہ اس کا سر تھپکتی اسے سمجھا رہی تھی۔

"جی ٹھیک ہے۔" وہ فوراً مان گئی تھی۔

"حمہ سوری یار آئندہ نہیں کرونگی۔مجھے کیا پتہ تھا تم اتنی سینٹی ہو جاؤ گی۔" میشا کے جاتے ہی وہ باہر آئی تھی آنکھیں رونے کے باعث سوجھی ہوئی تھی۔آج کل اسے ویسے ہی بہت رونا آ رہا تھا۔اور وہ کچھ کھا پی بھی زیادہ نہیں رہی تھی۔کافی کمزور سی لگتی تھی آج کل راحمہ ملک۔

"کوئی بات نہیں اٹس اوکے۔" وہ پھیکا سا مسکراتے مان گئی تھی۔

"پکا نا اب تم مجھ سے غصہ تو نہیں ہو؟" وہ اب لاڈ سے اس کے گلے میں بازو حمائل کرتی بولی تھی۔

"نہیں ہوتی یار یہ چپکو مت بنا کرو۔" وہ شدید کوفت سے بولی تھی۔

"اوکے حمہ جانی۔" وہ اس کے گال پر بوسہ دیتی باہر کی جانب دوڑ لگا گئی تھی۔

"چپکو کہیں کی۔" وہ مسکراتے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

"شکر ہے سب خیر سے ہو گیا۔" اپنے کمرے میں آتے میشا نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

"ہاں جی آپ لیڈیز کا اب شاپنگ سیزن پھر سے آن ہو چکا ہے۔" وہ بیڈ پر کہنی کے بل لیٹا ہوا تھا۔

"نہیں میرے پاس تو بہت سے کپڑے ہیں کوئی بھی پہن لو نگی۔" وہ نخوت سے سر نفی میں ہلاتی بولی تھی۔

"کیوں بھئی ایسے کیسے؟ ہماری شادی کے بعد یہ پہلا گھر کا فنکشن ہے۔ آپ نے اور میں نے سارے میچنگ ڈریسسز لینے ہیں۔" وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھتا اپنے اور اس کی طرف اشارہ کرتے بولا تھا۔

"لیکن جو اتنے کپڑے پڑے ہیں ان کا کیا؟" وہ پر سوچ انداز میں اس سے استفسار کر رہی تھی۔

"ارے میری بھولی بیگم آج کل کی بیویاں تو شوہروں سے لڑ لڑ کر شاپنگ کرنے جاتی ہیں ایک میں ہوں جو آپ کو خود کروا رہا ہوں تو آپ رضامندی ہی ظاہر نہیں کر رہیں۔" وہ اسے اپنے ساتھ بٹھاتا سمجھا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں کرتی ہو نگی وہ بیویاں کیونکہ انہیں پیسوں کی قدر نہیں ہوتی ہو گی لیکن مجھے ہے۔" وہ معصومیت سے بولی تھی۔

"آپ کو قدر ہے ہمارے لیے یہی بہت ہے۔" وہ اس کے ہاتھ کو سہلاتے بولا تھا۔ اور وہ مسکرا کر نظریں جھکا گئی تھیں۔

"آپ بھی بدلے میں دو محبت کے بول، بول سکتی ہیں میں بلکل برا نہیں مانوں گا۔"

"میں کیا بولوں اب؟ مجھے سمجھ ہی نہیں آتا۔"

"کچھ بھی۔"

"کچھ بھی؟" وہ آبرو اچکاتے پوچھ رہی تھی۔ رومان کے سارے موڈ کا بیڑہ غرق ہو چکا تھا۔

"کچھ بھی۔ نہیں۔ آپ جائیں اپنے کام کریں۔" وہ انتہائی ضبط کا مظاہرہ کرتا اسے جواب دے رہا تھا۔ میشا بھی نا سمجھی سے اسے دیکھتی اپنے کاموں میں مصروف ہو چکی تھی۔ رومان نے ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کرتے اوپر کی طرف دیکھا تھا۔

"یا خدا اتنی بھولی بیوی۔" اور پھر وہ خود ہی اپنی سوچ پر مسکرا اٹھا تھا۔

☆☆☆☆☆

طلال کی شادی کو لے کر اگر کوئی سب سے زیادہ خوش تھا تو وہ تھیں رفعت انصاری۔ خوشی ان کے چہرے سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ سب رنجشیں بھلائے اس وقت وہ طلال کی شادی کی شاپنگ کرنے میں مصروف تھیں۔ کبھی وہ بازار سے کوئی چیز لے آتیں تو کبھی کوئی چیز۔ ان سب میں واثق بیچارہ پِس چکا تھا۔ طلال تو ہاتھ کھڑے کر چکا تھا کہ وہ کام میں انتہائی مصروف ہے وہ اس جھنجھٹ میں بلکل نہیں پڑنے والا، جبکہ واثق آدھے دن کے بعد فری ہوتا تھا اور پھر اس کا سارا دن موم کو شاپنگ کروانے میں گزرتا تھا۔ وہ پہلی بار اپنی ماں کو

ایسے اتنی چاہ سے کچھ خریدتے دیکھ رہا تھا۔ورنہ تو وہ کبھی بازار کا رخ ہی نہیں کرتی تھیں۔اور اب وہ ہر چیز اتنی پرکھ کر لے رہی تھیں کہ وہ حیران تھا۔سب کچھ وہ اپنی پسند سے لے رہی تھیں۔آج کل کی لڑکیوں کی پسند کو مد نظر رکھتے وہ ہر چیز پسند کر رہی تھیں۔

دوسری طرف ملک مینشن کی ساری خواتین روزانہ شاپنگ پر تیار ہوتی تھیں۔میشا رومان کی وجہ سے جاتی تھی تو ماہ اپنے شوق سے۔راحمہ کا شاپنگ کرنے کا کوئی بھی ارادہ نہیں تھا وہ چاہتی تھی کہ وہ سب اپنی پسند سے لے کر آئیں لیکن وہ لوگ زبردستی اسے گھسیٹ کر لے جاتے تھے۔اور مجبوراً اسے ساتھ جانا پڑتا تھا۔

"یہ ڈریس کیسا ہے راحمہ؟"کسی خیال میں کھوئی راحمہ کو ماہ نے جھنجوڑ کر پوچھا تھا۔

"ہمم اچھا ہے۔"اس نے سرسری سے انداز میں بتایا تھا۔

"یار صحیح سے بتاؤ نا تمہاری اپنی ہی شادی کا جوڑا ہے تم نے ہی پہننا ہے کسی اور نے نہیں پہننا۔" وہ اسے اچھا خاصا دھو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں نا یار اچھا ہے پہن لو نگی میں یہی ڈریس۔ماما سے کہو پیک کروالیں۔"وہ اسی انداز میں بولی تھی۔

"قسم سے تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہو جیسے تمہیں کوئی بہت بڑا صدمہ لگ گیا ہو۔"ماہ بڑبڑاتے نایاب بیگم کے پاس گئی تھی تاکہ انہیں اس ڈریس کے بارے میں بتا سکے۔

کہنے کو تو ایک مہینہ تھا لیکن شادی کی تیاریوں میں وہ مہینہ ایسا گزرا کہ پتہ ہی نہ چلا۔ دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ رفعت انصاری ہر چیز سہج سہج کر رکھ رہی تھیں جب ایک دم سے کچھ یاد آنے پر انہوں نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔

"ایک چیز تو میں بھول ہی گئی۔"

طلال اور واثق نے بیک وقت انہیں دیکھا تھا۔

"کیا چیز موم؟ روزانہ ہزار چکر آپ میرے ساتھ لگاتی ہیں اب بھی کوئی چیز رہ گئی ہے! میں بتا رہا ہوں میں اب نہیں جانے والا۔ جس کی شادی ہے اسے ہی پکڑ کر لے کر جائیں۔" واثق تو شدید تپا بیٹھا تھا۔

"ہاں اب بس طلال کا ہی کام بچا ہے۔" وہ طلال کو دیکھتے بولی تھیں۔

"میں نایاب بہن سے بات کر لونگی طلال۔ کل کے کل ہی تم راحمہ بیٹی کے ساتھ مارکیٹ تک جانا اور اس کے ساتھ سینڈلز لے کر آنا۔ اس کے بنا تو یہ کام ممکن ہی نہیں ہے۔"

"موم کیا ہے یار اب یہی کام بچا ہے میرے لیے کہ سینڈلز دلواتا پھروں۔" طلال اکتاہٹ سے بولا تھا۔

"ہاں تو کیا ہوا وہ تمہاری ہونے والی بیوی ہے آگے وہ تمہارے ساتھ ہی جایا کرے گی تو اب بھی چلے جاؤ گے تو کیا برائی ہے اس میں؟" وہ کسی طور ماننے کو تیار نہیں تھیں۔

"آپ چلی جائیں نا۔آپ کے ساتھ بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔" وہ جیسے حل پیش کر رہا تھا۔

"نہیں میں اب شدید تھک چکی ہوں آگے شادی کے انتظامات بھی دیکھنے ہونگے۔اس لیے اب تم نے ہی جانا ہے میں کچھ نہیں سن رہی۔" وہ بات ختم کر چکی تھیں۔طلال نے بے بسی سے واثق کو دیکھا تھا جو مسکراہٹ ضبط کیے بیٹھا تھا۔

"اب طلال انصاری بیوی کو جوتیاں دلوائے گا۔خیال سے بروو ہی لینا جو زیادہ زور سے نہ لگیں۔ آگے کی احتیاط بھی ضروری ہے نا۔" طلال کے روم سے باہر نکلتے ہی وہ بھی بھاگتے اس کے پیچھے آیا تھا۔

"اپنی بکواس بند رکھو واثق۔ورنہ سارا غصہ تم پر ہی نکل جائے گا۔" وہ اسے وارن کر رہا تھا۔

"اچھا یار طلال بات سنو۔یہ جو سامنے والا دروازہ ہے یہ ہمیشہ لاک ہی کیوں رہتا ہے۔میں نے پہلے کبھی غور ہی نہیں کیا اور جب کیا تو تم سے پوچھنا بھول جاتا ہوں۔" اب کی بار وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں شاید موم نے کچھ فالتو سامان رکھ رکھا ہو۔" طلال نے بات کو ٹالنا چاہا تھا۔

"اچھا پھر فالتو سامان کو لاک لگانے کی کیا ضرورت ہے۔" وہ اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔

"پتہ نہیں تم موم سے پوچھ لینا۔" وہ اس وقت اس ٹاپک پر بلکل بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ واثق جانچتی نظروں سے اس بند دروازے کو تکتا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

"ماما میں کیسے ایسے اکیلی جا سکتی ہوں؟" نایاب ملک نے اس تک رفعت انصاری کا پیغام پہنچایا تو وہ بوکھلاہٹ میں جلدی سے بولی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا بیٹا اب وہ تمہارا ہونے والا شوہر ہے۔" وہ جیسے اسے باور کروا رہی تھیں۔

"ہونے والے ہیں ماما ہوئے نہیں۔" وہ بھی جیسے انہیں جتا رہی تھی۔

"عبایہ پہن کر ہی جاتی ہو نا اب بھی ویسے ہی چلی جانا۔ طلال ایسا ویسا لڑکا نہیں ہے جس کے ساتھ تمہیں بھیجتے مجھے کوئی پریشانی ہو۔ خود سے بڑھ کر تمہاری حفاظت کرے گا۔" وہ اب کی بار تفصیل سے بولی تھیں۔

"ایسا لگتا ہے میں نہیں وہ ہی آپ کی سگی اولاد ہیں۔" وہ روہانسے لہجے میں بولی تھی۔

"سگی اولاد سے بھی بڑھ کر ہے وہ میرے لیے۔ وہ کتنا ٹوٹا ہوا ہے اس کا اندازہ تمہیں اس کی بیوی بننے کے بعد ہو گا۔"

"ہونہہ ایسا بھی آخر کیا ہو گیا کہ وہ ٹوٹ ہی گئے۔" ان کے جانے کے بعد وہ سر جھٹکتے بڑبڑائی تھی۔

"ایک مصیبت ختم ہوتی نہیں کہ دوسری نازل ہو جاتی ہے۔" وہ بے بسی سے بولی تھی۔

☆☆☆☆☆

اگلے دن رفعت انصاری کے بار بار کہنے پر وہ بلآخر یہاں سے نکل ہی پڑا تھا۔ سارا راستہ سوچوں میں گزرا تھا۔ جب وہاں پہنچا تو وہ باہر نکلتی دیکھائی دی تھی۔ شاید وہ پہلے سے ہی تیار بیٹھی تھی اور گاڑی کی آواز پر فوراً سے باہر آئی تھی۔ وہ عبایہ پہنے ایک شان سے چلی آ رہی تھی۔ اسے صرف راحمہ کی آنکھیں ہی نظر آ رہی تھی۔ جن میں نا جانے کیا کچھ نہیں تھا۔ ہاتھوں کی انگلیاں میکانکی انداز میں اوپر نیچے کرتی وہ اس تک آ رہی تھی۔ اس میں ایک کشش تھی جو طلال انصاری کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اسے نے قریب آ کر گاڑی کے شیشے پر دستک دی تو وہ حال کی دنیا میں واپس آیا تھا۔ جلدی سے اس نے کار کا دروازہ کھولا تھا۔

وہ دونوں ہی کنفیوز لگ رہے تھے کہ کیسے بات کا آغاز کیا جائے۔

"اگر آپ کسی شاپ سے سینڈلز لیتی ہیں تو اس کا ایڈریس بتا دیں ہم وہیں سے لے لیں گے جہاں سے آپ کو پسند ہوں۔" بلآخر طلال نے بات کا آغاز کیا تھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ مختصر سا جواب دیتی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔

"اوکے۔" اس کے بعد طلال نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

وہ اسے ایک مال میں لایا تھا۔اس ایک مال میں ہر چیز موجود تھی۔ایک قطار میں شوشاپس موجود تھیں۔وہ ان میں سے ایک میں داخل ہوئے تھے۔رفعت انصاری نے ڈریس کی پک اسے سینڈ کر دی تھی تاکہ سینڈلز لینے میں کوئی پریشانی پیش نہ آئے۔

وہ کئی جوتے پہن کر دیکھ چکی تھی۔اسے کوئی بھی پسند نہیں آرہا تھا۔اور جو پسند آتا اس کا سائز فٹ نہیں ہو رہا تھا۔

"میم یہ بلکل فٹ آئے گا لائیں میں پہنا کر دیکھاتا ہوں آپ کو۔" سیلز مین نے آگے بڑھتے جوتا اس کو پہنانا چاہا تھا۔

"نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی پہن لونگی۔" وہ ایک جھٹکے سے پاؤں پیچھے کر گئی تھی۔

"لائیں میں پہنادوں۔" اب کی بار طلال نے پیشکش کی تھی۔راحمہ نے اسے منع کرنا چاہا تھا لیکن وہ پہلے ہی نیچے بیٹھ چکا تھا۔نرمی سے اس کا پیر آگے کرتے اس نے جوتے کا اسٹریپ بند کیا تھا۔

"چل کر دیکھ لیں ایک بار۔" اس نے دوسرا جوتا پہناتے کہا تھا۔وہ اثبات میں سر ہلاتی ہر لحاظ سے تسلی کر چکی تھی۔آخر کار وہ اسے ڈن کر چکی تھی۔طلال نے سکھ کا سانس لیا تھا۔شاپنگ

بیگز پکڑتے وہ دوبارہ سے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ تھوڑا دور جاتے طلال نے گاڑی روک دی تھی۔

"یہاں کیوں روک دی؟" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

"کچھ کھائیں گے نا۔" وہ مسکراتے بولا تھا۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ فوراً سے منع کر گئی تھی۔

"ایسے کیسے اتنے گھنٹے ہونے کو ہیں اب تک تو آپ کو بھوک لگ جانی چاہیے۔" وہ مسکراہٹ ضبط کرتے بولا تھا۔

"آپ طنز کر رہے ہیں؟" وہ تو برا ہی مان گئی تھی۔

"بلکل بھی نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلا گیا تھا۔ گاڑی پارک کرتے خود باہر نکلتے وہ اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولے اس کے نکلنے کا منتظر تھا۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی باہر آچکی تھی۔ گاڑی کو لاک کرتے وہ دونوں ریسٹورانٹ کی جانب قدم بڑھا چکے تھے۔ وہ ایک سائیڈ والی ٹیبل پر آبیٹھے تھے۔ ریسٹورانٹ لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ ویٹر کو اشارہ کر کے بلاتے وہ اپنے لیے ایک کافی کا آرڈر دے چکا تھا۔

"آپ کیا لیں گی؟" وہ اب اس سے مخاطب تھا۔

"جسٹ کافی۔"

"کچھ کھانا نہیں ہے؟" وہ اچنبھے سے پوچھ رہا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

دو کافیز کا آرڈر دیتا وہ اب ہاتھوں کو باہم پھنسائے کہنیاں میز پر ٹکائے بیٹھا تھا۔ کچھ سوچتے وہ پورے دل سے مسکرایا تھا۔

"آپ مسکرا کیوں رہے ہیں؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ پائی تھی۔ جبکہ دل شدید گھبراہٹ کا شکار تھا وہ پہلی بار ایسے کسی مرد کے ساتھ اکیلی باہر آئی تھی۔

"سوچ رہا ہوں شکر ہے میری ہونے والی بیوی بھی کافی کی شوقین ہے۔ ورنہ واثق مجھے ہر لڑائی پر یہی بد دعا دیتا تھا کہ اللہ کرے تمہاری بیوی چائے کی دیوانی ہو۔ جبکہ وہ خود بھی کافی پیتا ہے۔ بس وہی سوچ کے ہنسی آگئی۔" وہ تفصیل سے اسے سب بتا گیا تھا۔ نقاب میں موجود اس لڑکی کے لب بھی بے اختیار مسکرا اٹھے تھے۔ کافی کے آنے تک وہ ایسی چھوٹی موٹی کئی باتیں کر چکے تھے۔ کافی پینے کے دوران بھی ان کی بات چیت جاری تھی جب طلال کی نظر سامنے ٹیبل پر بیٹھے شخص پر پڑی تھی۔ سامنے موجود شخص نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ شاید کسی لڑکی کے ساتھ وہاں لنچ میں مصروف تھا۔

www.novelsclubb.com

"چلو راحمہ باقی کی کافی گاڑی میں پی لینا۔" اس کے اچانک کہنے پر راحمہ نے اچنبھے سے اسے دیکھا تھا۔

"جی؟"

"چلو۔" وہ کچھ پل نہ اٹھی تو وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے جلدی سے باہر کی جانب لے کر جا رہا تھا۔ پیسے وہ پہلے ہی ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔ کچھ دیر پہلے جو وہ کچھ پل سکون کے بتا رہا تھا تو اس منظر نے اس کے سارے سکون کو بے سکونی میں بدل دیا تھا۔ راحمہ حیران تھی کہ وہ آخر ایسا کیوں کر رہا تھا! اس کی کافی اس کے ہاتھ میں ہی تھی۔ جس کے کچھ گھونٹ اچھل کر گر چکے تھے۔ راحمہ کو گاڑی میں بٹھاتے اپنی طرف کا دروازہ کھول کر وہ خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ کچھ پل اس نے بالوں کو ہاتھوں میں تھامے گہرے گہرے سانس لیے تھے۔ گاڑی کا اے سی آن تھا لیکن اس کے چہرے سے پسینے کی بوندیں اب بھی ٹپک رہی تھیں۔ وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

یلو فل سلیوز شرٹ کی بازوؤں کو کہنی تک فولڈ کیے بائیں ہاتھ کی کلائی میں گھڑی پہنے کریم کلر کی پینٹ پہنے بیٹھا وہ شخص جس اضطراب کا شکار تھا وہ کوئی بھی نہیں جان سکتا تھا۔ بال ایک پل میں ماتھے پر بکھر چکے تھے۔ کبھی کبھی اسے اپنی بے بسی پر رونا آتا تھا۔ لیکن وہ ہمیشہ ضبط کر جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا؟" کچھ پل بعد وہ کمپوز ہوا تو وہ دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"نتھنگ۔" وہ کہتا نفی میں سر ہلا گیا تھا۔

"آپ مجھ پر اعتبار کر سکتے ہیں۔" نا جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی۔ لیکن وہ جاننا چاہتی تھی کہ ایک دم سے وہ ایسا بی ہیو کیوں کر رہا تھا۔

" تھینکس ! " وہ فقط اتنا ہی بول پایا تھا۔ ابھی تو ان کے درمیان کوئی رشتہ بھی نہیں بنا تھا وہ کیسے اسے کچھ بھی بتا سکتا تھا۔ راحمہ سمجھ چکی تھی کہ وہ ابھی کچھ بھی نہیں بتانا چاہتا اسی لیے اس نے پھر سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ ہاتھوں میں تھامی وہ کافی ویسی کی ویسی ہی پڑی رہی تھی۔ ان دونوں کے درمیان ایسی خاموشی چھائی کہ پھر کسی نے بھی اس خاموشی کو توڑنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اسے گھر ڈراپ کرتا وہ وہیں سے واپس جا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

ملک مینشن میں مہمانوں کی آمد ہو چکی تھی۔ وہ دور کے مہمان جو رومان کی شادی میں شرکت نہیں کر پائے تھے وہ بھی اب موجود تھے۔

"اتنی بھی کیا جلدی تھی بیٹی کی شادی کی جو چٹ منگنی پٹ بیاہ کر رہی ہو۔" نایاب بیگم کی بھابھی نے اپنے دماغ میں چلتے خیالات کو آواز دی تھی۔

"بس بھابھی لڑکے والوں کے گھر کی پہلی شادی تھی وہ چاہتے تھے کہ جلد سے جلد ہو جائے۔" انہوں نے مسکراتے جواب دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پھر بھی تمہاری بیٹی کی عمر ہی کیا تھی ابھی۔" وہ جو راحمہ کو اپنے بیٹے کے لیے مانگنا چاہتی تھیں اب اپنی بھڑاس نکال رہی تھیں۔

"آج کل تو سب کی اس ایج میں شادیاں ہو رہی ہیں بھابھی۔" وہ جانتی تھیں خاندان والے ان باتوں کا جواز ضرور بنائیں گے لیکن وہ پہلے سے ہی خود کو تیار کیے بیٹھی تھیں۔

"پھر راحمہ کی پڑھائی کا کیا بنے گا؟"

"پڑھائی تو چلتی رہے گی۔"

"ماما کھانا تیار ہو چکا ہے۔" میشا نے آتے نایاب بیگم کو اطلاع دی تھی۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی اس کے ساتھ ہی جا چکی تھیں۔

ملک مینشن میں ہر طرف گہما گہمی تھی۔ کچھ لوگ خوش تھے تو کچھ طنز کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہے تھے۔ میشا پھرتی سے سارے کام سنبھالے ہوئے تھی۔ کھانے کے بعد سب کو چائے دینے کے بعد وہ کچھ دیر کو کمرے میں ریسٹ کرنے گئی تھی۔ جب رومان بھی اس کے پیچھے کمرے میں آیا تھا۔

"آج تو آپ بہت تھک چکی ہو نگی۔" وہ اس کو پانی کا گلاس تھماتے بولا تھا۔

"نہیں اتنا بھی نہیں۔" پانی کا گلاس لیتی وہ سارا گلاس ایک ہی بار میں ختم کر گئی تھی۔

"کھانا کھایا؟" وہ اب فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

"ایسے تو آپ خود ہی بیمار پڑ جائیں گی۔ پھر شادی کے فنکشنز کیسے انجوائے کریں گی؟ سب کچھ آپ نے ہی تو کرنا ہے۔"

"ہاں ابھی کھالو نگی کچھ دیر میں۔" وہ اپنے ازلی دھیمے لہجے میں مخاطب ہوئی تھی۔

"آپ نے کھایا؟" یاد آنے پر وہ پوچھ بیٹھی تھی۔

"جب میری بیگم نے نہیں کھایا تو میں کیسے کھا سکتا تھا۔"

"ان دونوں کے درمیان احترام اور محبت کا ایک ایسا رشتہ بن چکا تھا کہ ایک دوسرے کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں کرتے تھے۔ رومان اگر میشا کو مان بخشتا تھا تو میشا بھی رومان کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دیتی تھی۔"

"اُف میں تو کاموں میں مصروف تھی آپ تو کھا سکتے تھے نا!" وہ سخت خفا نظر آتی تھی۔

"جب آپ بھوکی رہ سکتی ہیں تو میں بھی رہ سکتا ہوں۔" وہ اپنی بات پر قائم تھا۔

"میں ابھی کھانا لے کر آتی ہوں۔" عجلت میں کہتی وہ جا چکی تھی۔ رومان نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔

"نایاب! بہو نے بھی کوئی خوش خبری سنائی یا نہیں۔" میشا کو دیکھتے کسی نے پھر سے بات شروع کی تھی۔ میشا کے کان کھڑے ہو چکے تھے۔

"نہیں ابھی وقت ہی کتنا ہوا ہے شادی کو۔" وہ مسکراتے میشا کو تکتے بولی تھیں۔ان کے جواب پر میشا کا دل سکون کی وادیوں میں اتر چکا تھا۔

"تین چار مہینے کم نہیں ہوتے بھئی۔"

"کچھ لوگ نہیں سوچتے کہ ان کی باتیں سامنے والے کے دل پر کتنا گہرا اثر چھوڑ جاتی ہیں۔ انہیں بس اپنے بولنے سے مطلب ہوتا ہے۔"

"جس وقت اس رب نے دینا ہو گا دے دے گا۔یہ سب تو اس کے بس میں ہے نا۔" نایاب بیگم نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا تھا۔

"ہاں یہ بھی ہے۔" اپنی دال نہ گلتی دیکھ کر وہ خاموش ہو چکی تھیں۔میشا بھی خاموش سی کھانا لے کر کمرے میں جا چکی تھی۔

رومان اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔اس نے نوٹ نہیں کیا تھا کہ میشا خاموش سی تھی۔وہ کھانا شروع کر چکا تھا جب اس کی نظر میشا پر پڑی تھی وہ اب تک اسی حالت میں ہی بیٹھی تھی۔

"آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہیں؟"

"جی؟" وہ جیسے کسی خیال سے باہر نکلی تھی۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔" وہ جبری مسکراہٹ چہرے پر سجاتی کھانا شروع کر چکی تھی۔

"میشا کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟" وہ اب اس کے ہاتھ تھامے ماتھے پر بل ڈالے پوچھ رہا تھا۔ رومان کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ آنسو لڑیوں کی صورت اس کے گالوں پر رواں ہو چکے تھے۔ اس نے کھانا پرے دھکیلتے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"کیا ہوا ہے میشا کچھ تو بتائیں۔" وہ تو بوکھلا ہی گیا تھا۔ اس نے روتے روتے ساری بات اسے بتا دی تھی۔

"میں کب آپ کو یہ خوشی دوں گی؟" وہ آنسوؤں کے درمیان اس سے پوچھ رہی تھی۔

"مجھے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ آپ لوگوں کی باتوں کو ایسے دل پر لیں گی۔ مضبوط بنیں اور جہاں تک رہی بات اولاد کی خوشی کی تو یہ مت بھولیں کہ سب کچھ اس رب کی مرضی سے ہوتا ہے۔ وہ رب جب چاہے جسے چاہے نواز دے۔ اور اولاد مرد کے نصیب سے ہوتی ہے میشا جب میرے نصیب میں اولاد جیسی نعمت ہو گی وہ مجھے مل جائے گی۔ آپ کو یا مجھے یا کسی کو بھی اس بارے میں فکر مند ہونے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ اس بات کو لے کر آپ نے بلکل بھی خود کو ہلکان نہیں کرنا۔ وعدہ کریں مجھ سے کہ آئندہ کسی کی باتوں کو دل پر نہیں لیں گی۔" وہ اب بھی اسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ ایک ہاتھ اس کے گرد حمائل کیے وہ دوسرا اس کے سامنے کیے ہوئے تھا۔ میشا نے نرمی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتے اثبات

میں سر ہلایا تھا۔رومان نے اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیا تھا۔ کبھی نہ چھوڑنے کے لیے۔

☆☆☆☆☆

انصاری ولاء میں معمول کی طرح خاموشی نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔طلال سارا راستہ ریش ڈرائیونگ کرتے گھر پہنچا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر گزرے۔اپنے کمرے میں جاتے اس نے دھڑام سے دروازہ بند کیا تھا۔اس نے کچھ پل گہرے گہرے سانس لیے تھے۔ دماغ نے چلنا شروع کیا تو سب سے پہلے اس نے واثق کو کال ملائی تھی۔

"مسٹر انصاری سے پوچھو کہاں ہیں وہ؟اور کتنے گل کھلانے ہیں انہوں نے؟انہیں کہو سیدھا گھر پہنچیں۔"چھوٹتے ہی اس نے واثق پر نیا حکم صادر کیا تھا۔

"ریلیکس یار ہوا کیا ہے؟"

"ان سے ہی پوچھ لو۔مجھے بتاتے ہوئے بھی شرم آئے گی۔ایسے ایسے کارنامے انجام دیتے ہیں وہ۔"شرمندگی سے کہتا وہ کال کٹ کر چکا تھا۔واثق نے فوراً سے ڈیڈ کو کال ملائی تھی۔پہلی بار میں انہوں نے کال نہیں اٹھائی تھی۔دوسری بار تیسری بار۔وہ مسلسل کال کو اگنور کر رہے تھے یا شاید وہ ایسی حالت میں تھے ہی نہیں کہ کسی کی کال اٹھا سکتے۔

"کیا مسئلہ ہے؟"واثق جھنجھلاتے فون کو گھور رہا تھا جب اس پر ڈیڈ کا میسیج نمودار ہوا تھا۔

"کہاں ہیں آپ؟"اس نے بھی میسیج پر ہی ریپلائی کیا تھا۔

"تمہیں اس سے مطلب؟"ان کا انداز غصے بھرا لگتا تھا۔

"سیدھا گھر پہنچیں۔"وہ ان کو حکم دے رہا تھا۔

"میں نہیں آرہا۔جو کرنا ہے کرلو۔بڑے آئے مجھ پر حکم چلانے والے۔"وہ میسیج سینڈ کرتے ہی اپنا فون آف کر چکے تھے۔

"کیا ہوا ڈارلنگ؟"ان کے پاس بیٹھی نوجوان لڑکی نے ایک ادا سے ان کے چہرے پر انگلی پھیرتے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی کچھ لوگ تنگ کرتے رہتے ہیں۔"وہ اس کا ہاتھ تھامتے بولے تھے۔

واثق نے گاڑی نکالتے یونی سے سیدھا گھر کا رخ کیا تھا۔گھر پہنچتے وہ سیدھا طلال کے کمرے میں گیا تھا وہ جانتا تھا طلال اس وقت یہیں ہو گا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا؟بتایا وہ کہاں ہیں؟"طلال نے عجلت میں پوچھا تھا۔

"نہیں۔"نفی میں سر ہلاتے وہ انہیں اپنی اور ان کے درمیان ہوئی ساری چیٹ کھول کر دیکھا چکا تھا۔

"تم ہی بتادو وہ کہاں تھے؟" وہ بے بسی بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ طلال نے تھوڑی دیر پہلے کا سارا واقعہ اس کے گوش گزار کیا تھا۔

"تمہیں پورا یقین ہے کہ وہ ڈیڈ ہی تھے؟" وہ جیسے یقین کرنا چاہ رہا تھا۔

"تو اور کیا؟ اگر راحمہ انہیں وہاں اس حالت میں دیکھ لیتی تو میں کبھی بھی اس کے سامنے نظریں اٹھانے کے قابل نہ رہتا واثق۔ ایک بار نہیں ہزار بار انہیں ایسی حالت میں دیکھ چکا ہوں۔ منع بھی کر چکا ہوں روک بھی چکا ہوں۔ لیکن وہ ہیں کہ کم ہونے کی بجائے ہر حد پار کرتے جا رہے ہیں۔" وہ اس وقت شدید غصے کی حالت میں تھا۔ اس کے انکشافات سن کر واثق کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس طرح کی حرکتیں کرتے ہونگے۔

"آخر اس کا کیا حل ہے طلال؟"

"میں ان کے خلاف ثبوت جمع کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہوں واثق۔ کچھ راز ہیں جو تم سے پوشیدہ ہیں ان کے ثبوت ملتے ہی میں تمہیں سب کچھ بتادوں گا۔ بس موم کو ان سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنا۔ مجھے کسی کے ساتھ کی ضرورت ہے۔ کیا تم میرا ساتھ دو گے؟" وہ اب تھک چکا تھا اسے واثق کے ساتھ کی اشد ضرورت تھی۔ واثق نے اثبات میں سر ہلاتے اسے گلے لگایا تھا۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں طلال۔" وہ اس کی پیٹھ تھپکتے بولا تھا۔

"کبھی جو وہ خوبصورت لمحہ آئے جب تم مجھے بھائی کہہ کر پکارو۔ پروفیسر ہو کر اتنی تمیز نہیں ہے تم میں کہ بڑوں کو نام سے مخاطب نہیں کیا جاتا۔" موڈ فریش ہوا تو وہ اس کی خبر گیری میں مصروف ہو چکا تھا۔

"نہ طلال نہ سوری ٹو سے بٹ میں ایسے کام بلکل بھی نہیں کر سکتا۔" وہ بولتے ساتھ انگلی سے بھی نہ کا اشارہ کر رہا تھا۔

"کبھی تو پلیز بس ایک بار!" وہ جانتا تھا وہ کبھی نہیں کہے گا پھر بھی جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا۔

"کبھی نہیں یار مجھے اچھا نہیں لگتا بھائی کہنا تم طلال ہی ٹھیک ہو۔" وہ جھنجھلاتے بولا تھا۔

"چلو طلال کے ساتھ آپ لگا لو!" وہ ایک نیا حل پیش کر رہا تھا۔

"نہیں یار دفع کرو اس ٹاپک کو پلیز۔" اب وہ اکتا چکا تھا۔ طلال کا قہقہہ بے ساختہ گونجا تھا۔

"اوکے اوکے میں مزاق کر رہا تھا۔" وہ قہقہہ ضبط کرتے بولا تھا۔ واثق نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

"ویسے تمہیں نہیں لگتا بڑوں کو ان کے نام سے پکارنا اچھی بات نہیں ہوتی؟ نہیں؟" وہ پھر سے شروع ہو رہا تھا۔

"اوہ یار ناٹ اگین۔میں جارہا ہوں۔"وہ اکتاہٹ کا شکار ہوتا اس کے روم سے ہی نکل چکا تھا۔

"یار سنو تو۔"اس نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی لیکن وہ ان سنی کرتے جا چکا تھا۔طلال نے مسکراتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

☆☆☆☆☆

کل سے شادی کے فنکشنز اسٹارٹ ہو جانے تھے۔اور آج محالہ اور میشا،راحمہ کے لیے سرپرائز پلان کر رہی تھیں۔گھر تو مہمانوں سے بھر چکا تھا۔وہ صرف راحمہ کے کمرے میں ہی سب کر سکتے تھے اس سلسلے میں انہوں نے راحمہ کو اس کی کزنز کے ساتھ لاؤنج میں بٹھا دیا تھا۔سارے گھر میں مہندی کی بھینی سی خوشبو پھیلی تھی۔راحمہ کو کل مہندی لگنی تھی لیکن باقی سب آج ہی لگوا رہے تھے۔ساتھ ٹپے بھی گائے جا رہے تھے۔اور وہ دونوں اپنے کام میں مصروف تھیں۔

"جلدی کرو ماہ زیادہ وقت نہیں ہے۔"شاہ کبھی باہر کا جائزہ لیتی تو کبھی ماہ کو دیکھتی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ہاں جانتی ہوں شاہ زیادہ وقت نہیں ہے۔وہ دکھی آتمہ ابھی پھر سے اپنے کمرے میں آ جائے گی۔بس اور یہ ہو گیا۔"وہ سب سیٹ کرتی ایک تائیدی نگاہ سارے کمرے پر ڈال رہی تھی۔

"اچھا لگ رہا ہے نا؟"وہ جیسے میشا سے تصدیق چاہ رہی تھی۔

"بہت اعلی ماہ!" وہ ستائشی نظروں سے دیکھتی بولی تھی۔

"چلیں اب میں اس کی روم کی لائٹس آف کر دیتی ہوں آپ جا کر اسے لے آئیں۔" ماہ نے سوئچ پر ہاتھ مارتے ساری لائٹس آف کر دی تھیں۔

"اسے بلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی آ رہی ہے۔" شاہ نے باہر کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔ وہ دونوں دروازے کے پیچھے چھپ گئی تھیں۔ راحمہ نے جب اندر آ کر دیکھا تو اسے کچھ بھی ٹھیک سے دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"میں تو سب لائٹس آن کر کے گئی تھی یہ آف کیسے ہو گئیں؟ شاید کسی نے بند کر دی ہوں۔" وہ خود سے ہی نتیجہ اخذ کر رہی تھی۔ سوئچ پر اندازے سے ہاتھ مارتے اس نے لائٹ آن کرنے کی کوشش کی تھی کیونکہ وہ اپنا موبائل بھی کمرے میں ہی چھوڑ گئی تھی۔ لائٹ آن ہونے کی دیر تھی کہ سارا کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا۔ ماہ نے جلدی سے دروازہ بند کیا تھا۔ راحمہ خوشگوار حیرت سے سارے کمرے کو دیکھ رہی تھی جو کہ پورا کا پورا سجا ہوا تھا۔ وہ سجانے والے کی محنت کو داد دیے بنا نہیں رہ پائی تھی۔

سارے کمرے میں جگہ جگہ رنگین لائٹس لڑیوں کی صورت میں لگائی گئی تھیں۔ کلپ سے جگہ جگہ "ماہ حمہ" کی فوٹو چسپاں کی گئی تھیں۔ ان کی تب سے اب تک کی ساری فوٹوز تھیں

جب سے وہ ساتھ تھیں۔اس کی آنکھوں میں ایک دم سے کئی آنسوؤں نے بسیرا کر لیا تھا۔ خوشی اور اداسی کی ملی جلی کیفیت میں اس نے ماہ اور شاہ کو گلے سے لگایا تھا۔

"Thank You So Much! This Is So Beautiful!"

وہ فقط اتنا ہی کہہ پائی تھی۔اس سے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔

"اچھا بس اب زیادہ سینٹی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔سیٹ ہو جاؤ۔ابھی تمہیں اور بھی کچھ دیکھانا ہے۔"بیڈ پر پڑے "ہیپی برائیڈ" والے بیج کو وہ اس کے گلے میں ڈال چکی تھی۔اور انہوں نے ریموٹ اس کے ہاتھ میں پکڑایا تھا۔

"اسے آن کرو اور خود ہی دیکھ لو۔کیا یاد کرو گی کسی "محالہ ملک" کی بیسٹی ہو تم۔"ماہ ایک ادا سے بولی تھی۔راحمہ نے بٹن دباتے ایل ای ڈی آن کر دی تھی۔اور وہاں بھی ان کی اب تک کی ساری فوٹوز اور ویڈیوز باری باری پلے ہو رہی تھیں، جہاں وہ کبھی شرارتیں کرتی دیکھائی دے رہی تھیں، کبھی کسی کو پریشان کرتیں تو کبھی کارنامہ انجام دینے کے بعد یشا کے پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔بے اختیار اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔بیک گراؤنڈ میں میوزک بھی چل رہا تھا۔سب کچھ ایک فلم کی طرح ذہن کے پردے پر لہرایا تھا۔

"یہ سب کب کیا تم نے ماہ؟"وہ داد دیے بنا نہیں رہ پائی تھی۔

"تمہاری شادی تک ایک مہینے کا وقت تھا اور میں ایک مہینے میں اتنا نہ کرتی تو تف تھی مجھ پر۔" وہ خود کی تعریف کرتے بولی تھی۔

"چلو اب تم یہاں بیٹھ جاؤ ہم نے تمہیں کچھ سنانا بھی ہے۔" اب کی بار میشا اسے بیڈ پر بٹھاتے بولی تھی۔

"آہم آہم!" وہ جیسے خود کو تیار کر رہی تھیں۔

"چلو ماہ شروع ہو جاؤ۔" شاہ نے ماہ سے کہا تھا۔ راحمہ بس منتظر بھری نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"پیار ہی پیار تم کو ملے،

دل سے دعا ہے یہ میری،

پیارا سا سنسار تم کو ملے،

قسمت ملے ایسی نصیب سے کہ،

سب دیکھتے رہ جائیں،

چاندنی ہو ہر رات تیری،

تجھے ہر دن بہار ملے،"

www.novelsclubb.com

ماہ ہاتھوں کا مائیک بنا کر بولی تھی۔اس کے بعد میشا کی باری تھی۔

"یادوں کی ایک ٹولی لے کر،

ہم سوچا یہی کرتے ہیں،

شادی کر کے بھول نہ جانا،

ہم عرض یہی کرتے ہیں،

اس کے بعد وہ دونوں ہم آواز بولے تھے۔

"Happy Wedding Rahima Jaan We Love You A Lot!"

ان دونوں بہنوں کی محبت دیکھتے راحمہ کی آنکھوں سے خود ہی آنسو ٹپک پڑے تھے۔آگے آتے ان کو گلے لگاتے راحمہ نے سچے دل سے ان کا شکریہ ادا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"I Love You More My Jaanz!"

"مہمانوں میں اتنا ہی ہو پایا حمہ۔ تمہیں ہمارا سرپرائز پسند آیا نا!" ماہ سوالیہ انداز میں اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔مجھے پسند نہیں بہت زیادہ پسند آیا۔" وہ ہاتھوں کو کھولتے جھومتے بولی تھی۔

"میں آپ سب کو بہت مس کرونگی۔" وہ کچھ سوچتے بولی تھی۔

"ہم بھی تمہیں بہت مس کریں گے حمہ۔" وہ اس کو پیچھے سے گلے لگا گئے تھے۔راحمہ نے سکون سے آنکھیں موندلی تھیں۔

☆☆☆☆☆

رومان اور واثق کی جانب سے دی گئی بیچلر پارٹی پورے جوش سے رواں دواں تھی۔انہوں نے زیادہ کچھ نہیں کیا تھا۔ہوٹل میں ایک روم بک کیا تھا اور مزے سے چیزیں آرڈر کر کے کھا رہے تھے۔

"جی لو آزادی ہے یہ کچھ پل مسٹر طلال انصاری! پھر بیوی کے حکم کے پابند ہو گے تم۔" رومان نے پزا سلائس کی بائیٹ لیتے حسرت سے کہا تھا۔

"میں نے تو اسے پہلے ہی کہا تھا آزادی کے یہ دن سکون سے گزار لو لیکن اس نے سارے دن آفس کے کاموں میں برباد کر دیے۔" واثق کولڈ ڈرنک پیتے مزے سے بولا تھا۔طلال سینے پر ہاتھ باندھے ٹانگیں سیدھی کیے ان دونوں کو خاموشی سے سن رہا تھا۔

"ہو گئی تم دونوں کی بکواس؟" وہ باری باری ان دونوں کو دیکھتے سکون سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں بکواس بھی کوئی ختم ہونے کی چیز ہے یہ تو جتنی نکالو اتنی ہی نکلتی جاتی ہے۔" رومان واثق کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے بولا تھا۔

"پھر تم دونوں آپس میں اپنی بکواس نکالتے جاؤاور خود ہی مینٹلوں کی طرح ہنستے جاؤ۔ لیکن مجھے سکون سے سونے دو کل سے میری شادی شروع ہونے والی ہے اور مجھے مزے سے اپنی شادی انجوائے کرنی ہے۔" وہ سر تک بلینکٹ اوڑھتا مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائے انہیں ہکا بکا چھوڑتا آنکھیں موند گیا تھا۔ وہ جانتا تھا اس بات پر وہ جی بھر کر بدمزہ ہوئے ہونگے۔ وہ خود کو ان سے زچ کروانے کا کوئی موقع انہیں نہیں دے گا یہ طلال انصاری نے خود سے عہد کیا تھا۔ اور واقعی وہ دونوں جی بھر کر بدمزہ ہوئے تھے۔ ایک دوسرے کو دیکھتے سر نفی میں جھٹکتے وہ خود بھی سکون سے لیٹ گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

ملک مینشن کے لان کو ایک بار پھر سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ہر کوئی عجلت میں ادھر سے ادھر گھوم رہا تھا کسی کا جھمکا نہیں مل رہا تھا تو کسی کا دوپٹہ غائب تھا۔ خیر شادی والے گھر میں تو یہ مسئلے چلتے ہی رہتے ہیں۔ آگے بڑھتے راحمہ کے کمرے میں جائیں تو وہ مہندی بھرے ہاتھوں سے سجی ہوئی سی بیٹھی تھی۔ بیوٹیشن اسے تیار کر چکی تھی۔

"پیلے جوڑے میں ملبوس، جس پر کڑھائی کی گئی تھی، نیچے شرارہ پہنے ڈوپٹے کو اچھے سے سیٹ کیے پھولوں کے زیور سے سجی راحمہ ملک خود بھی ایک پھول کی مانند ہی لگ رہی تھی۔"

اس کی مہندی کا رنگ خوب گہرا آیا تھا۔ وہ بس اپنی مہندی کو تکتے یہی سوچ رہی تھی کہ آگے کی زندگی نا جانے کیسی گزرنے والی تھی۔ لیکن اپنی ماما کی بات پر عمل کرتے وہ سب اس پاک رب کے سپرد کرتے پر سکون ہو چکی تھی۔

محالہ نے مہندی رنگ کا سمپل سا لہنگا پہنا تھا۔ جواب تیار ہو کر یہاں سے وہاں گھوم رہی تھی۔ میشا نے گاجری کلر کا لہنگا پہنا تھا۔ اس نے رومان کے ساتھ میچنگ کرنی تھی اور رومان نے سفید شلوار قمیض کے اوپر گاجری رنگ کی واسکٹ پہنی تھی۔

مہندی کی یہ خوبصورت سی شام انصاری ولاء میں ایسی ہر گز نہیں تھی۔ وہاں ہر سو صرف رفعت انصاری کی آواز گونج رہی تھی۔

"طلال انصاری کریم کلر کے ڈریس پر بیلو واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔ بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے، پیروں میں پشاوری چپل پہنے وہ مہندی کے فنکشن کے لیے بلکل تیار دیکھائی دیتا تھا۔" آج وہ مطمئن لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

واثق بھی سفید سوٹ کے ساتھ مہندی کلر کی واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔ اپنی موم کے ساتھ وہ گاڑی میں مٹھائیاں اور باقی کا سامان رکھوانے میں مصروف تھا۔ ان کی طرف سے صرف ان تینوں نے ہی پوری شادی میں شرکت کرنا تھی۔ مسٹر انصاری کی وجہ سے ہی وہ کمبائن مہندی کا فنکشن کر رہے تھے اور باقی کے انتظامات ہال میں منعقد تھے وہ اپنے گھر میں اپنا کوئی بھی ایونٹ

نہیں کرنا چاہتا تھا۔دولہا والوں کے آتے ہی ماحول میں ایک الگ سی سرشاری آچکی تھی۔ان کا اچھے سے استقبال کرتے انہیں اسٹیج پر بٹھایا گیا تھا۔کچھ ہی دیر میں راحمہ بھی لڑکیوں کے نرغے میں سہج سہج کر چلتی آتی دیکھائی دی تھی۔طلال نے نظریں اٹھانے کی غلطی نہیں کی تھی۔وہ کسی کو بات بنانے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔اس کے ساتھ بیٹھتے ہی مہندی کے فنکشن کا آغاز ہو چکا تھا۔

"کتنے سڑو ہیں یار یہ!میری حمہ کی مدد ہی نہیں کی اسٹیج پر چڑھتے وقت۔"ماہ سخت خفا لگتی تھی۔

"ماہ آہستہ بولو۔خیر ہے نا!"شاہ اسے چپ کروا رہی تھی۔

"کیوں بھئی میں کیوں آہستہ بولوں؟سڑو کو سڑو ہی بولیں گے نا!"وہ اب کی بار آواز کو قدرے اونچا کر گئی تھی کہ دولہا نہ سہی دولہے کا بھائی ہی سن لے۔اور دولہے کے بھائی نے واقعی سن لیا تھا۔اچنبھے سے اس نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تھا۔جو اپنی سنہری آنکھوں سے اسے ہی گھور رہی تھی جیسے ابھی کچا چبا جائے گی۔واثق نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

"طلال کی تو خیر نہیں۔"وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔ماہ بھی ہونہہ کرتی رخ موڑ چکی تھی۔سب باری باری آتے ان دونوں کو مہندی لگا رہے تھے۔حمہ کچھ گھبراہٹ کا شکار تھی۔بڑوں کے مہندی لگانے کے بعد رومان اور میشا کی باری آئی تھی۔مہندی کے ساتھ تھوڑا سا ابٹن بھی رکھا

گیا تھا۔ میشا تو مہندی لگا کے فارغ ہو چکی تھی لیکن رومان نے دونوں ہاتھوں میں ابٹن بھرتے طلال کے چہرے پر مل دیا تھا۔

"میرا یار اور بھی گورا ہو جائے گا کل تک، فل گارنٹی ہے۔" ماہ کا تو دل باغ باغ ہو گیا تھا۔ فون کا کیمرہ آن کرتے اس نے اچھی خاصی فوٹوز اور ویڈیوز بنا ڈالی تھیں۔ کب کی خاموش بیٹھی راحمہ بھی دل کھول کر مسکرائی تھی۔

"یار کیا کر رہا ہے بس کر!" بلآخر طلال نے اپنا آپ چھڑوا ہی لیا تھا۔ کسی نے اس کو ٹاول لا دیا تھا۔ جلدی سے وہ اپنا منہ صاف کر گیا تھا۔

"کیا مصیبت ہے مجھے منہ دھونا ہے، ہٹو۔" وہ جھنجھلاہٹ سے اسے پرے کرتا اندر کی جانب قدم بڑھا چکا تھا۔

"یار لگا رہنے دیتا کل تک تو نے اُجلا اُجلا ہو جانا تھا۔" اس نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی۔ واثق کا بھی ہنس ہنس کر برا حال تھا۔ نایاب بیگم نے رومان کو اچھی خاصی گھوری سے نوازا تھا جسے وہ فل اگنور مار گیا تھا۔ یہ تو شکر تھا کہ سب کھانے میں مصروف تھے ورنہ وہ رومان کی اچھی خاصی کلاس لینے کا ارادہ رکھتی تھیں۔ وہ عجلت میں راحمہ کے کمرے میں ہی داخل ہو چکا تھا کیونکہ اسے شدید بے چینی ہو رہی تھی۔ واچ بیسن کا نل آن کرتے اس نے اچھے سے اپنا منہ دھویا تھا۔ چہرہ صاف ہوا تو اس نے ایک سکون کا سانس خارج کیا تھا۔ نا جانے کیوں اسے ان سب

چیزوں سے چڑ تھی۔راحمہ بھی باہر سے فری ہوتی اپنے کمرے میں آرہی تھی۔وہ باہر نکل رہا تھااور راحمہ اندر داخل ہورہی تھی۔ایک بار پھر سے ان دونوں کا بری طرح سے ٹکراؤ ہوا تھا۔

"آؤچ۔"بے اختیار اس کے منہ سے نکلا تھا۔وہ سر تھام کر رہ گئی تھی۔اسے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کے کمرے میں آئے ہونگے۔

"سوری وہ میں نے دھیان نہیں دیا۔"طلال معذرت خواہانہ نظروں سے اسے دیکھتا بولا تھا۔

"وہ دل سے اعتراف کر چکا تھا کہ راحمہ ملک اس پل بہت خوبصورت لگ رہی تھی، کیونکہ وہ اس پر سے نظریں ہٹا ہی نہیں پارہا تھا۔سیدھا دل میں اترنا کسے کہتے ہیں ہیں یہ اس پل کوئی طلال انصاری سے پوچھتا۔"وہ خجل سی ہوتی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"اٹس اوکے۔پلیز راستہ دے دیں۔"وہ صبح سے تھکن کا شکار تھا مزید کھڑے رہنا اسے محال لگتا تھا۔اسے اب اندازہ ہوا تھا کہ وہ اس کے کمرے میں کھڑا تھا۔فوراً سے اسے راستہ دیتا وہ باہر جا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہونہہ بس گھورنے کی پتہ ہے بندہ تعریف بھی کر دیتا ہے۔"نا جانے کیوں اسے اس پل شدید غصہ آیا تھا۔

"سڑو کہیں کے۔"وہ ایک بار پھر اسے اس لقب سے نواز چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

"آج طلال کی بارات ہے۔تم جانتے ہو نا کہ کیا کرنا ہے؟اگر امایہ میری بہو نہیں بنی تو کسی ایرے گیرے کو بھی حق نہیں ہے کہ وہ میری بہو بننے کا شرف حاصل کرے۔"فون پر وہ کسی سے مخاطب تھے۔کل وہ خاموش رہے تھے کیونکہ کل بولنے کا کوئی بھی فائدہ نہیں تھا۔انہیں جو بھی کرنا تھا آج کرنا تھا۔احتیاطاً چاروں جانب نگاہ دوڑاتے وہ ان کی تیاریوں پر ایک تائیدی نگاہ ڈالتے داخلی دروازہ عبور کر گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

یہ سہ پہر کا وقت تھا۔راحمہ اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی۔کچھ دیر میں بیوٹیشن نے اسے ریڈی کرنے آنا تھا۔وہ اپنے کمرے کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔جب امان ملک اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"میری پرنسس کیا کر رہی ہے؟"وہ آگے چلتے اس تک آئے تھے۔وہ اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ان کی آواز پر وہ غائب دماغی سے ان کی جانب دیکھتی ہی جا رہی تھی۔پھر سر جھٹکتے وہ مسکرا گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ بھی نہیں بابا۔یہی دیکھ رہی ہوں کہ اب اس کمرے میں جب بھی میں رہنے آؤں گی مہمان بن کر ہی آؤں گی۔"

"کس نے کہا کہ میری بیٹی یہاں مہمان بن کر آئے گی؟ یہ کمرہ راحمہ کا ہے اور ہمیشہ راحمہ کا ہی رہے گا۔ الٹا اب تو تمہارے دو دو گھر ہو جائیں گے۔ تم جہاں چاہو رہ سکتی ہو۔" وہ اس کے گال کو پیار سے تھپتھپاتے بولے تھے۔

"ہمم پھر بھی وہ بات تو نہیں ہوتی نا بابا۔" وہ مطمئن نظر نہیں آتی تھی۔

"یہ تو دنیا کا دستور ہے بیٹا تمہاری ماما بھی تو آئی تھیں نا اپنا گھر چھوڑ کر۔ اور آج اس گھر سے زیادہ انہیں اس گھر کی فکر رہتی ہے۔ اب یہی ان کا گھر ہے۔ اور عورت کے بنا ایک گھر کا گزارا ناممکن ہوتا ہے۔ عورت کا ساتھ نہ ہو تو بڑا سا گھر بھی ویران لگتا تھا۔ ہر گھر میں بہار عورت ہی لاتی ہے۔ وہ گھر بھی تمہارے جانے سے روشن ہو گا۔ وہ جو ہر وقت سونا پڑا رہتا ہے تو اس گھر میں بہار تمہارے جانے سے آئے گی۔" وہ اسے دلیل سے سب سمجھا رہے تھے۔ اپنی قمیض کی جیب سے انہوں نے ایک ڈبیا نکالی تھی جس میں دو سونے کے کنگن تھے۔ ان کنگن کو باہر نکالتے وہ اس کے ہاتھ میں پہنا گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ بابا کی طرف سے ان کی شہزادی کے لیے چھوٹا سا تحفہ۔" وہ محبت سے اس کا ماتھا چومتے افسردہ سے لہجے میں بولے تھے۔ ان کی اکلوتی بیٹی آج پرائی ہونے والی تھی وہ نا چاہتے ہوئے بھی اداس ہو چکے تھے۔ اتنے لاڈ سے اپنی بیٹی کو پالا تھا۔ چھوٹی سی تھی وہ۔ نا جانے اتنی بڑی کب ہو گئی کہ آج اس کی رخصتی کا لمحہ آن پہنچا تھا۔

"ایک باپ کے لیے اپنے جگر کا ٹکڑا کسی اور کو سونپنا کتنا کٹھن مرحلہ ہوتا ہے اس کا اندازہ صرف وہی باپ ہی لگا سکتا ہے۔" راحمہ کی آنکھوں سے نمکین پانی پھر سے بہنا شروع ہو گیا تھا۔

"رونا نہیں ہے بیٹا بہادر بننا ہے، اور میری راحمہ تو بہت بہادر ہے نا۔ تم کب سے چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل پر لینے لگ گئیں؟" وہ اس کا دل رکھنے کو بولے تھے۔

"یہ چھوٹی بات نہیں ہے بابا۔" وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

"میں کیسے آپ سب کے بنا رہوں گی؟" وہ اپنا دکھڑا انہیں سنا رہی تھی۔

"یہ ہمت وہی رب دیتا ہے راحمہ۔" وہ اس کا سر تھپتھپا رہے تھے۔

"ہمیشہ خوش رہو۔" وہ اسے دعا دیتے باہر جا چکے تھے۔ اس سے پہلے کہ ان کی اپنی برداشت ہی ختم ہو جاتی۔ راحمہ نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔ بابا ٹھیک کہہ رہے تھے۔ "عورت کو یہ ہمت وہ رب ہی دیتا ہے۔" میشا نے آکر اسے بیوٹیشن کے آجانے کی اطلاع دی تھی وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

"طلال کب تک نکلنا ہے؟" واثق نک سک سا تیار طلال سے پوچھنے آیا تھا۔

"محرون کلر کی شیروانی پہنے سر پر گولڈن ہی کلہ سجائے پیروں میں کھسہ ڈالے وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔"

"بس ابھی نکلتے ہیں میری سواری تو آجانے دو۔" وہ متبسم سی مسکراہٹ چہرے پر سجاتا بولا تھا۔

"کیا مطلب گاڑیاں تیار ہیں طلال!" وہ نا سمجھی سے اسے بتا رہا تھا۔

"نہیں میری شاہی سواری آئے گی۔ تم میرے ساتھ جاؤ گے اور موم کو رومان لے جائے گا۔" وہ چہرے پر اطمینان سجائے اسے سب بتا رہا تھا۔

"جب اپنی گاڑیاں ہیں تو کیوں کوئی لینے آئے گا۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے؟"

"نہیں مجھے ان میں سے کسی بھی گاڑی کے ٹھیک ہونے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ بہتر ہے ہم احتیاط سے کام لیں۔"

"لو اب یہ کیا بات ہوئی؟" اس کا دماغ طلال کی بے تکی باتوں نے گھما کر رکھ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہی بات ہے شاباش جاؤ موم کو کہو رومان لینے آچکا ہے۔ ان کے ساتھ چلی جائیں۔ میں بھی ابھی نیچے آتا ہوں۔" وہ سب انتظام پہلے سے ہی کر چکا تھا۔ واثق کے کہے کے مطابق رفعت انصاری طلال کی بلائیں لیتی رومان کے ساتھ ہال کی جانب روانہ ہو چکی تھیں۔ طلال اچھے سے اپنے روم کا دروازہ لاک کر کے گیا تھا۔ گھر سے کچھ دور تک وہ پیدل چلا تھا۔ واثق کو اس وقت طلال کی دماغی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

"یہ کیا پاگلوں والی حرکتیں کیے جا رہے ہو یار! سجی سنوری گاڑی چھوڑ کر تم پیدل ہی چلے جا رہے ہو۔" وہ شدید کوفت کا شکار تھا۔

"جب سجی سنوری چیز میں ہی جان کا خطرہ ہو تو اس سجی سنوری چیز کا کیا فائدہ؟ یاد رکھو میرے بھائی ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی، کچھ کوئلہ بھی ہوتی ہیں۔"

"تم تو سچ میں کھسک گئے ہو۔" وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ چکا تھا۔ کچھ دور چلتے ڈھول والے اور ایک قطار میں کئی گھوڑے کھڑے تھے جو شاید طلال کے ہی منتظر تھے۔ اس نے خود ہی انہیں گھر سے کچھ مسافت پر کھڑا ہونے کو کہا تھا۔ اس کی بھی ایک وجہ تھی۔

"اگر طلال کو ماسٹر مائنڈ کہا جائے تو غلط بلکل نہیں ہو گا۔"

وہاں پہنچتے اس نے ایک اطمینان بھری مسکراہٹ واثق کی جانب اچھالی تھی۔

"آجاؤ ایک پر تم بیٹھو اور ایک پر میں بیٹھوں گا۔ اور یہ قطار میں لگے کئی گھوڑے ہمارے پیچھے پیچھے چلیں گے۔ اب آئے گا نا بارات لے جانے کا اصلی مزہ!" وہ خوشی سے بھرپور مسکراہٹ واثق کی جانب اچھالتے بولا تھا۔

"کسی کو مات دینے کا بھی اپنا مزہ ہے میرے دوست!" فتح کا رنگ اس کے چہرے سے جھلک رہا تھا۔

"چلو بھئی شروع ہو جاؤ۔" وہ راحمہ ملک کو بہت ہی نرالے انداز میں لینے جا رہا تھا۔ دیکھنے والوں نے ایسی بارات پورے جوش سے دیکھی تھی۔ راستے سے کئی لوگ اس کی بارات میں شامل ہو چکے تھے۔ ایک مسکراہٹ تھی جو اس کے چہرے سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھے۔ ہال کے باہر پہنچتے ڈھول والوں نے اور جوش سے ڈھول بجانا شروع کر دیا تھا۔ ان کا ایک بندہ بھنگڑا بھی ڈال رہا تھا۔ واثق گھوڑے سے اتر چکا تھا لیکن طلال گھوڑے کو اندر تک لے کر گیا تھا۔ جہاں سالیاں اس کے استقبال کے لیے پہلے سے موجود کھڑی تھیں۔

"آہاں میں پہلے سے انتظام کر کے آیا ہوں۔" کہتے اس نے واثق کو اشارہ کیا تھا۔ وہ اس ایونٹ میں کوئی تاخیر نہیں چاہتا تھا۔ اس نے نوٹوں کی ایک گڈی ان کی طرف بڑھائی تھی۔ پہلے شاندار طریقے سے بارات اور اب بنا مانگے نیگ! طلال انصاری نے تو آج سب کو حیران کرنے کی ٹھانی ہوئی تھی۔ میشا محالہ اور اس کی ساری کزنز خوشی خوشی اندر جا چکی تھیں۔

"راحمہ تیرا دولہا تو گھوڑے پر آیا ہے تجھے لینے۔ کیا شان سے آئے تھے وہ ہائے کاش میرا دولہا بھی ایسے ہی آئے۔" ماہ ستائشی انداز میں اسے سب بتا رہی تھی۔

"ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا پہنے جس پر گولڈن ہیوی سا کام کیا گیا تھا۔ ڈریس کے حساب سے خوبصورت سا میک اپ، ماتھے پر ٹکا اور جھومر سجائے ڈوپٹے کو اچھے سے سیٹ کیے، ہاتھوں میں بھری بھری چوڑیاں ڈالے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ ایک کلائی میں اس نے اپنے بابا کے دیے کنگن بھی پہن رکھے تھے۔"

"کیاواقعی؟"وہ سچ میں حیران ہوئی تھی۔

"ہاں نا تمہاری قسم۔"

"اچھا اچھا مان لیا یوں قسم کھانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تم نے پوچھا ہی ایسے کہ مجھے قسم کو درمیان میں لانا پڑا۔"ماہ فل ڈرامائی انداز میں بولی تھی۔ حمہ اس کی اداکاری دیکھتے مسکرا گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

"ہاں بھائی صاحب نکل گئے وہ لوگ؟"واجد انصاری نے اپنے بھائی سے پوچھا تھا۔

"نہیں یار گاڑی کی آواز تو نہیں آئی میں تو کب سے اپنے کمرے میں ہی بیٹھا ہوں۔"وہ خود بھی حیران تھے۔

"جا کر دیکھیں تو سہی۔"

www.novelsclubb.com

"گھر تو کوئی بھی نہیں ہے شاید وہ نکل چکے ہیں بس مجھے ہی اندازہ نہیں ہوا۔"وہ خود سے نتیجہ اخذ کر رہے تھے۔

"گھر میں کوئی نہیں ہے اور گاڑیاں ساری ہی ویسی کی ویسی پورچ میں موجود ہیں۔ پھر یہ لوگ گئے تو گئے کہاں؟"انہیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

"کہیں طلال واقف تو نہیں تھا؟"وہ اب غصے سے پوچھ رہے تھے۔

"نہیں میں نے تو خفیہ طور پر سب کروایا تھا۔" وہ خود بھی پریشان دیکھائی دیتے تھے۔

"طلال کھیل گیا بھائی صاحب وہ بھی آپ کا ہی بیٹا ہے۔اسے سب کچھ پتہ چل چکا تھا تبھی اس نے بہت ہوشیاری سے سب کیا ہے۔" واجد انصاری سب سمجھ چکے تھے۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے یار!" وہ اپنی پوری قوت سے موبائل کو زمین پر پٹخ چکے تھے۔ان کے لیے یہ شکست قبول کرنا بہت مشکل کام تھا۔

"طلال کو کیسے پتہ چلا کہ میں نے گاڑیوں کی بریکس فیل کروائی ہوئی ہیں۔کیسے اسے پتہ چل سکتا ہے آخر کیسے؟" وہ ہر چیز غصے سے زمین پر پٹخ رہے تھے۔

"ابھی بھی دیر نہیں ہوئی۔ابھی طلال کا نکاح نہیں ہوا ہو گا میں سب ختم کروا دونگا۔" وہ عجلت میں فون کی طرف بڑھے تھے لیکن فون ڈیڈ ہو چکا تھا۔انہوں نے بے بسی سے اپنے بال نوچنا شروع کر دیے تھے۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

مولوی صاحب پہلے ہی تشریف لا چکے تھے۔نکاح کا سارا انتظام ہو چکا تھا۔سب سے پہلے دولہن سے پوچھا گیا تھا۔جیسے ہی مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات دہرائے راحمہ نے بے اختیار اپنے گھر والوں کو دیکھا تھا۔اس کا بچپن اس کی آنکھوں کے پردے پر لہرا گیا تھا۔اس کے بابا نے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا تھا اس کی ماما اس کے سامنے تھیں اور رومان اس کے

پاس ہی نیچے زمین پر پیروں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔راحمہ نے اثبات میں سر ہلاتے تین بار اپنی رضامندی ظاہر کر دی تھی۔ نکاح نامے پر دستخط کرتے اس کے ہاتھ لرز گئے تھے۔راحمہ ملک کے ساتھ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے طلال انصاری کا نام جڑ چکا تھا۔باپ کا نام ہٹتے اب شوہر کا نام آ چکا تھا۔یہ لمحہ ایک لڑکی کے لیے کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے اس کا اندازہ کوئی بھی نہیں لگا سکتا۔ دولہن کے بعد دولہے کے سامنے نکاح کے کلمات دہرائے گئے تھے۔طلال انصاری نے اپنے پورے ہوش و حواس میں راحمہ ملک کو اپنی زندگی میں شامل کیا تھا۔نکاح نامے پر دستخط کرتے ہی طلال انصاری کے کندھوں پر کسی کی حفاظت کا بوجھ ڈال دیا گیا تھا۔اب اسے اپنی بیوی کا محافظ بننا تھا۔اب اسے کوئی بھول نہیں کرنی تھی۔اب اسے ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا تھا۔نکاح ہوتے ہی ہر طرف مبارکباد کا شور اٹھا تھا۔نکاح کے بعد کھانا کھول دیا گیا تھا سب کھانے میں مصروف تھے اور یہاں اسٹیج پر دودھ پلائی کی رسم جاری تھی۔طلال نے یہاں بھی بنا کسی بحث کے انہیں پیسے تھما دیے تھے۔وہ اپنی طرف سے سب اقدامات کر چکا تھا لیکن اسے کہیں نہ کہیں کھٹکا تھا کہ کسی پل بھی کچھ بھی ہو سکتا تھا۔"پیسہ عزت یا جانوں سے زیادہ ضروری نہیں تھا۔"

کچھ پل بعد رخصتی کا لمحہ آن پہنچا تھا۔سب سے ملتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ان کے باہر نکلنے تک ایک سجی سنوری گاڑی ان کے سامنے موجود تھی۔نایاب ملک نے راحمہ کا ہاتھ رفعت انصاری کو سونپ دیا تھا۔

"اب یہ آپ کی بیٹی ہے،اب اس کی حفاظت کی زمہ داری آپ کے سر ہے۔"وہ اداسی سے مسکراتے بولی تھیں۔

"آپ کو ہماری طرف سے کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"انہوں نے ان کا مان برقرار رکھا تھا۔راحمہ اپنے شوہر کے سنگ رخصت ہوتی اپنے نئے گھر کے لیے روانہ ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

فرہاد انصاری طلال کے کمرے میں بھی جا چکے تھے لیکن وہ کمرہ لاکڈ تھا۔تھک ہار کر انہوں نے لینڈ لائن سے واجد کو فون کر کے گاڑی بلوائی تھی۔مطلوبہ ہال پہنچتے انہیں پتہ چلا تھا کہ فنکشن تو کچھ دیر پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔بے بسی بھری بے بسی تھی۔ان کا وار ہر طرح سے خالی جا رہا تھا۔طلال انصاری بارات لے کر گھر پہنچ چکا تھا۔رفعت انصاری جتنا خوبصورتی سے اس کا استقبال کر سکتی تھیں انہوں نے کیا تھا۔طلال کے سنگ وہ راحمہ کو اس کے کمرے میں چھوڑ آئی تھیں۔کمرے کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔گرے فرنیچر سے آراستہ کیے گیے اس کمرے میں سہولت کی ہر چیز موجود تھی۔وہ بیڈ پر گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی تھی۔جب وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس تک آیا تھا۔

"تم سوچ رہی ہو گی کہ ہم نے سب کچھ اتنی جلد بازی میں کیوں کر دیا؟ آج میں کچھ انکشافات کروں گا۔امید ہے تم مجھے سمجھو گی راحمہ۔" وہ بہت سوچ سوچ کر بول رہا تھا۔گھونگھٹ کے نیچے اس کا سانس اٹک کر رہ گیا تھا۔

"اوہ سوری میں نے تو گھونگھٹ ہی نہیں اٹھایا۔" اس نے معذرت کرتے تھوڑا آگے ہوتے گھونگھٹ اٹھایا تھا۔کچھ پل وہ اسے تکتا ہی رہ گیا تھا۔وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اسے پہلے تو کبھی اتنی خوبصورت نہیں لگی تھی جتنی آج لگ رہی تھی لیکن طلال انصاری کو یہ نہیں پتہ تھا کہ پہلے ان کے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں بنا تھا کہ وہ اسے خوبصورت لگتی۔اب جب ان کے درمیان ایک پاک رشتہ قائم ہو چکا ہے تو راحمہ تو اسے دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہی لگے گی۔ کیونکہ اس رشتے کی خاص بات ہی یہی ہے۔"نکاح سے دو دلوں میں محبت اور احترام کا جو رشتہ قائم ہوتا ہے وہ اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ کوئی چاہ کر بھی اسے توڑ نہیں سکتا۔بس ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔" جیب سے اس نے ایک مخملی ڈبی نکالی تھی۔اس کی موم نے سختی سے تاکید کی تھی کہ منہ دیکھائی کا تحفہ لازمی دینا ہے۔ڈبی کھولتے اس نے راحمہ کے سامنے کی تھی۔وہ ڈائمنڈ کی ایک نفیس سی رنگ تھی۔

"میں نے سوچا کوئی ایسا تحفہ دوں کہ جو تم استعمال میں بھی لا سکو، پسند آیا؟" مسکرا کر اپنی بات کہتے اس نے اس کی پسند کے متعلق پوچھا تھا۔

"جی۔۔بہت خوبصورت ہے۔" وہ بمشکل اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

"May i?"

وہ جیسے اجازت طلب کر رہا تھا۔اس نے بنا کچھ کہے ہاتھ آگے بڑھا دیا تھا۔طلال نے وہ خوبصورت سی انگوٹھی اس کے خوبصورت سے ہاتھ میں سجا دی تھی۔

"کیا آپ کی زندگی میں پہلے سے کوئی لڑکی ہے؟"اس نے تب سے ذہن میں اٹکے سوال کو زبان دی تھی۔طلال اس کے تکے پر حیران رہ گیا تھا۔

"استغفراللہ! تم وہ پہلی اور آخری لڑکی ہو جو سیدھا میرے دل میں جا کر لگی ہو۔"وہ آج صاف گوئی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔وہ اپنے جذبات اس سے کیوں چھپاتا اب اس کے جذبات کی حقدار تو تھی ہی وہی لڑکی جو آج دولہن کے روپ میں سج سنور کر اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

"پھر ٹھیک ہے۔"وہ ایک گہرا سانس لیتی مسکرا گئی تھی۔

"مجھے کچھ اور بتانا تھا۔"وہ جیسے الفاظ تلاش کر رہا تھا کہ کیسے اس تک اپنی بات پہنچائے۔

"وہ سب باتیں آپ بعد میں بتا دیجیئے گا پہلے پلیز چینج کر لوں؟ مجھ سے ایسے ہیوی ڈریسسز بلکل بھی نہیں پہنے جاتے۔پھر نفل ادا کر کے میں پہلے کھانا کھاؤں گی اس کے بعد ہی آپ اپنے انکشافات مجھ پر آشکار کیجیئے گا۔"اب جب ایسی ویسی کوئی بات تھی ہی نہیں تو وہ خود ہی سارا پلان ترتیب دے چکی تھی۔وہ مسکرا کر سر جھٹک گیا تھا۔راحمہ کے سامان نکالنے تک وہ خود چینج کر کے آ چکا تھا۔نیوی بلیو کلر کے سوٹ میں ملبوس وہ وضو کر کے آیا تھا۔راحمہ نے ایک

نظر اسے دیکھا تھا اور جیسے وہ پہلی نظر میں ہی اس کے دل میں گھر کر گیا تھا۔ مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے راحمہ نے چینجنگ روم کی طرف قدم بڑھائے تھے۔اس کے ڈریس کو دیکھتی وہ خود بھی بلیو کلر کا سوٹ پہن کر آئی تھی جس کے نیچے وائٹ پلازو اور وائٹ ہی دوپٹہ تھا جو نماز کے اسٹائل میں لیا ہوا تھا۔ دھلے دھلے چہرے کے ساتھ وہ بہت معصوم لگ رہی تھی۔ طلال نے جائے نماز بچھاتے نظروں سے اس طرف اشارہ کیا تھا۔ راحمہ نے آج اپنے محرم کی امامت میں دو نفل شکرانے کے ادا کیے تھے۔ دعا مانگنے کے بعد وہ جائے نماز اٹھا کر جگہ پر رکھتی بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی طلال پہلے ہی بول چکا تھا۔

"میں نے کھانا آرڈر کر دیا ہے جیسے ہی آئے گا واشق پہنچا جائے گا۔اور کھانے کے بعد جو جو باتیں میں تمہیں بتاؤں گا وہ تم نے اچھے سے ذہن نشیں کر لینی ہیں۔" وہ اسے دھیمے لہجے میں سمجھا رہا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ ابھی نادانیاں کرنے والی عمر میں تھی اسے حد سے زیادہ اس کی حفاظت کرنی تھی اور وہ اپنی ہر ممکن کوشش ابھی سے کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"او کے سر تاج۔" وہ تھوڑا سا جھکتے تابعداری کا مظاہرہ کر گئی تھی۔اس کا انداز اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔

"تم سچ میں رومان ملک کی بہن لگتی ہو۔" وہ اس کے انداز پر کہے بنا نہیں رہ پایا تھا۔

"ہاں تو میں ہوں ہی اپنے پیارے سے بھائی کی بہن۔" وہ ایک ادا سے بولی تھی۔

"آپ ہنستے ہوئے بھی پیارے لگتے ہیں ہنستے رہا کریں۔" وہ سچے دل سے اس کی تعریف کر رہی تھی۔

"شکریہ جناب۔ لیکن کچھ باتیں اتنی تلخ ہوتی ہیں کہ وہ آپ سے آپ کی ساری مسکراہٹیں چھین لیتی ہیں۔" وہ نفی میں سر جھٹکتے بولا تھا۔ اتنے میں واثق اسے پیزا، کولڈ ڈرنک اور کافیز تھما گیا تھا۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ مجھے پیزا پسند ہے؟" وہ چہکتے بولی تھی۔

"ایک بار رومان نے بتایا تھا بس وہ یاد آیا تو منگوالیا۔"

"آپ بھی لیں نا!" وہ اسے پیشکش کر رہی تھی۔

"نہیں میں ڈائٹ فوڈ ہی استعمال کرتا ہوں۔"

"میرے ساتھ رہتے تو آپ کو عادت ڈال لینی چاہیے۔ اور یہ ایک پیس تو لازمی ختم کرنا ہے۔" وہ زبردستی اس کے منہ کے پاس پیزا سلائس لے گئی تھی۔ مجبوراً اسے کھانا پڑا تھا۔ ایک بائیٹ کے بعد وہ ایسی کئی بائٹس اسے کھلاتی رہی تھی۔ اسے ابھی اس رشتے کی نزاکتوں کا علم نہیں تھا۔ طلال نے ساتھ ہی ساتھ اپنی کافی بھی ختم کر لی تھی۔ وہ کھا کر فارغ ہوئی تو طلال نے اس سے جیسے تصدیق چاہی تھی کہ کیا اب سب بتادے؟ وہ انگڑائی لیتی ہامی بھر گئی تھی۔

"تو بات یہ ہے کہ تم اس کمرے سے باہر میرے بغیر نہیں جاؤ گی۔ تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو، تم نے کچھ کھانا ہو، تمہارا باہر گھومنے کا دل کر رہا ہو تم یہ سب کام میرے ساتھ کرو گی۔ جب میں گھر میں نہیں ہو نگا تم اپنی ماما کے گھر رہوں گی۔ ٹھیک ہے؟" وہ باری باری انگلیوں پر گنتے اسے سب بتا رہا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اس کے چہرے کو ہی دیکھتی جا رہی تھی۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میں اکیلی کہیں بھی نہیں جا سکتی؟ آپ مجھے اپنا قیدی بنا دینا چاہتے ہیں؟" وہ اپنی سوچ کے مطابق اس سے سوال کر رہی تھی۔

"کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔" وہ کندھے اچکا گیا تھا۔

"اور اس سب کی کوئی خاص وجہ؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ پائی تھی۔

"کیونکہ میرا باپ ایک کریکٹر لیس انسان ہے۔" اس نے جتنے اطمینان سے بتایا تھا رامہ نے اتنی ہی حیرانی سے منہ کھولے اس کا انکشاف سنا تھا۔ شادی کی پہلی رات وہ اسے یہ سب بتا رہا تھا۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں نا۔" وہ انگلی اٹھاتے اس سے تصدیق چاہ رہی تھی۔

"تمہیں میری شکل مزاق کرنے والی لگ رہی ہے؟ ویسے تو تم مجھے سڑو کہہ کر بلاتی ہو۔ تو یہ سڑو لوگ مذاق کب سے کرنے لگے؟" وہ اسے جتا رہا تھا کہ وہ انجان نہیں ہے۔ راحمہ نے بے اختیار زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔

"میری باتوں کو ہلکے میں مت لینا راحمہ۔ اگر میں ایسا کہہ رہا ہوں تو تمہیں یقین کر لینا چاہیے کہ یہ واقعی ایک سنگین مسئلہ ہو سکتا ہے اگر تم نے اتنی سی بھی لاپرواہی برتی تو۔" وہ سنجیدہ لہجے میں اسے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان فاصلہ قائم کر کے بتا رہا تھا۔

"میں نے یقین کر لیا۔" وہ فوراً سے ہاتھ کھڑے کرتی بولی تھی۔ طلال کی شکل دیکھتے وہ اپنا قہقہہ ضبط نہیں کر پائی تھی۔

"سوری سوری۔" وہ منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔ جتنا سیریس وہ اس وقت بیٹھا تھا اس کی شکل دیکھتے اس کی بھی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

"تم دونوں بہن بھائیوں کی نیچر ہی ایسی ہے یا جان بوجھ کر ایسا کرتے ہو؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ پایا تھا۔

"شاید یہ ہمارے مزاج میں ہو، یا شاید ہم یہ جان بوجھ کر کرتے ہیں۔" وہ اسے بھی گھما گئی تھی۔

"تم دونوں میری سمجھ سے باہر ہو۔" وہ سر جھٹک گیا تھا۔ طلال ابھی مزید بھی کچھ بول رہا تھا جب اسے اپنے کندھے پر کچھ دباؤ محسوس ہوا تھا۔ گردن موڑ کر دیکھا تو راحمہ اس کے کندھے پر سر رکھے سکون سے سو رہی تھی۔ طلال نے مسکراتے نفی میں سر جھٹکا تھا۔

"مجھے خود ہی اس بیوقوف لڑکی کی حفاظت کرنی ہو گی۔ بات کی گہرائی تک جا کر بھی تمہاری بہن خراٹے ہی لیتی ہے رومان۔ اور اس سے کچھ نہیں ہونا۔" وہ دل ہی دل میں رومان سے مخاطب ہوا تھا۔ احتیاط سے اس کا سر تکیے پر رکھتے وہ اپنا لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا تھا۔ اپنے برابر میں سوئی اس معصوم سی لڑکی کے لیے اسے بہت کچھ کرنا تھا۔ وہ اسے کچھ نہیں ہونے دے گا۔ اسے کل کے ایونٹ کے لیے بہت کچھ کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆

ملک مینشن کی اگلی صبح اداس سی تھی۔ اس گھر کی اکلوتی بیٹی پرائی ہو کر اس گھر کو سونا کر گئی تھی۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔ طلال نے ہی منع کیا تھا کہ کوئی بھی تکلف وہ نہیں چاہتا تھا۔ وہ سب ناشتے کی میز پر بیٹھے بے دلی سے ناشتہ کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

انصاری ولاء کی نئی نویلی دولہن صبح سے جاگ چکی تھی اور اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل کرتے وہ سینے پر ہاتھ باندھے یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھی۔ طلال کچھ دیر قبل ہی سویا تھا۔ اس سے پہلے وہ کام میں مصروف تھا۔ اب بھی کام کے دوران ہی اس کی آنکھ لگی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ اب تک کیوں جاگتا رہا تھا۔ ایک بار اس کا دل کیا کہ نیچے جا کر کافی بنا آئے۔ لیکن

اسے ڈر تھا کہ اگر کچھ ہو گیا تو؟اذان ہوئی تو وہ وضو کرنے کی غرض سے باتھروم کی جانب قدم بڑھا چکی تھی۔واپس آئی تو طلال اب تک سو رہا تھا۔اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ اسے کیسے جگائے۔ہمت کرتے اس نے اس کی بازو کو جھنجوڑا تھا۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا۔اس کی نیند اتنی گہری نہیں تھی۔وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھا تھا۔

"وہ۔۔نماز کا وقت ہو گیا ہے۔"وہ معصومیت سے اسے بتا رہی تھی۔کیونکہ وہ خالی خالی نظروں سے اسے تکے ہی جا رہا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔تم ابھی نماز ادا نہ کرنا۔ہم دونوں ساتھ میں نماز ادا کریں گے۔"جلدی سے چہل پہن کر اسے کہتا وہ وضو کرنے جا چکا تھا۔وہ جب آیا تو راحمہ جائے نماز بچھائے کھڑی اس کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ایک ساتھ نماز ادا کرتے وہ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔راحمہ کے لیے وہ دھوپ چھاؤں سا تھا۔سڑو تو وہ اسے کہیں سے بھی نہیں لگا تھا۔وہ تو اسے بہت اپنا اپنا سا لگا تھا۔اس کا خیال رکھنے والا،اسے عزت اور مان بخشنے والا۔نماز ادا کرنے کے بعد وہ اب "سورۃ الرحمن" کی تلاوت کر رہے تھے۔پورے کمرے میں ان دونوں کی دھیمی سی آواز گونج رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

رفعت انصاری جانتی تھیں کہ راحمہ اکیلی نیچے نہیں آئے گی وہ ملازم کے ہاتھ اس کا ناشتہ اوپر ہی بھجوا چکی تھیں۔ جس پل ناشتہ آیا وہ دونوں بیڈ پر فارغ بیٹھے تھے۔ طلال نے تصدیق کے بعد دروازہ کھولتے ناشتے کی ٹرالی تھام لی تھی۔ ناشتہ دیکھتے راحمہ کی سانس میں سانس آئی تھی۔

"کھانے پر وہ کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتی تھی۔" پراٹھے کا پہلا نوالہ منہ میں جاتے اس کی جان میں جان آئی تھی۔

"تم اتنا ہیوی کھانا کیسے کھا لیتی ہو؟" وہ کافی کا سپ لیتا اسے عجیب نظروں سے گھور رہا تھا۔

"کیا مطلب؟ انسان منہ سے ہی کھانا کھاتا ہے۔" اسے اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔ طلال نے اس کے بے تکے سے جواب پر خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا تھا۔

"اچھا مذاق کر رہی تھی۔ بس ویسے ہی کھا لیتی ہوں کبھی کبھی۔ آج بھوک زیادہ لگی تھی تو جو سامنے آیا کھا لیا۔ ویسے ماما تو زبردستی مجھے پراٹھا کھلاتی تھیں۔" ماما کا نام لیتے وہ کچھ پل کو اداس ہوئی تھی لیکن پھر خود کو کمپوز کر گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" وہ سمجھتے سر ہلا گیا تھا۔

"اچھا ایک کپ کافی میرے لیے بھی بنا دیں نا پلیز۔" وہ التجائی نظروں سے اسے تکتے کہہ رہی تھی۔ کوئی اور ہوتا تو طلال اسے جھٹ سے منع کر دیتا تھا لیکن وہ کوئی اور نہیں تھی وہ اس کی بیوی تھی۔ وہ اسے کیسے منع کر سکتا تھا۔ اس کی ماں نے شروع سے یہی سیکھایا تھا کہ بیوی سے

محبت سے پیش آنا۔اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔اپنی کافی ایک سائیڈ پر رکھتے وہ اس کے لیے کافی بنا رہا تھا۔

"بہت شکریہ۔"وہ دل سے اس کی مشکور ہوئی تھی۔

"اچھا ویسے روز ہمارے لیے یہی پر ہی ناشتہ آیا کرے گا؟"وہ کھانے کے دوران اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"شاید۔"کافی کا کپ اسے تھماتے وہ خود بھی کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔وہ جی بھر کر مسکرائی تھی۔

☆☆☆☆☆

صبح سے وہ اپنے روم میں تھی۔وہ بھی اس کی پہرے داری کر رہا تھا۔بیوٹیشن بھی یہیں آ کر اسے تیار کر گئی تھی۔تب تک وہ واثق کے روم میں بیٹھا تھا۔آج کے دن اسے زیادہ خطرہ لاحق تھا۔وہ اس وقت اپنی ریسیپشن کے لیے بلکل تیار بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وائٹ شرٹ پر ریڈ ٹائی،اور ایش گرے تھری پیس پہنے وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔اس کے چہرے پر ہر سو پریشانی کا راج تھا۔ساتھ والے کمرے میں بیٹھی وہ معصوم سی لڑکی بھی فل تیاری کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"گرے اور پنک کے امتزاج کی ڈیسینٹ سی میسکی پہنے بالوں کا میسی سا جوڑے بنائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ڈوپٹے کو اچھے سے سیٹ کیا گیا تھا۔کلائی میں نفیس سے بریسلیٹ اور انگلی میں طلال کی دی گئی ڈائمنڈ رنگ پہنی ہوئی تھی۔

کچھ دیر میں وہ ہال کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔اسے صبح سے مسٹر انصاری نظر نہیں آئے تھے۔ہال میں ان کے اینٹر ہوتے ہی لائیٹوں کی پھواریں پھوٹی تھیں۔ہال کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ہر طرف پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔اسٹیج کو بھی پھولوں سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے وہ دونوں مسکراتے آگے بڑھ رہے تھے۔نایاب ملک نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ماہ اور ریشا نے بھی ایک مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔اسٹیج پر بیٹھتے وہ کچھ پل بعد باہر جا چکا تھا۔سارے اسے مبارکباد دے رہے تھے جسے وہ مسکراتے قبول کر رہی تھی۔دو گھنٹے معمول کے مطابق سب چلتا رہا تھا۔سارے مہمان آہستہ آہستہ جانا شروع ہو چکے تھے جب گھر کے مرد حضرات بھی لیڈیز ہال میں داخل ہو چکے تھے۔گھر کے سب افراد اسٹیج پر جمع تھے جب اچانک سے انہیں فائرنگ کی آواز آئی تھی۔پہلے تو انہیں یہی لگا تھا کہ کسی نے شوق کے تحت کی ہے لیکن طلال جانتا تھا کہ یہ سب کیا تھا وہ فوراً سے چوکنا ہو چکا تھا۔وہ اپنی طرف سے سب انتظامات کر چکا تھا پھر یہ فائرنگ کیسے؟ابھی وہ کچھ کرتا کہ فرہاد انصاری ہاتھ میں بندوق تھامے ہال میں داخل ہوئے تھے۔وہ اپنی ضد میں اتنے پاگل ہو چکے تھے کہ وقت اور جگہ کا اندازے کیے بنا وہ انتقام کی آگ میں کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھے۔

"اس لڑکی کو نہیں چھوڑوں گا میں۔یہ میرے گھر کی بہو نہیں بن سکتی۔"راحمہ کی جانب بندوق سے اشارہ کرتے وہ غصے سے پھنکارے تھے۔سب کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔میکانکی انداز میں طلال نے اسے اپنے پیچھے چھپایا تھا۔

"ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے راحمہ میری پینٹ کی جیب سے موبائل نکالو اور پولیس کو کال کرو۔"وہ سرگوشی نما انداز میں اسے ہدایات دے رہا تھا۔گارڈز انہیں سختی سے دبوچے ہوئے تھے لیکن ان کے سر پر خون سوار تھا۔سب سے پہلے واثق آگے بڑھا تھا۔

"ڈیڈ ہوش سے کام لیں۔کیا کر رہے ہیں؟"اس نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کسی کی بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھے۔سب خواتین زیر لب کلام پڑھنے میں مصروف تھیں۔رومان،امان ملک اور صادق ملک بھی انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن بے سود۔

"ہری اپ راحمہ۔"راحمہ نے اس کی پاکٹ سے فون نکالتے ایمرجنسی کالز سے پولیس کو کال ملائی تھی۔دوسری جانب سے پہلی بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا تھا۔راحمہ نے انہیں مطلوبہ پتہ بتاتے فوراً پہنچنے کو کہا تھا۔فرہاد انصاری اپنا آپ چھڑواتے طلال کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔

"ہٹ جاؤ سامنے سے۔"

"نہیں ہٹوں گا کیا کریں گے ؟" وہ دوبدو انہیں جواب دے رہا تھا۔ وہاں موجود سب لوگوں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

"میں تمہارا ابھی لحاظ نہیں کرونگا۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے بولے تھے۔

"اچھا پہلے کب کیا آپ نے میرا لحاظ ؟" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کر رہا تھا۔ وہ غصے سے طلال کو دھکا دیتے ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ اپنی جگہ پر ہنوز جما کھڑا تھا۔

"میری بیوی کو چھونا تو دور کی بات آپکی اس غلیظ نظروں سے دیکھنے بھی نہیں دونگا۔ دور رہیے۔" وہ انہیں دھکا دیتے بولا تھا۔ وہ لڑکھراتے پیچھے کی جانب گئے تھے۔ جب پولیس کی گاڑی کی آواز ان سب کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ سب نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ رومان اور واثق نے بروقت انہیں تھام لیا تھا۔ غصے میں انہوں نے پھر ایک فائر کیا تھا اور اب کی بار بندوق سے نکلی گولی فضا میں ہر طرف سرخ رنگ بکھیر گئی تھی۔ جو جہاں تھا وہیں تھم چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہاں موجود ہر شخص کے چہرے کا رنگ فق پڑ چکا تھا۔ طلال کے پیچھے چھپی راحمہ نے سختی سے اسے پیچھے سے دبوچا ہوا تھا۔ ایک گارڈ لڑکھڑاتا زمین پر اوندھے منہ گر چکا تھا۔ فرش پر اس کا خون پھیلتا ہی جا رہا تھا۔ پولیس نے آگے بڑھتے مسٹر انصاری کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ وہ ان کے ہاتھوں میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔

"چھوڑو مجھے کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔سب کو دیکھ لونگا۔"سب نے ان کے جانے پر جیسے شکر ادا کیا تھا۔رومان اور واثق نے گارڈ کو لے جاتے گاڑی میں لٹایا تھا۔اس کی نبض اب بھی چل رہی تھی۔وہ درد سے کراہ رہا تھا۔طلال نے کسی کی بھی پرواہ کیے بنا راحمہ کو فوراً سے اپنے ساتھ لگایا تھا۔وہ اس کے ساتھ لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔سنہری آنکھوں میں اس وقت ڈر ہلکورے لے رہا تھا۔

"شش!سب ٹھیک ہے راحمہ کچھ نہیں ہوا۔"وہ اس کی پیٹھ سہلاتے اسے تسلی دے رہا تھا۔ وہ کچھ سنبھلی تو اسے موم کی فکر لاحق ہوئی تھی۔اسے نایاب بیگم کے حوالے کرتا وہ موم کی جانب بڑھا تھا جو ایک کرسی پر سر تھامے بیٹھی تھیں۔جلدی سے آگے بڑھتے وہ ان کے پاس گیا تھا۔

"موم!آپ کو اداس ہونے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے۔اب تو سب ٹھیک ہے چکا ہے۔ پلیز یوں اداس تو نہ ہوں نا۔"وہ ان کے قدموں میں بیٹھتا ان کی جھولی میں سر رکھ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں اب سب ٹھیک ہو گیا ہے بیٹا آج بہت کچھ برا ہونے سے بچ گیا ورنہ میں نایاب بہن کو منہ دیکھانے کے قابل تک نہ رہتی۔"وہ دور بیٹھی راحمہ کو تکتے بولی تھیں۔

"جو ہوا نہیں اس کو سوچ کر اداس کیوں ہونا؟"وہ اس کی بات پر سر ہلا گئی تھیں۔

"آپ سب کے ساتھ گھر چلی جایئے گا میں ذرا پولیس اسٹیشن چکر لگا کر آتا ہوں۔" وہ انہیں بتاتا ایک نظر راحمہ کو دیکھتا وہاں سے جا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

فرہاد انصاری کی چیخنے کی آوازیں اسے باہر سے ہی سنائی دے رہی تھیں۔ انسپیکٹر سے سلام دعا کرنے کے بعد اس نے مسٹر انصاری کے کچھ مزید کارنامے ثبوت سمیت انہیں پیش کیے تھے۔ کچھ وقت بعد وہ مزید ثبوت بھی انہیں لا کر دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔

"کہنے کو تو یہ میرے باپ ہیں لیکن جو کارنامے انہوں نے کیے ہیں ان کو سوچا جائے تو آپ انہیں جتنی سخت سزا دلوا سکتے ہیں دلوائیں، ہم گواہی دینے کو تیار ہیں۔" وہ اپنی طرف سے انہیں تسلی کروا رہا تھا۔ طلال کے دیکھائے گئے ثبوت ان کو سزا دلوانے کو کافی تھے۔ ان میں کچھ ویڈیوز بھی شامل تھیں۔ لڑکیوں کو ہراس کرنا اور پھر ان کو بلیک میل کرنا ان کا مشغلہ بن چکا تھا۔ ان کے ساتھ ان کے بھائی اور بھتیجا بھی شامل تھے جن کا طلال انہیں بتا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ آپ نے خود کوئی قدم اٹھانے کی بجائے قانون کا سہارا لیا۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ملزم کو سخت سے سخت سزا دلوا سکیں۔" انسپیکٹر علی دل سے اس کے مشکور ہوئے تھے۔

"آپ کا بہت شکریہ سر۔آپ ہی ہمارے رکھوالے ہیں۔ قانون کو ہاتھ میں لینا سراسر بیوقوفی ہے اگر ہر شہری یہ بات سمجھ جائے تو پھر کیا ہی بات ہے۔" وہ ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم کیے کہنیاں میز پر ٹکائے بیٹھا تھا۔

" بلکل ٹھیک کہا آپ نے۔ خیر ہمیں ضرورت پڑی تو آپ کو ضرور بلوائیں گے۔اور ابھی چھاپا مار کر ان دو ملزمان کو بھی گرفتار کر لیں گے۔"

"اوکے سر۔" طلال کہتا واپس جا چکا تھا۔رومان اسے فون پر اطلاع دے چکا تھا کہ وہ گارڈ ہوسپٹل پہنچنے کے کچھ دیر بعد اپنی جان کی بازی ہار چکا تھا۔اور باقی سب بھی گھر پر پہنچ چکے تھے۔گارڈ کے گھر والوں سے ملتے وہ ان کے اخراجات کا ذمہ اپنے سر لے چکا تھا۔

"میں آپ کے نقصان کا مداوا تو نہیں کر سکتا لیکن آپ کے خاندان کے اخراجات ضرور اٹھا سکتا ہوں۔آپ کا شوہر ہماری حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان گنوا بیٹھا۔وہ تو شہادت کا مرتبہ حاصل کر چکا ہے۔اللہ اسے اس نیک عمل کا اجر دے گا۔" عدت میں ہونے کے باعث پردے کے پار ہی وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔گھر میں صرف اس کی بیوی اور ایک بیٹا تھا جو ابھی تین برس کا تھا۔ان کے پاس کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ وہاں سے سیدھا انصاری ولاء پہنچا تھا۔

سارے افراد وہیں پر موجود تھے۔واثق اور طلال کے آتے ہی سب انہیں تسلی دیتے جا چکے تھے۔

"کیا آپ اسی وجہ سے اپنے بابا سے نفرت کرتے تھے؟" وہ لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھا تو راحمہ نے اس سے سوال کیا تھا۔ وہ چینج کر چکی تھی۔ کافی حد تک نارمل بھی ہو چکی تھی اور رفعت انصاری دوائی کے زیر اثر سو چکی تھیں۔ لاؤنج میں راحمہ، طلال اور واثق موجود تھے۔

"نہیں ایک اور وجہ بھی تھی۔ اور مجھے لگتا ہے مجھے اب اس راز سے بھی پردہ اٹھا دینا چاہیے۔" طلال نے ان دونوں کو باری باری دیکھا تھا جو دم سادھے اس کے بولنے کے منتظر تھے۔

"میری موم کی مسٹر انصاری کے ساتھ دوسری شادی تھی۔ اس سے پہلے موم کی شادی کہیں اور ہوئی تھی۔ ان کی ہارٹ اٹیک کی وجہ سے جلد ہی وفات ہو چکی تھی۔ اور موم کی شادی بھی چھوٹی عمر میں ہونے کے باعث اتنی نہیں تھی۔ ان کے ساتھ ایک ننھی پری کا ساتھ تھا جو اس وقت دو برس کی تھی۔ موم کے ماں باپ نے تو بیٹی کے غم میں ان کا بھرپور ساتھ دیا لیکن جیسے ہی ماں باپ کا ساتھ چھوٹا بھائیوں اور بھابیوں نے آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں۔" کچھ پل سانس لینے کو وہ رکا تھا۔ ان میں سے کسی نے بھی کوئی حرکت نہیں کی تھی وہ بس اسے سن رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کچھ ہی دنوں میں جیسا بھی رشتہ ملا انہوں نے موم کو بیاہنے کی کی۔ تب وہ ننھی پری تین برس کی ہو چکی تھی۔ موم بھی چپ چاپ ہامی بھر چکی تھیں۔ ان کے طعنوں سے اچھا تھا کہ وہ یہاں سے چلی ہی جاتیں۔ انہوں نے موم کو مسٹر انصاری سے بیاہ دیا۔ میری دادی تو نہیں تھیں لیکن دادا جان نے موم کو بہت چاہ سے رکھا تھا۔ انہیں میری عمارہ آپی بہت عزیز تھیں۔ انہوں نے ہی انہیں سکول بھیجنا شروع کروایا تھا۔ مسٹر انصاری شروع سے ہی ایسی عادات کے مالک

تھے۔وہ موم کی عزت نہیں کرتے تھے۔نشے میں دھت انہیں مارتے تھے پیٹتے تھے اور وہ خاموشی سے سب سہن کر جاتیں۔جب دادا جان کو پتہ لگتا وہ مسٹر انصاری کو خوب سناتے تھے لیکن ان پر رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا تھا۔"طلال کے ہر انداز سے واضح ہو رہا تھا کہ وہ اپنی ماں کی اذیت بھری داستان کس طرح سنا رہا تھا۔راحمہ اور واثق کے چہرے پر بھی درد کے آثار نمایاں تھے۔

"جب میں پیدا ہونے والا تھا تب موم نے سمجھا تھا شاید اب ان کی اذیتیں کم ہو جائیں لیکن ان کے شوہر نے تب بھی ان پر کئی تہمتیں لگائیں۔میری پیدائش تک تو انہوں نے مسٹر انصاری کی باتیں دل پر لیں لیکن پھر انہوں نے اپنا من مار دیا تھا۔عمارہ آپی کی دادا جان بہت حفاظت کرتے تھے۔میرا خیال وہ ماؤں سے بھی بڑھ کر رکھتی تھیں۔کئی برس ہم نے ساتھ گزارے۔وہ بہت حسین تھیں بلکل موم جیسی یا شاید موم سے بھی بڑھ کر۔ان کی نیلی آنکھیں انہیں سب سے ممتاز بناتی تھیں۔یہ تب کی بات ہے جب میں آٹھ برس کا تھا۔آٹھ برس کے بچے کا حافظہ اتنا ضرور ہوتا ہے کہ وہ سب کچھ اچھے سے ذہن نشین کر لے۔موم واثق کو جنم دینے والی تھیں۔دادا ابو کی وفات کو ایک برس بیت چکا تھا۔موم نے پریگننسی کے دوران بھی بہت برے فیز کا سامنا کیا تھا۔

ماضی:۔

"آہ! مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔ پلیز کوئی مجھے ہسپتال لے جاؤ۔" رفعت انصاری درد بھری آواز میں بولی تھیں۔ وہ ایک نوجوان اور خوبصورت خاتون تھیں۔ عمارہ اور طلال ماں کے درد پر خود بھی تکلیف محسوس کر رہے تھے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا موم بلکل فکر مت کریں میں شبانہ خالہ کو بلا کر لاتی ہوں۔" وہ معصوم سی پری اپنے گرین فراک کے آنچل کو تھامتی اپنے گھر کی اس ملازمہ کو بلا لائی تھی جو اس کی ماں کی ہمدرد تھی۔ ہیئر بینڈ سے اکٹھے کیے اس کے سنہری بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔

"شبانہ خالہ پلیز میری موم کو ہوسپٹل لے جائیں انہیں بہت درد ہو رہا ہے۔" عمارہ انصاری اپنی دھیمے لہجے میں انہیں سب بتا رہی تھی۔ وہ سب کام چھوڑتی عجلت میں ان کے ساتھ ہی چلی آئی تھیں۔

"کیا ہوا بیگم صاحبہ اٹھیں میں آپ کو ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال لے کر جاتی ہوں۔" انہوں نے ان کی حالت دیکھتے ڈرائیور کو آواز دیتے ان کی مدد سے رفعت انصاری کو گاڑی میں لٹایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"طلال بیٹا بہن کا خیال رکھنا۔" وہ پاس کھڑے ایک وجیہہ سے لڑکے کو ہدایت دے کر گئی تھیں۔ وہ اس کے ذمے اس کی بہن کی حفاظت سونپ کر گئی تھیں اور اس سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ گاڑی روانہ ہو چکی تھی اور شاید اس گاڑی کے ساتھ ساتھ طلال انصاری کی زندگی کا سارا سکون بھی چلا گیا تھا۔

"آئیں آپی آپ میرے ساتھ میرے کمرے میں بیٹھ جائیں۔" وہ لڑکا اپنی بہن کا ہاتھ تھامتا اپنے کمرے میں لے گیا تھا۔

"آپ سو جاؤ میں یہیں آپ کے پاس بیٹھی ہوں۔" وہ اس کا سر اپنی گود میں رکھے اسے سلا رہی تھی۔

"نہیں آپی موم نے کہا تھا میں آپ کی حفاظت کروں۔ڈیڈ اچھے آدمی نہیں ہے مجھے آپ کو ان سے بچا کر رکھنا ہے۔" وہ سر گوشی نما انداز میں بولا تھا۔

"میں جانتی ہوں وہ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں لیکن ہم دونوں ساتھ ہیں ناہم دونوں کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔" طلال پھر بھی جاگتا رہا تھا۔اپنی بہن کا ہاتھ اس نے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔اپنی موم کو سوچتے سوچتے نا جانے کس پہر اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔عمارہ اس کو اچھے سے سلاتی پہلے اپنے کمرے کی صفائی کر آئی تھی اور اس کے بعد اس نے موم کے کمرے کو سیٹ کیا تھا۔

"ابھی موم پیارا سا بے بی لے کر آئیں گی میں اور طلال بہت مزے کریں گے۔بہت مزہ آئے گا۔" وہ اپنی سوچ کے مطابق بہت خوش تھی۔ایک دم سے دروازہ زور سے کھلا تھا۔فرہاد انصاری نشے میں دھت کمرے میں داخل ہوئے تھے۔عمارہ جہاں تھی وہیں سہم چکی تھی۔ جلدی سے اس نے باہر جانے کی کی تھی۔اس کو خوف تھا کہ کہیں وہ اسے غصے سے کچھ مار ہی نہ دیں۔وہ دروازے تک ہی پہنچی تھی جب فرہاد انصاری نے غصے سے اسے دبوچ ڈالا تھا۔

"مجھے چھوڑ دیں پلیز مجھے چھوڑ دیں ڈیڈ میں آئندہ کبھی آپ کے سامنے نہیں آؤں گی پلیز مجھے جانے دیں۔" وہ خوف سے آنسو بہاتی فریاد کر رہی تھی۔

"نہیں ہوں میں تیرا ڈیڈ سمجھی نہیں ہوں میں تیرا ڈیڈ۔ آئندہ مجھے کبھی ڈیڈ مت بلانا۔ چلو ہم کبھی وہ آئندہ آنے ہی نہیں دیں گے۔ انہوں نے اس بارہ برس کی بچی کی عزت کے ساتھ ناجانے ایسا کونسا ظالمانہ سلوک کیا کہ وہ وہیں اسی کمرے میں اپنی سانسوں کی بازی ہار چکی تھی۔ اس کی چیخ و پکار جو انہوں نے تکیے میں دبا دی تھی وہ کسی کو سنائی نہیں دی تھی اور اگر کسی نے سنی بھی تھی تو انہوں نے کان میں روئی ڈال لی تھی۔ اس کو ویسے ہی بیڈ پر سلاتے وہ پھر سے گھر سے غائب ہو چکے تھے۔ سارے ملازمین کو سختی سے تاکید کی گئی تھی کہ اگر کسی نے اپنا منہ کھولا تو وہ بھی جان سے جائے گا۔ کچھ پل پہلے جو خوبصورت سی کلی ادھر سے ادھر چہک رہی تھی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی۔ انہیں ہمیشہ سے اس سے نفرت رہی تھی۔ وہ کسی موقعے کی تلاش میں تھے کہ کب اس کا پتہ صاف کریں اور آج انہیں یہ موقع مل ہی گیا تھا۔ اوپر کمرے میں سویا وہ آٹھ سالہ لڑکا انجان تھا کہ جاگنے پر اس پر کیا قیامت برپا ہونے والی تھی۔

ہسپتال میں زندگی موت کی جنگ لڑتی وہ عورت ایک اور بچے کو سانسیں بخش چکی تھی، وہ اس بات سے انجان تھی کہ اس کا ایک بچہ اپنی سانسیں گنوا چکا ہے۔

آٹھ سالہ لڑکا جاگا تو ہر طرف آپی آپی کی رٹ لگائے ہوئے تھا۔بلآخر وہ اسے موم کے کمرے میں سوئی دیکھائی دی تھی۔اس کی اٹکی سانس بحال ہوئی تھی۔وہ چادر اوڑھے سکون سے سو رہی تھی۔اتنے میں اسی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تھا جو کچھ گھنٹے قبل یہاں سے روانہ ہوئی تھی۔ شبانہ خالہ کے ہاتھ میں ایک ننھا سا بے بی بوائے تھا۔اور موم تکلیف اور خوشی کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجائے اپنے کمرے میں آئی تھیں جہاں عمارہ سکون سے سو رہی تھی۔

"اس گھر میں کون سی قیامت آکر گزری تھی اس سے اس کمرے میں کھڑے نفوس انجان تھے۔"انہوں نے عمارہ کو نہیں جگایا تھا دوسری طرف سے سب سامان رکھتے وہ وہیں لیٹ گئی تھیں۔طلال کو وہ بے بی بہت پیارا لگا تھا۔

"موم عمارہ آپی نے کہا تھا کہ اگر بے بی بوائے ہوا تو اس کا نام واثق رکھیں گے۔ہم اس کو واثق کہہ کر پکار لیں؟"وہ جیسے تصدیق چاہ رہا تھا۔

"بلکل بیٹا اب ہم اسے واثق کہہ کر ہی پکاریں گے۔"سیاہ آنکھوں والا لڑکا چہک اٹھا تھا۔کتنے گھنٹے ہو گئے تھے عمارہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔طلال کو وہ شبانہ کے ساتھ بھیج چکی تھیں تاکہ وہ اسے کچھ کھلا دیں۔خود ہی ہمت کر کے اٹھتے انہوں نے عمارہ کو جگانے کی کوشش کی تھی۔کئی بار ہلانے پر بھی وہ نہیں اٹھی تھی۔اس کا جسم یخ ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔انہیں کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔چادر ہٹاتے انہوں نے جو دیکھا تو ایک دم سے انکی چیخ نکلی تھی۔ان کی آواز سنتے شبانہ اور طلال جلدی سے اندر آئے تھے۔وہ دوبارہ سے چادر اس کے اوپر ڈال گئی تھیں۔

"کیاہوااموم؟"وہ فکر مندی سے بولا تھا۔

"کچ۔۔۔کچھ۔۔۔نہیں۔۔۔شبانہ اسے لے کر جاؤاور ذرااکیلے آکر میری بات سنو۔"وہ خود کو سنبھالتی شبانہ کو ہدایت دے رہی تھیں۔اور شبانہ نے ایسا ہی کیا تھا۔

"جی بیگم صاحبہ بتائیں کیاہوا؟"وہ خود بھی پریشان لگتی تھیں۔

"شبانہ یہ دیکھو!"انہوں نے اس کے ننھے وجود سے چادر ہٹادی تھی۔شبانہ نے فوراً منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"وہ ظالم شخص آخر میری معصوم بیٹی کو نگل ہی گیاشبانہ۔دیکھو تواس کی کیاحالت کی ہے اس نے۔"ان کے آنسو تھمنے کانام ہی نہیں لے رہے تھے۔دروازے کی اوٹ سے سیاہ آنکھوں والا لڑکااندر نہیں جھانک پایا تھالیکن اس کی موم کی الفاظ اس کی کانوں میں گونجتے ہمیشہ کے لیے اس کے زہن پر نقش ہو چکے تھے اس کی ماں نے بہت باتیں کی تھیں۔وہ ایک ایک بات ذہن پر نقش کرتا جارہا تھا۔سیاہ آنکھوں والے لڑکے کو بیڈ سے تھوڑے فاصلے پر جھولے میں سوئے اس بچے سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔کچھ ہی پل میں انصاری ولاء میں صفِ ماتم بچھ چکا تھا۔طلال نہیں رویا تھا۔وہ تب سے خاموش ہو چکا تھا۔وہ صرف اپنادماغ چلارہا تھا۔ اسے اپنے موم کے آنسوؤں،اپنی بہن کی اذیت اور اس کی تکلیف کا بدلہ لینا تھا۔وہ باتیں توذہن میں بٹھا چکا تھالیکن ابھی وہ اس کے مطلب سے واقف نہیں تھا۔وہ واثق کو نظر بھر کر نہیں

دیکھتا تھا۔اس کی موم پہلے ہی بیٹی کے غم میں نڈھال تھیں کہ ایک بیٹے کا دوسرے سے ایسا رویہ رکھنا ان کے لیے انتہائی تکلیف دہ تھا۔ایک دن جب انہوں نے طلال سے وجہ پوچھی تو اس نے سب کچھ انہیں بتا دیا تھا۔اس کی موم نے اسے بہت سمجھایا تھا اور ایک دن وہ سمجھ چکا تھا کہ

"کسی انسان کا اس دنیا میں آنا یا کسی انسان کا اس دنیا سے چلے جانا اس رب کی مرضی سے ہوتا ہے۔"اس کے دل میں ایک کسک تھی کہ وہ بہن کی حفاظت نہیں کر پایا لیکن وہ بہن کو اس حال میں پہنچانے والے کو بھی سکون سے بیٹھنے نہیں دے گا۔اس دن سے آج تک وہ اس بات کا مطلب بھی سمجھ چکا تھا اور اس انسان کو آج وہ سزا بھی دلوا چکا تھا۔لیکن نیند سے اسے نفرت ہو چکی تھی۔شبانہ کو فرہاد انصاری نا جانے کہاں پہنچوا چکے تھے۔پتہ نہیں وہ زندہ بھی تھیں یا نہیں لیکن جس طرح بھی وہ سلاخوں کے پیچھے گئے اہم بات یہ تھی کہ اب وہ کسی کی زندگی برباد نہیں کر پائیں گے۔

www.novelsclubb.com

حال:۔

وہ بول کر چپ ہو چکا تھا اور وہ اب تک وہیں کے وہیں موجود تھے۔ان پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو چکی تھی۔انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں س رہا تھا کہ انہوں نے سنا کیا ہے۔

"اتنا سب ہو گیا اور تم مجھے اب جا کر یہ سب بتا رہے ہو؟" سکتا ٹوٹا تو واثق نے غصے سے طلال سے پوچھا تھا۔

"مجھے تو اتنا بھی نہیں پتہ تھا کہ ہماری کوئی بہن بھی تھی۔ تم میرے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیسے کر سکتے ہو طلال؟" غصے کی جگہ اب ایک ملال نے لے لی تھی۔

"اب جب وہ رہی ہی نہیں تھیں تو تمہیں تکلیف دینے کا کیا فائدہ؟" وہ اسی حالت میں کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتا بولا تھا۔

"تو کیا اب مجھے تکلیف نہیں ہوئی ہو گی؟" وہ طنزیہ لہجے میں بولا تھا۔

"تکلیف تو ساری زندگی رہے گی واثق۔" راحمہ اب بھی وہیں کھڑی تھی۔ طلال نے اسے دیکھا تو وہ رو رہی تھی۔

"کوئی باپ اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ منہ پر ہاتھ رکھے بڑبڑائی تھی۔

"ہمارا باپ اس سے بھی زیادہ ظالم ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو اب تم بھی آزادی سے اس گھر میں رہ سکتی ہو۔ جس انسان سے مجھے خطرہ تھا وہ اب سلاخوں کے پیچھے ہے۔" وہ اس کے روبرو جاتے اسے بتا رہا تھا۔

"آؤ تم دونوں کو کچھ اور بھی دیکھاتا ہوں۔ یہی رکو میں ابھی آیا۔" وہ ان دونوں کو اسی دروازے کے پاس کھڑا کرتا اوپر گیا تھا۔ کچھ پل میں وہ ہاتھ میں چابی لیے واپس آیا تھا۔ دروازہ

کلک کی آواز سے کھل چکا تھا۔اندر جاتے اس نے ساری لائٹس آن کر دی تھیں۔کمرہ صاف ستھرا سا تھا اور ہر طرف ایک بچی کی تصویریں فریم کر کے لگوائی گئی تھیں۔شاید نہیں یقیناً وہ عمارہ انصاری ہی تھی۔کسی فوٹو میں وہ مسکرا رہی تھی۔کسی میں وہ دادا جان کی گود میں بیٹھی تھی۔کسی میں طلال اور وہ ساتھ کھڑے تھے اور ایک فوٹو میں وہ دونوں اپنی موم کو نیچے بٹھائے ان کی گال کو چوم رہے تھے۔اور بھی ایسی کئی فوٹوز سے وہ کمرہ بھرا ہوا تھا۔

"یہ ہیں میری آپی۔جنہیں اس ظالم انسان نے جینے ہی نہ دیا۔"وہ ایک فوٹو کو چھوتے اذیت سے بولا تھا۔اس بچی کی تصاویر کو دیکھتے واثق کی آنکھ کے کنارے بھیگ چکے تھے۔

"اتنی پیاری بچی کے ساتھ کوئی کیسے اتنا بڑا ظلم کر سکتا تھا۔طلال ٹھیک کہتا تھا گر ہے مردے اکھاڑنے کے بعد سب سے زیادہ تکلیف مجھے ہی ہو گی۔"طلال نے اسے زور سے خود میں بھینچا تھا۔ان دونوں کی آنکھیں نم تھیں وہ دونوں ایک دوسرے کی کیفیت کو بخوبی سمجھ سکتے تھے۔ رات تو ساری بیت چکی تھی اب فجر کا وقت ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں کچھ دیر میں آپی کی قبر پر جاؤں گا اگر تم چلنا چاہوں تو چل سکتے ہو واثق۔"وہ اسے کہتا چینج کرنے جا چکا تھا۔اب اس دروازے کو لاک لگانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔طلال ریڈی ہوا تو راحمہ بھی تیار تھی۔

"میں بھی چلوں؟"

"نہیں ابھی نہیں۔ عورتوں کا زیادہ دیر قبرستان میں رکنا اچھی بات نہیں ہوتی۔اور واثق وہاں بہت دیر لگائے گا۔ تم پھر کبھی چلنا۔" وہ سمجھتے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔ذہن کے پردے پر موم کی کہی بات لہرائی تھی۔

"وہ کتنا ٹوٹا ہوا ہے اس کا اندازہ تمہیں اس کی بیوی بننے کے بعد ہو گا۔" وہ جان چکی تھی وہ واقعی بہت ٹوٹا ہوا تھا۔ طلال انصاری کے لیے اس کے دل میں بہت اونچا مقام تھا۔وہ اس انسان کو اتنی خوشیاں دے گی کہ وہ سارے غم بھلا دے گا۔

☆☆☆☆☆

وہ دونوں سیاہ لباس میں ملبوس سر پر رومال باندھے اپنی بہن کی قبر پر کھڑے فاتحہ پڑھ رہے تھے۔

"آج میں نے آپ کے قاتل کو اس کی صحیح جگہ پر پہنچا دیا آپی۔آج شاید آپ کی روح کو سکون ملا ہو گا۔آپ کا بھائی اب شاید سکون کی نیند سو پائے گا۔" وہ نم لہجے میں ان کے ہیولے سے مخاطب ہوا تھا۔واثق خاموش نظروں سے بس اس ننھی قبر کو ہی دیکھے جا رہا تھا۔واثق نا جانے کتنی دیر وہاں بیٹھا رہا تھا۔اس کے بعد انہوں نے اپنے دادا اور دادی کی قبر پر فاتحہ پڑھی تھی۔ جب وہ گھر پہنچے تو راحمہ ،رفعت انصاری کے ساتھ مل کر ناشتہ بنا چکی تھی۔وہ منہ ہاتھ دھو کر ڈائننگ ٹیبل پر آ بیٹھا تھا۔واثق اپنے کمرے میں بند تھا۔طلال اس کو سمجھا کر باہر لایا تھا۔

"واثق پلیز موم کو پریشان مت کرو۔آکر تھوڑا سا کھالو۔" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا تھا۔وہ خود پر ضبط کرتا اس کی بات مان گیا تھا۔کچھ دیر میں فریش ہو کر وہ وہاں پہنچ چکا تھا۔آج انصاری ولاء میں بھی بنا کسی فکر کے ناشتہ کیا گیا تھا۔ان کے لیے راحمہ ملک کا آنا خوش قسمت ثابت ہوا تھا۔سب نے مل کر ناشتہ کیا تھا۔ہاں وہ خاموش تھے لیکن ان سب کے دل پر سکون ہو چکے تھے۔

☆☆☆☆☆

فرہاد انصاری کو جیل گئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔واجد انصاری اور ایان انصاری کو بھی پولیس گرفتار کر چکی تھی۔ان کی سزا کا حتمی فیصلہ ہونا باقی تھی۔ملک فیملیز اور انصاری فیملی میں تو جیسے بہار ہی آچکی تھی۔وہ سب لوگ خوش تھے۔اسی خوشی کے تحت انہوں نے ایک گیٹ ٹو گیدرر کھی تھی جس کا اہتمام انصاری ولاء میں رکھا گیا تھا۔آج "ماہ حمہ "کا رزلٹ بھی آچکا تھا اور وہ دونوں بہت اچھے نمبروں سے پاس ہوئی تھیں۔رومان اور طلال کا پروجیکٹ بھی کامیاب گیا تھا۔ان سب لڑکیوں نے آج فراک پہننے تھے۔میشا نے سی گرین کلر کا لانگ فراک پہنا تھا ساتھ ہم رنگ پاجامہ اور نیٹ کا دوپٹہ تھا۔بالوں کا نفاست سے جوڑا بنایا ہوا تھا۔وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہاتھوں میں چوڑیاں پہن رہی تھی۔رومان بلیک شرٹ کے اوپر براؤن پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔دروازے کے ساتھ لگا وہ اپنی بیوی کو تیار ہوتے دیکھ رہا تھا۔وہ ایسے تیار نہیں ہوتی تھی شاید آج وہ کچھ زیادہ ہی خوش لگ رہی تھی جو اتنی چاہ سے تیار ہوئی تھی۔

"آج تو میشا رومان ملک کے رنگ ہی نرالے ہیں۔" وہ دھیمی چال چلتا اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اس نے میشا کے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکائی تھی۔

"ہاں کیونکہ میشا رومان ملک آج بہت خوش ہے۔" وہ سامنے آئینے میں اپنا اور رومان کا عکس دیکھتی ایک ادا سے بولی تھی۔زیر لب اس نے ماشاءاللہ کہا تھا۔

"اللہ پاک میری بیگم کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔" وہ محبت پاش نظروں سے اس کی جانب دیکھتا بولا تھا۔رومان نے اسے کسی موم کی گڑیا کی طرح سمیٹا تھا۔میشا ملک کے منہ سے نکلے گئے محبت بھرے دو بول ہی اس کی روح تک کو سرشار کر جاتے تھے۔

☆☆☆☆☆

محالہ ملک ہمیشہ کی طرح سب سے آخر میں تیار ہوئی تھی۔وہ لائٹ پرپل کلر کے فراک میں ملبوس تھی۔بالوں کو کھلا چھوڑ ہوا تھا۔گلے میں نفیس سا لاکٹ پہنے،پاؤں میں کھسہ ڈالے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ایک تائیدی نگاہ خود پر ڈالتی اپنا موبائل اٹھاتی وہ جلدی سے باہر کی جانب بھاگی تھی جہاں سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

بلیک کی دیوانی راحمہ ملک آج پھر بلیک فراک میں ملبوس تھی جسے گولڈن کڑھائی کے کام سے سجایا گیا تھا۔بالوں کو کرل کر کے آگے کو ڈالا گیا تھا۔سنہری آنکھوں میں کاجل،لبوں پر لپ اسٹک اور پیروں میں کھسہ پہنتی وہ بلکل تیار تھی۔جاتے جاتے اسے یاد آیا تھا کہ اس نے جھمکے تو

پہنے ہی نہیں۔واپس ڈریسنگ ٹیبل کی طرف جاتے اس نے کانوں میں گولڈن کلر کے جھمکے ڈالے تھے۔طلال کے لیے بھی اس نے بلیک کلر کا تھری پیس نکالا تھا۔اب اگر اس نے بلیک پہنا تھا تو طلال پر بھی فرض تھا کہ وہ بلیک ہی پہنے۔طلال نے بلیک شرٹ کے اوپر وہی بلیک جیکٹ پہنی تھی جس کی وجہ سے ان کی بحث ہوئی تھی۔راحمہ نے اسے سوری بول دیا تھا اور وہ بھی مسکراتے اس بات کو ختم چکا تھا۔

"ویسے آپس کی بات ہے جیکٹ بہت اعلی ہے۔میں ویسے بھی اسے واپس کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔شاید یہ بنی ہی میرے لیے تھی۔"جیکٹ پہنتے وقت طلال نے تبصرہ کیا تھا اور راحمہ بس مسکرا کر رہ گئی تھی۔

"Rahima Loves You A Lot!"

وہ اسے چڑا رہا تھا۔راحمہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا تھا جس پر وہ خاموش ہو چکا تھا۔

طلال کب سے ریڈی ہو کر جا چکا تھا۔وہ سارے انتظامات بھی دیکھ چکا تھا لیکن راحمہ اب بھی نیچے نہیں آئی تھی۔اسی لیے طلال اسے اوپر سے بلانے آیا تھا۔

"راحمہ بس کرو یار!اور کتنا تیار ہونا ہے؟وہ لوگ راستے میں ہیں بس پہنچنے والے ہیں۔"اندر آتے اس نے راحمہ کو بتایا تھا جو اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔

"ہاں میں بھی تیار ہو چکی ہوں۔بتائیں تو کیسی لگ رہی ہوں؟"اپنے دوپٹے کا آنچل ایک ادا سے جھٹکتی وہ اس کی طرف گھومتے بولی تھی۔

"سچی بتادوں؟"وہ اس کے ہاتھ تھامتے گھمبیر آواز میں بولا تھا۔وہ زور زور سے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔طلال نے اس کے چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔راحمہ کو اپنا سوال پوچھنا خود پر ہی بھاری پڑا تھا۔اس نے زور سے اپنی آنکھیں میچیں تھیں۔

"حسین!"اس کے کان کے قریب طلال نے سرگوشی کی تھی۔وہ آنکھیں کھولتی پلکیں جھکا گئی تھی۔

"تم میرا لکی چارم ہو راحمہ!تم جب سے میری زندگی میں آئی ہو میری زندگی بھی حسین ہو گئی ہے۔تمہارے بغیر میں اپنی زندگی جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔تم یہاں بستی ہو اور ہمیشہ یہاں سب سے بلند مقام تمہارا ہی رہے گا۔"وہ دل کے مقام پر اس کی ہتھیلی رکھتے بولا تھا۔اس نے تھوڑا آگے بڑھتے راحمہ کے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیے تھے۔اس ایک لمس میں نا جانے کیا کیا نہیں تھا۔محبت،عقیدت،احترام!"کچھ پل بعد وہ دوبارہ سے پیچھے ہوا تھا۔

"سب آچکے ہونگے آجائیں ہم بھی چلیں۔

Mrs.Rahima Talal Ansari!"

وہ اپنا ہاتھ آگے بڑھاتا اس کا منتظر تھا۔ راحمہ نے نرمی سے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تھا۔ جسے وہ مضبوطی سے تھام گیا تھا۔ ایک دوسرے کے سنگ چلتے وہ نیچے کی جانب قدم بڑھا رہے تھے۔ خوشیوں بھری زندگی ان سب کی منتظر تھی۔ نیچے سارے انصاری ولاء کو نفاست سے سجایا گیا تھا۔ قسم قسم کے بوفے تیار کروائے گئے تھے۔ وہ سب انصاری ولاء کے لان میں موجود تھے۔ واثق وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس تھا۔ ایک طرف اسے ایک لڑکی اچھلتی نظر آئی تھی۔ وہ لڑکی اسے کب سے اچھی لگی تھی۔ وہ بات دل میں رکھنے والوں میں سے نہیں تھی۔ وہ چلبلی سی تھی زندگی کو بھرپور انجوائے کرنے والی۔ لیکن واثق کا دل سب چیزوں سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ وہ اب سنجیدہ سا رہنے لگا تھا۔ ایک دم سے میوزک آن ہوا تھا اور رومان ملک نے اپنی پارٹنر کو کپل ڈانس کی پیشکش کی تھی۔ اور طلال نے اپنی پارٹنر کو۔ دھیمے سے میوزک میں وہ دونوں کپل بہت خوبصورتی سے ڈانس کر رہے تھے۔ کچھ اسٹیپس کے بعد ان دونوں نے انہیں گھماتے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ وہ دونوں کپلز ایک جیسے اسٹیپس کرتے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تیرے بنا جینا نہیں وے سونیا،

تیرے بنا جینا نہیں وے سونیا"

محالہ کو کسی کی کال موصول ہوئی تھی۔ کال سنتے وہ چہک اٹھی تھی۔ کال پر مقابل کو یہیں کا ایڈریس بتاتی وہ خوشی سے اس کا انتظار کرنے لگی تھی۔

ان کا کپل ڈانس اینڈ ہوتے اب وہ سب کو کچھ سنانے کی تیاری کر رہے تھے۔ محالہ بھی ان کے ساتھ آچکی تھی جبکہ واثق کو طلال بلا کے لایا تھا۔

"سب سے پہلے رومان اور اس کی وائف ایک ایک لائن بولیں گے اس کے بعد میں اور راحمہ اور آخر میں واثق اور محالہ ٹھیک ہے اور لاسٹ کی لائنز ہم سب ہم آواز بولیں گے ڈن؟" طلال نے سب کو آگاہ کیا تھا۔ لیکن سب سے پہلے کھانا کھالیں پھر۔ رومان کو بھوک ستانے لگی تھی۔

"یہ آپ دونوں بہن بھائیوں کو بھوک کے علاوہ بھی کچھ سوجھتا ہے یا نہیں؟" ماہ پہلوؤں پر ہاتھ رکھے بولی تھی۔

"کچھ سوجھے یا نہ سوجھے تم سے مطلب؟" وہ دونوں بہن بھائی ایک ساتھ بولے تھے۔ اور پھر ہونہہ کرتے کھانے کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

"طلال منہ کھولیں!" وہ فورک سے کباب کا ایک ٹکڑا اس کی جانب بڑھاتے بولی تھی۔

"مجھے ایسی چیزیں نہیں کھانی ہوتی یار۔ پتہ بھی ہے اس ایک ہفتے میں کتنا ویٹ گین ہو جاتا میرا اگر میں پروپر ایکسر سائز نہ کرتا تو۔" وہ بول ہی رہا تھا جب اس نے زبردستی اس کے منہ میں ڈال دیا تھا۔

"آپ کا جی نہیں اکتاتا ایک ہی چیز کھا کھا کر۔ میں نے زبردستی کھلانی ہیں اب۔" وہ سر جھٹکتے بولی تھی۔

"بس اب خبردار جو تم نے مجھے اور کھلایا۔ پیٹو نہیں بننا چاہتا میں۔" وہ اکتاہٹ سے بولا تھا۔

"مجھے پیٹو شوہر بھی قبول ہے۔" وہ ایک اور ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال چکی تھی۔

"مجھے یہاں سے چلے ہی جانا چاہیے۔" اور واقعی وہ نہیں رکا تھا۔ راحمہ نے مسکراہٹ لبوں میں دبائی تھی۔ "طلال انصاری کو تنگ کرنے میں جو مزہ تھا وہ دنیا کے کسی کونے میں نہیں تھا۔"

واثق سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا جب ماہ کے اس کے قریب سے گزرتے پاؤں اٹکا تھا۔ واثق نے بروقت اسے کندھوں سے تھام لیا تھا۔

"خیال سے۔ ابھی گر جانا تھا۔" وہ دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"شکریہ۔" وہ مسکراتے اس کا شکریہ ادا کر گئی تھی۔ تبھی اس کا فون بجا تھا اس سے ایکسکیوز کرتی وہ فون کان سے لگا گئی تھی۔ واثق کی نظروں نے تب تک اس کا تعاقب کیا تھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی تھی۔ کچھ سوچتے اس نے نفی میں سر جھٹکا تھا۔

"کہاں رہ گئے؟" ماہ نے فون پر کسی سے پوچھا تھا۔

"بس دروازے پر ہی ہوں۔" وہ گیٹ تک گئی تو وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔ حسن اس کا خالہ زاد تھا۔ ان کی فیملی لندن میں مقیم تھی۔ محالہ اور حسن کی دوستی بہت گہری تھی۔ ان دونوں کا مزاج

بھی ایک جیسا ہی تھا۔اس کا ہاتھ تھامتی وہ اسے اندر لے گئی تھی اور باری باری سب سے ملوا رہی تھی۔صادق ملک اور میشا تو اسے پہچان چکے تھے لیکن باقی سب نا سمجھی سے اسے دیکھ رہے تھے۔وہ سب سے خوش مزاجی سے ملا تھا۔لیکن راحمہ کو وہ ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔وہ اسے بہت اوور لگا تھا۔سب لوگ مسکراتے فوٹوز لینے میں مصروف تھے جب راحمہ میشا کے پاس گئی تھی۔

"شاہ یہ لڑکا کون ہے؟"اس نے حسن کی جانب اشارہ کرتے پوچھا تھا۔

"حسن میری خالہ کا بیٹا ہے۔یہ لوگ لندن میں رہتے ہیں آج یہاں آیا تو گھر پر تالا لگا تھا۔اسی لیے ماہ نے اسے یہیں کا ایڈریس بتا دیا۔"میشا نے تفصیل سے جواب دیا تھا۔حمہ کے لب میکانکی انداز میں "اوہ" میں کھلے تھے۔

"لیکن محالہ اس سے اتنی اٹیچڈ کیسے ہے؟میرا مطلب اس نے پہلے تو اس کا کبھی بھی ذکر نہیں کیا تو اچانک سے کیسے؟"ہاں کچھ عرصے سے رابطہ نہیں ہو پایا ان سے۔لیکن اس کی اور محالہ کی تو بہت بنتی ہے۔دونوں ایک جیسے ہی ہیں۔"وہ مسکراتے بولی تھی۔راحمہ بھی جبراً مسکرا دی تھی۔راحمہ نے میزبانی کے فرائض نبھاتے اسے کھانے کی پیشکش کی تھی۔

"تم بیٹھو حمہ میں لا دیتی ہوں۔"وہ چہکتے اس کے لیے کھانا لینے جا چکی تھی۔

"یہ کیا سین ہے بھئی؟"راحمہ نے محالہ کو آڑے ہاتھوں لیا تھا۔

"کیا؟" وہ نا سمجھی سے بولی تھی۔

"اس چپکو کے ساتھ زیادہ فرینک ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اچھا۔" وہ اسے انگلی اٹھاتی وارن کر رہی تھی۔

"اوکے اوکے نہیں ہوتی لیکن یہ کہیں سے جلنے کی بو نہیں آ رہی؟" وہ ناک پر ہاتھ رکھتے ڈرامائی انداز میں بولی تھی۔

"ہونہہ بڑی آئی شوخی عورت۔" وہ اسے ایک لگاتے بولی تھی۔

"عورت ہو گی تم اچھا! میں تو ابھی خوبصورت سی لڑکی ہوں ہاں۔" وہ بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی بولی تھی۔

"چلو جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے اسی چپکو کے پاس۔" وہ تپے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔اور وہ بھی کندھے اچکاتی جا چکی تھی۔ پیچھے راحمہ نے ہونہہ کہتے سر جھٹکا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

جیل میں بیٹھے فرہاد انصاری کو اپنے گناہوں کی سزا مل چکی تھی۔اگر کوئی جا کر ان کی حالت دیکھ لیتا تو وہ انہیں پہچان ہی نہ پاتا۔اکڑ کر چلنے والے فرہاد انصاری کی اکڑ اس رب نے ایسی نکالی تھی کہ وہ منہ کے بل زمین پر آ گرے تھے ان کے ساتھ ان کے بھائی اور بھتیجا بھی اسی جیل میں

تھے۔وہ زمانت کی کئی کوششیں کر چکے تھے لیکن سب بے کار گیا تھا۔اب تو شاید انہیں ساری زندگی ہی نہیں کاٹنی تھی۔

☆☆☆☆☆

سب لوگ سب کاموں سے فری ہو چکے تھے۔لیکن رومان نہیں آیا تھا۔

"یار یہ تمہاری پیٹ پوجا اب تک نہیں ہوئی کیا؟"طلال اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔

"نہیں اب بندے کھانا بھی نہ کھائے؟"وہ سر جھٹکتے بولا تھا۔

"کھائے لیکن اتنا بھی نہ کھائے کہ پیٹو بن جائے۔"وہ سینے پر ہاتھ باندھے بولا تھا۔

"تم اس کی ٹینشن نہ لو مجھے اور میری بہن کو یہ چیز گاڈ گفٹڈ ہے۔ہم لوگ جتنا بھی کھالیں موٹے نہیں ہوتے۔"وہ جیسے فخر سے بتا رہا تھا۔

"اسی لیے تو ٹھوستے رہتے ہو ہر وقت۔اور میں جانتا ہوں یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔"وہ مسکراہٹ ضبط کرتے بولا تھا۔

"اب اس چیز کا فائدہ اٹھانا تو بنتا ہے نا؟"وہ ایک آنکھ کا کونا دباتے بولا تھا۔

"چلو یار وہ پوئٹری بھی تو سنانی ہے سب کو!"وہ اب پیار سے اسے کہہ رہا تھا۔

"چلو اتنی محبت سے کہہ رہے ہو تو چل پڑتا ہوں۔"وہ ہاتھ جھاڑتے بولا تھا۔وہ دونوں چلتے لان میں آ چکے تھے جہاں سب ان کے منتظر تھے۔

"سب کو اپنی اپنی لائنز یاد ہیں نا؟ جیسے کچھ دیر پہلے میں نے بتایا تھا؟" وہ ان سب سے تصدیق چاہ رہا تھا۔ ان سب نے تھمز اپ کا اشارہ کیا تھا۔

"اوکے تو تم شروع کرو رومان۔ تم ہمارے سینیئر ہو۔ مطلب تمہاری شادی سب سے پہلے ہوئی نا۔" طلال نے مسکراتے رومان سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے بوس ڈن!" وہ سمجھتے بولا تھا۔ وہ چھ ایک قطار میں کھڑے تھے جب رومان نے سب سے پہلے اپنی لائن کہی تھی۔

"تیرے کندھے پر سر رکھ کے سب بھول جاؤں تو اچھا ہے!

میں یوں ہی پلٹتے ہوئے ذرا سی دیر کو پاس تمہارے رک جاؤں تو اچھا ہے!

اپنی ہر بات تم سے کہہ کر بوجھ دل کو ہلکا کر لوں تو اچھا ہے!

دوستی کے اس عظیم رشتے کی گرہ کو مضبوط تر کر لوں تو اچھا ہے!

www.novelsclubb.com

ہر احساس پر غالب ہے یہ دوستی کا رشتہ جسے سنگ تمہارے تاابد گزار لوں!

اور پھر نہ رہیں دوریاں خواب و خیال میں بھی!

کیونکہ یاروں کی یاری ہے ہر شے پر بھاری

اور پھر اتنا کہہ کر میں بند مٹھی میں یہ سارے جگنو کر لوں تو اچھا ہے!"

(از قلم حورین خان)

رومان، میشا، طلال، راحمہ، واثق اور محالہ سب نے ایک ایک لائن پڑھی تھی اور اپنی لائن پڑھتے سب مائک آگے بڑھاتے گئے تھے اور آخر میں مائک درمیان میں کرتے ان سب نے ہم آواز آخری دو لائنیں پڑھیں تھیں۔

"یاروں کی یاری ہے ہر شے پر بھاری

اور پھر اتنا کہہ کر میں بند مٹھی میں یہ سارے جگنو کر لوں تو اچھا ہے!"

سب بڑوں نے تاعمر ان کی دوستی کے یونہی قائم رہنے کی دعا کی تھی۔ان سب کے چہروں پر خوشی اور مسکراہٹ نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔ان سب نے یونہی ہنستے مسکراتے رہنا تھا۔ان کی دوستی بھی یونہی قائم رہنی تھی۔کچھ کردار ایسے ہی اچھے لگتے ہیں جیسے محالہ ملک اور واثق انصاری۔ان کی کہانی نے کیا موڑ مڑنا تھا اس کا فیصلہ تو وقت نے ہی کرنا تھا۔

(ختم شد)

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆